354

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 16-اکتوبر 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری، سیاحت اور آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

چینی اور آٹے کے خصوصی حوالے سے زراعت اور خوراک پر عام بحث

356

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا چودھواں اجلاس

جمعۃ المبارک،16-اکتوبر2009

(یوم الجمع،26-شوال المکرم1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر03منٹ پر زیر

صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَo وَلَا تَقُولُواْ لِمَن يُقۡتَلُ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمۡوَٰتُۢۚ بَلۡ أَحۡيَآءٞ وَلَٰكِن لَّا تَشۡعُرُونَo وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَيۡءٖ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٖ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٰلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٰتِۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّٰبِرِينَo ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٞ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَo

سُوۡرَۃُ البَقَرَۃ آیات 153 تا156

اے ایمان! والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہےoاور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں(وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں جانتےo اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرنے والوں کو (خدا کی خوشنودی کی) بشارت سنا دوoان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیںo

وماعلینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعتِ رسول مقبول ﷺ

اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم
بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلو علیہ وآلہ
اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم
میں تھا کیا مجھے کیا بنا دیا مجھے عشقِ احمد عطا کیا
ہو بھلا حضور ﷺ کی آل کا مجھے مرنا جینا سکھا دیا
اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم
ہے یہ آرزو جو ہو سرخرو ملے دو جہاں کی آبرو
میں کہوں غلام ہوں آپ کا وہ کہیں کہ ہم کو قبول ہے
اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد و علی آلہ واصحابہ وسلم
لیا نام دل سے حضور ﷺ کا مجھے یوں لگا کہ وہ آ گئے
جھونکا اُٹھا اِک نور کا مجھے یوں لگا کہ وہ آ گئے
اُس نے بھی مدینہ دیکھ لیا اِس نے بھی مدینہ دیکھ لیا
سرکار کبھی تو میں بھی کہوں میں نے بھی مدینہ دیکھ لیا
جب حسن تھا اُن کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری، سیاحت اور ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

تعزیت

لاہور میں دہشت گردی کے حملوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! کل کے واقعات کے بعد شہداء کی نماز جنازہ اور تدفین ہو چکی ہے ان کے لئے دعائے مغفرت کروائی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہ گزارش کرنی تھی کہ کل کے لئے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ رکھی گئی تھی جس میں جنوبی پنجاب کی محرومیوں اور N.F.C award پر بحث کے لئے دن مقرر کرنے تھے۔ کل ایجنڈا adjourn ہو گیا تھا۔ جب ایجنڈا adjourn ہوتا ہے تو وہ total ہوتا ہے۔ آج ہم توقع کر رہے تھے کہ شاید اس مقصد کے لئے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلائی جائے گی لیکن شاید کسی وجہ سے نہ بلائی گئی ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھئے گا کہ ہم نے ابھی وہ تاریخ مقرر کرنی ہے۔ اس کام کے لئے جب آپ طلب کریں گے تو ہم حاضر ہونے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ معاملہ skip نہ ہو جائے۔ یہی میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر: Monday کو اڑھائی بجے میٹنگ رکھ لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب شہداء کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر لاہور میں دہشت گردی کے حملوں میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

پوائنٹ آف آرڈر
ڈی جی رینجرز کے حقائق کے خلاف
بیان بازی پر وضاحت کا مطالبہ

جناب **محمد محسن خان لغاری**: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ کل کے اخبارات میں ایک خبر آئی تھی اور انٹرنیٹ پر بھی یہ خبر ہے کہ ڈی جی رینجرز نے بیان دیا ہے کہ کوہ سلیمان رینج جو ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کا tribal area ہے وہ القاعدہ اور دہشت گردوں کے ٹریننگ کیمپ ہیں۔ میں حکومت کی طرف سے اس کی وضاحت چاہوں گا کیونکہ میں اس علاقے کا نمائندہ بھی ہوں اور وہاں کا رہنے والا بھی ہوں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے تو ڈی جی رینجرز کیوں ایسی باتیں کر رہے ہیں؟ اس سلسلے میں حکومت پنجاب کی طرف سے ایک واضح بیان آنا چاہئے کہ اس علاقے کے ساتھ ڈی جی رینجرز کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ڈی جی رینجرز کا تعلق ہے تو وہ انڈیا اور پاکستان کے بارڈرز کو monitor کرنا ہے۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور ملک کے عین درمیان میں ہیں، ہر طرف پورا پورا ایک صوبہ ہے۔ یہاں پر ڈی جی رینجرز کی کوئی domain ہے اور نہ ان کا کوئی عمل دخل ہے۔ ان کے کیا ذرائع ہیں؟ مہربانی کر کے حکومت پنجاب ان سے کہے کہ ہمارے معاملات کے اندر دخل اندازی نہ کریں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے۔ اگر اس پر debate رکھنی ہے تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ اس سال شاید جنوری میں بد قسمتی سے ڈیرہ غازی خان کی ایک امام بارگاہ پر دہشگردی کا حملہ ہوا تھا تو اس وقت یہ بات کی گئی تھی کہ پنجاب کے بارڈرز کو محفوظ کرنے کے لئے ایک نئی فورس تیار کی جائے گی۔ میں نے اس وقت بھی یہ گزارش کی تھی کہ نئی فورس تیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ہماری colonial days سے ایک بارڈر ملٹری پولیس نامی فورس ہے جو ہمارے بلوچستان کے ساتھ بارڈر کو محفوظ کرنے کے لئے ہے۔ میں نے اس وقت بھی یہ گزارش کی تھی کہ اس فورس کی حالت بڑی خراب ہے۔ اس کی آدھی سے زیادہ اسامیاں خالی ہیں۔ بجٹ کی allocations میرے پاس ہیں۔ ہم نے اس سال بجٹ کے اندر اس پوری فورس کے لئے صرف 5 لاکھ روپے اسلحہ کے لئے رکھے ہیں۔ اگر اس وقت وزیر خزانہ یہاں موجود ہوتے تو میں ان سے پوچھتا کہ جب ایک سو روپے کی گولی آتی ہے تو پھر 5 لاکھ روپے کے ساتھ ایک fighting force کسی دہشت گرد کا کیا مقابلہ کرے گی؟ اس فورس کی ٹریننگ کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ اس بات کو ایک سال ہونے والا ہے۔ جب میں نے یہ issue raise کیا تھا تو اس وقت کہا گیا تھا کہ ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جو اس

کو look after کرے گی اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اس سلسلے میں حکومت پنجاب ڈی جی رینجرز کو کہے کہ مہربانی کر کے وہ ایسے بیانات نہ دیں جو حقیقت پر مبنی نہ ہوں کیونکہ ان کا اس علاقے میں source ہے، ان کی intelligence ہے، ان کا domain ہے اور نہ ہی ان کا اس کے ساتھ کوئی عمل دخل ہے۔ ہمارے علاقوں کو بدنام کرنے کے لئے یہ بیانات دیئے جا رہے ہیں یا پتا نہیں ان کا کوئی اور ایجنڈا ہوگا جس کی وجہ سے وہ بیان دے رہے ہیں اس لئے حکومت پنجاب کو اس پر ایک واضح موقف اختیار کرنا چاہئے اور اپنا بیان دینا چاہئے۔ ہمارے آئی جی صاحب کا اس پر بیان آیا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن ڈی جی رینجرز کی بات بار بار پریس میں آ رہی ہے، ٹی وی چینلز بھی اس کو discuss کر رہے ہیں بلکہ رات کو ایک ٹی وی چینل پر اس پر ایک پروگرام بھی تھا اس لئے مہربانی کر کے حکومت پنجاب اس چیز کو واضح کرے کہ ہمارے ہاں کوئی ٹریننگ کیمپ نہیں ہے۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں محسن لغاری صاحب کی بات کو لے کر آگے چلنا چاہتی تھی کہ تین چار مہینے پہلے مولانا عزیز صاحب جن کو جنرل مشرف نے جیل میں ڈالا تھا ان کی مسز تونسہ شریف اور راجن پور گئیں۔ انھوں نے وہاں پر کوئی مذہبی اجتماع کیا، وہاں پر عورتوں کو بھی اکٹھا کیا گیا۔ یہ تو اخبارات میں بھی آیا ہے۔ یہ کوئی ڈی جی رینجرز کی بات نہیں ہے۔ یہ اس کو رہنے دیں وہاں سے کچھ لوگ گرفتار بھی ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے ابھی بڑا valid point اٹھایا ہے اور اس پر حکومت پنجاب کا بالکل واضح مؤقف سامنے آنا چاہئے۔ کل تک انشاء اللہ اس پر پوری detail حاصل کر کے پنجاب حکومت کا واضح مؤقف پیش کر دیا جائے گا۔ جیسے یہ کچھ information بتا رہے ہیں تو وہ ہمارے ساتھ share کر لیں، یقیناً وہ ہمارے لئے فائدہ مند ہو گی اور کل جو ہم نے اپنا مؤقف بیان کرنا ہے اس میں اس کی detail بھی شامل کر لی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ان forces کو بھی خراج تحسین پیش کریں کیونکہ کل ایک بہت بڑا حادثہ ہونے والا تھا جس کو prevent کرنے کے لئے انہوں نے اپنی جان کی بازی لگائی۔ ان دہشت گردوں

کا جو ارادہ تھا جیسے ایک روایت بن چکی ہے کہ ان علاقوں میں داخل ہو کر hostages پیدا کئے جائیں اور اپنے مذموم ارادے پایہ تکمیل تک پہنچائے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل جو تین جگہ پر بیک وقت action ہوا اس میں جن forces کے جوانوں نے کام کیا، اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور دیگر لوگوں نے اپنے فرائض منصبی سر انجام دیئے ہمیں ان کو بھی appreciate کرنا چاہئے اور انہیں بتانا چاہئے کہ پورے پنجاب کے عوام ان کے ساتھ ہیں خاص طور پر پنجاب اسمبلی ان کے اس action پر انہیں appreciate کرتی ہے۔ میں اپنے تمام اراکین کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کل انہوں نے بڑی جرأت مندی کا ثبوت دیا ہے اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ہمارا ایک نوجوان زخمی تھا اور وہ زخمی ہونے کے باوجود دہشت گردوں کو مارنے کے لئے جا رہا تھا، دوسرے ساتھیوں نے اُس کو روکا کہ آپ نہ جاؤ لیکن اس نے کہا کہ میں نے جانا ہے، پھر اُس کو زبردستی روکا گیا اور ایمبولینس میں ڈالا حالانکہ اس کو فائر بھی لگا ہوا تھا۔ یہ بڑی جرأت مندی کا ثبوت ہے اور وہ جوان ہمارے شیر ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

پاک فوج، ایلیٹ فورس اور پولیس کو دہشت گردی کا جواں مردی سے مقابلہ کرنے پر خراج تحسین پیش کرنا

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آج ہم اس واقعہ پر بات کر رہے ہیں تو ہماری پاک فوج، ایلیٹ فورس، پولیس اور جو بھی اس طرح کی services provide کرتی ہیں ان سب کو میں سلام پیش کرتی ہوں۔ زندہ قومیں کبھی بھی اپنے شہداء کی قربانیوں کو فراموش نہیں کرتیں۔ جب بھی اس طرح کا کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو ہم انہیں خراج تحسین بھی پیش کرتے ہیں، ان کی خدمات کو بھی سراہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے خون کا آخری قطرہ بھی رائیگاں نہیں جائے گا لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہم کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ان شہداء کی تمام قربانیوں کو فراموش کر دیتے ہیں۔ لبرٹی میں سری لنکا کی کرکٹ ٹیم پر حملہ ہوا تو ہمارے جوانوں نے جس طرح اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔۔۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: No cross talk without my permission.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جب اس ٹیم پر حملہ ہوا تو ہمارے نوجوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے پاکستان کی عزت بچائی لیکن ہم نے ان کی قربانیوں کو اس طرح فراموش کر دیا کہ وہاں سے ان کی تصاویر بھی ہٹا لی گئیں۔ اگر ان کی جائے شہادت پر سیاسی جماعتوں کے پوسٹرز لگ سکتے ہیں تو ان شہداء کی تصویریں کیوں نہیں لگ سکتیں؟ اس پر میں شدید احتجاج کرتی ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ کہ آپ نے مجھے موقع دیا child views کے حوالے سے ایک انتہائی مظلوم انسان کی میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ 29۔ ستمبر 2009 بروز منگل ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل کمالیہ کے تھانے صدر کی حدود میں چوکی جھگڑ چک نمبر 735 گ ب۔۔۔

جناب سپیکر: اس وقت یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ معاملہ ان کی information کے لئے لانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں آپ تمام حضرات سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ وقفہ سوالات انتہائی ضروری ہوتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام معاملات یہاں ضروری ہوتے ہیں لیکن اس وقت پوائنٹ آف آرڈر سے ذرا پرہیز کیجئے، اس میں آپ کا ہی فائدہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو ساری قوم دیکھتی ہے کہ ہمارے elected representatives کیا کرتے ہیں۔ مہربانی فرما کر اس سے ذرا اجتناب کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس ہاؤس کی روایات میں شامل ہے کہ وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے اراکین پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے تو آپ کو اجازت دے دی ہے۔ آپ اپنی بات کر لیں۔

ایڈہاک پولیس ملازمین کو مستقل کرنے اور اسمبلی سکیورٹی ملازمین کو رسک الاؤنس دینے کا مطالبہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جس طرح کل کے واقعات پر سارے دوست بات کر رہے ہیں اور اپنے شہداء کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کل ہماری Law Enforcement Agencies نے جو کارروائی کی اور ہمارے جوان جس جرأت اور جواں مردی کے ساتھ دہشت گردوں کے ساتھ لڑے وہ قابل تعریف ہے۔ میں اُن کے جذبوں اور ان کی جرأت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں یہاں پر ایک چھوٹی سی گزارش یہ بھی کروں گا کہ جب بھی اس ملک یا صوبے میں کوئی واقعہ پیش آتا ہے تو اسمبلی کے floor پر کھڑے ہو کر ہم سب ان کے جذبوں کو بھی سراہتے ہیں اور ان کی تعریف بھی کرتے ہیں لیکن جیسے ابھی میری بہن سیمل کامران نے کہا کہ ہم انہیں فراموش کر دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کچھ دن گزرنے کے بعد ہمیں ان کی قربانی یاد نہیں رہتی۔ میرے علم میں آیا ہے کہ اب بھی ہماری پولیس میں انسپکٹر رینک کے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو adhoc base پر رکھا گیا ہے، جو PCS کے through آئے تھے لیکن آج تک پانچ پانچ، چھ چھ سال گزرنے کے باوجود وہ لوگ adhoc basis پر کام کر رہے ہیں لہذا انہیں permanent کرنا چاہئے۔ آج جب میں اسمبلی آیا تو دیکھا کہ ہمارے اسلحے والے پولیس ملازمین پیچھے کھڑے تھے اور ہماری اسمبلی کی سکیورٹی کے لوگ فیصل چوک میں بیریئر کے آگے کھڑے ہو کر گاڑیاں چیک کر رہے تھے، ایم پی ایز کی شناخت کر کے انہیں آنے دے رہے تھے لیکن آج تک انہیں رِسک الاؤنس نہیں دیا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ میں نے آپ کے سامنے کہہ دیا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں کوئی غلط بات نہیں کر رہا۔ جس طرح سارے بھائیوں نے ان کے جذبوں کو سلام کیا ہے تو میں ان کی پریشانیاں بتا رہا ہوں۔ ایک آدمی اگر جان دے کر ہماری جان بچاتا ہے تو ہمارا حق ہے کہ ہم اس کے حقوق کی بات کریں، ان کے بچوں کے مستقبل کا سوچیں۔ آپ کو پتا ہے کہ ایک سپاہی مر جاتا ہے تو اس بے چارے کی بیوہ کو شہید فنڈ لینے کے لئے اتنا ذلیل ہونا پڑتا ہے اور اتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو آج تک کسی نے نہیں دیکھیں۔ ہمیں ان کے حقوق کی بات کرنی چاہئے۔ آٹھ دس ہزار روپے پر آپ کو جان دینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ آپ کی، میری اور ہم سب کی جانیں بچانے والوں کی تنخواہ کتنی ہے؟ میں چاہتا ہوں کہ ان کی تنخواہیں بڑھائیں، الاؤنسز

بڑھائیں اور انہیں رِسک الاؤنس دیں۔ میں نے کوئی غلط بات کی ہے جیسے نیچے بیٹھے ہوئے آپ کے وزراء کہہ رہے ہیں۔ شاید انہیں میری بات گراں گزر رہی ہو۔ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ اِن کی تنخواہوں سے کاٹ کر دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ وزراء میرے نہیں ہیں۔ یہ وزراء اسمبلی کی طرف سے اور سارے پنجاب کے وزراء ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ان کی بات کو second کرتی ہوں کہ سکیورٹی گارڈز کی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ باقی اسمبلیوں میں بھی ان کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں لہذا ان کی بھی بڑھائی جائیں۔ میں چاہتی ہوں کہ سکیورٹی گارڈز کی ضروریات کے مطابق ان کی تنخواہ بڑھائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہم انشاء اللہ کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ مجھے مکمل ہمدردی ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس چیز کو دیکھتے ہوئے شہداء کے وارثین کے لئے تیس، تیس لاکھ روپے رکھے ہیں جو کہ پہلے پانچ لاکھ روپے ہوتے تھے۔ اب پانچ لاکھ روپے سے بڑھا کر تیس لاکھ روپے کر دیئے ہوئے ہیں جو شہداء کے ورثاء کو بغیر کسی problem کے مل جاتے ہیں۔ جیسے انہوں نے فرمایا ہے کہ اس فنڈ کے لئے انہیں کوفت اٹھانی پڑتی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ انہیں بالکل بھی مشکل پیش نہیں آتی۔ ریسکیو 15 کے واقعہ میں جو لوگ شہید ہوئے تھے ان کے ورثاء کو میاں محمد نواز شریف نے خود بلا کر تیس، تیس لاکھ روپے کا چیک دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ان کی families میں سے ایک بچہ یا بچی کی نوکری کا فوری طور پر بندوبست بھی کیا جاتا ہے جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے ابھی اعلان بھی کیا ہے اس کے علاوہ پولیس کا یا سکیورٹی کا جو ملازم شہید ہو اس کی جتنی ماہوار تنخواہ بنتی ہے اس کی بیوہ کو تمام زندگی اسی طرح ملتی رہے گی۔ باقی ان کے بچوں کے educational expenses بھی حکومت پنجاب برداشت کرے گی جو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے بہت بڑی announcement تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! آپ نے تمام بات سن لی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: No, Point of order

جب ایک معزز ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کل پنجاب میں یہاں پر جو واقعہ پیش آیا ہے جیسا کہ ابھی مجتبیٰ شجاع الرحمٰن فرما رہے تھے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کے لئے جن لوگوں نے جان کا نذرانہ دیا ہے اور صوبہ پنجاب کے عوام کی اور صوبہ پنجاب کے لوگوں کی جانیں بچائی ہیں۔ ان کو میں بھی یہاں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ساتھ آپ نے کل یہ بھی دیکھا ہو گا کہ رحمٰن ملک صاحب بھی صدر پاکستان اور وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب کے behalf پر پنجاب میں تشریف لائے تھے انہوں نے بھی ان کے لئے پلاٹ اور دوسری مراعات کا اعلان کیا ہے لیکن یہاں جس کے لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ کل الیکٹرانک میڈیا نے جو کردار ادا کیا ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کل انہوں نے ہر جگہ پر حکومت کو، قانون نافذ کرنے والے اداروں کو جس طرح خراج تحسین پیش کیا ہے اور حکومت کا ساتھ دیا ہے، حکومت کی ہدایات پر عمل کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو دہشت گرد ہیں ان کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ دنیا کو message دیا جائے کہ پاکستان غیر محفوظ جگہ ہے لیکن کل انہوں نے جس طرح instruction پر عمل کرتے ہوئے جب آپریشن ہو رہا تھا تو انہوں نے آپریشن کو روکا ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ

نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
میں کوئی پھول ہوں کہ خاموش رہوں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں کوئی گو بھی کا پھول تو نہیں کہ میں یہاں پر کورم پورا کرنے آتا ہوں۔ میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میرے اندر بھی کچھ جذبات ہیں۔ بات یہ ہے کہ کیا ہمارا یہی کام رہ گیا ہے کہ یہاں

ہم خراج عقیدت پیش کریں، تحسین پیش کریں اور فاتحہ خوانی کریں، خوشامد کریں، کیا ہمارا یہی کام ہے؟ ہم یہ کیوں نہیں سوچتے ہیں کہ ہم ان hatcheries کو بند کریں جن کے ذریعے سے یہ دہشت گرد پیدا ہو کر یہاں پر آتے ہیں۔ Nip the evil in the bud جب تک ہم ان hatcheries کو بند نہیں کرتے یہ دہشت گردی ختم نہیں ہو سکتی۔ کیا ہم فاتحہ خوانی کرتے رہیں گے، یہی ہمارا کام رہ گیا ہے، hatcheries کو بند کرنے کے لئے کیوں نہیں سوچتے ہیں۔ اس پر بھی بحث ہونی چاہئے۔

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری رضا نصر اللہ گھمن: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جس طرح ہمارے وزیر ایکسائز نے بتایا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہمارے شہداء کی فیملیوں کے لئے تیس لاکھ روپے فنڈز رکھے ہیں۔ میں اس کو مزید آگے بڑھانا چاہتا ہوں کہ یہ جو ہماری این جی اوز ہیں جس وقت کوئی criminal آدمی مر جاتا ہے تو ہمارے ایماندار آفیسرز کو shake کرنے کے لئے ان کو تنگ کرتے ہیں کہ یہ پولیس مقابلہ ہوا ہے اور آپ نے deliberate کیا ہے لیکن جب ہمارے پولیس کے سپاہی اور افسران شہید ہوتے ہیں تو ان این جی اوز نے اپنا کبھی مثبت کردار ادا نہیں کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان این جی اوز کو کہنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی مثبت رول ہو تو اس میں بھی آگے بڑھنا چاہئے۔

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات، ماہی پروری، سیاحت اور آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب سید حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال ہے۔

سید حسین مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایہہ مریاں نوں جو دیندے نیں تے جیندیاں نوں دے دین۔ اسیں کدوں کہیا اے کہ وزیر اعلیٰ نے نئیں آکھیا۔

جناب سپیکر: جی آپ سوال کا نمبر پکاریں۔

سید حسن مرتضیٰ: سوال نمبر 74 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ۔ جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

2005 سے آج تک بھرتی کئے گئے ایکسائز انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*74: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

جنوری 2005 سے آج تک جن افراد کو بطور ایکسائز انسپکٹر بھرتی کیا گیا ان ملازمین کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

جنوری 2005 سے آج تک جن افراد کو بطور ایکسائز انسپکٹر بھرتی کیا گیا ان ملازمین کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل، پتاجات اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ ایکسائز انسپکٹرز کی ریکروٹمنٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے جواب سے پوری طرح مطمئن ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی! آپ سیٹ چھوڑ کر ادھر آ جائیں۔ یہ سیٹ چھوڑ دیں۔ میں آپ کا نام نہیں لوں گا تا کہ کسی اور کو پتا نہ چلے۔

میاں نصیر احمد: آپ مجھے کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کے ساتھ والے کو کہہ رہا ہوں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! آپ مجھے کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جی، آپ ادھر ہو جائیں۔ میں نام نہیں لوں گا۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 447 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

پنجاب ٹورازم بس سروس بند کرنے کا مسئلہ

*447: میاں نصیر احمد: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ٹورازم کی بس سروس لاہور ملتان، ملتان لاہور اور لاہور راولپنڈی، راولپنڈی لاہور چلتی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سروس کو بند کیا جا چکا ہے مذکورہ بس سروس کو بند کرنے کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، نیز کیا حکومت اس اہم اور منافع بخش بس سروس کو دوبارہ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب ٹورازم کی بس سروس لاہور ملتان، ملتان لاہور اور لاہور راولپنڈی، راولپنڈی لاہور چلتی تھی۔

(ب) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن پنجاب نئے رجحان متعارف کروانے والا ادارہ ہے ٹی ڈی سی پی نے پاکستان میں پہلی بار بڑی اور لگژری بسوں کا فلیٹ متعارف کروایا جس کو دیکھتے ہوئے بہت سی نجی کمپنیاں میدان میں آ گئیں اور معیاری بس سروس پاکستان میں عام ہو گئی چونکہ ٹی ڈی سی پی پرائیویٹ سیکٹر کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے اس لئے پرائیویٹ سیکٹر کے آنے کے بعد ٹی ڈی سی پی کی سروس کو بند کر دیا گیا اصل مقصد لوگوں کو معیاری بس سروس فراہم کرنا تھا جو کہ پرائیویٹ کمپنیاں بخوبی بہم پہنچا رہی ہیں۔

مزید برآں 1998 میں حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق تمام بس ٹرمینل شہر سے باہر منتقل کر دیئے گئے چونکہ ٹی ڈی سی پی کے ٹرمینل شہر کی حدود میں تھے اور شہر سے باہر مجوزہ علاقوں میں ٹرمینل نہ ہونے کی وجہ سے ٹی ڈی سی پی اپنی بس سروس جاری نہ رکھ سکی۔ محکمہ سیاحت پنجاب اب بس سروس شروع کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا چونکہ اب پرائیویٹ سیکٹر میں معیاری بس سروس دستیاب ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز (ب) میں مجھے جو ٹورازم کے حوالے سے تھا کہ لاہور سے ملتان اور لاہور سے راولپنڈی جو ٹورازم کی بس سروسز چلتی رہی ہیں، جس زمانے میں یہ چلتی رہی ہیں بڑی اچھی سروسز دیتی رہی ہیں لیکن اب بتایا یہ گیا ہے کہ ان کو بند کر دیا گیا ہے۔ جب یہ بسیں چلتی تھیں تو ان کے ساتھ سینکڑوں خاندانوں کا روزگار وابستہ تھا اور دوسرا پلان میں یہ شامل تھا کہ یہ بسیں راستے میں جہاں بھی پنجاب ٹورازم کی جو بھی sights آتی تھیں ان کا visit بھی شامل تھا لیکن اس میں مجھے بتایا گیا ہے کہ پرائیویٹ کمپنیوں کے آنے کے بعد یہ سروسز بند کر دی گئی ہیں۔ بنیادی طور پر جو پرائیویٹ کمپنیاں آئی ہیں ان کا مقصد کمرشل ہے اور وہ اپنی بسیں کمرشل بنیادوں پر چلاتے ہیں۔ کیا وزیر صاحب بتانا پسند کریں گے کہ اگر یہ بسیں نقصان میں نہیں تھیں، یہ فائدہ میں جا رہی تھیں تو اس کے باوجود ان کو کیوں بند کر دیا گیا؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے یہ سوال اٹھایا ہے اس میں بڑی clear بات ہے کہ یہ ایک پالیسی کے تحت بند کی گئی تھیں اور یہ ایک دم سے بند نہیں کی گئی تھیں۔ 1988 میں اس کا آغاز کیا گیا تھا اور 2001 میں اس کو بند کر دیا گیا تھا۔ اس کی چند ایک وجوہات تھیں کہ شہر کے اندر جو بسوں کے اڈے تھے ان کو شہر سے باہر شفٹ کرنے کا حکومت پنجاب نے پروگرام بنایا جس کے تحت میونسپل حدود کے باہر ان اڈوں کو شفٹ کر دیا گیا۔ کیونکہ ٹورازم کے بس سٹینڈ اس جگہ پر نہیں جا سکتے تھے۔ ایک تو یہ مشکل آئی اس کے علاوہ اس میں یہ بات بھی بڑی clear تھی کہ یہ صرف دو جگہوں پر چل رہی تھی اس سے زیادہ نہیں چل رہی تھی۔ اس کے لئے جب پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت بھی اس کو چلانے کی کوشش کی جا رہی تھی اور اسی کے تحت یہ چل رہی تھی۔ یہ اکیلا ٹورازم ڈیپارٹمنٹ نہیں چلا رہا تھا already پرائیویٹ سیکٹر اس میں involve ہو چکا تھا اور جب وہ اس معیار پر چلنا شروع ہو گیا تو اس کے بعد حکومت نے یہ مناسب سمجھا کہ یہ حکومت پر کچھ بوجھ بنتا جا رہا ہے لہذا اس کو بند کر دیا گیا اور فی الحال اس کو revive کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جس طرح وزیر صاحب نے کہا ہے کہ اس کے جتنے بھی ٹرمینل تھے یہ لاہور شہر کے اندر تھے اور جب یہ بس سروسز بند کی گئی تو یہ ٹرمینل بڑی اچھی location پر تھے اور یہی

کہا گیا تھا کہ یہاں پر ٹورازم کے حوالے سے کوئی sight develop کی جائے گی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جتنے بھی ٹرمینل ہیں جہاں سے بسیں چلتی تھیں۔ جب بسیں بند کی گئی ہیں تو ان ٹرمینل کو کس استعمال میں لایا جا رہا ہے۔

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو ٹرمینل بند ہو گئے تھے ان ٹرمینلز پر ٹورازم کے حوالے سے کچھ کام کر رہے ہیں۔ جو یہاں پر tours آتے ہیں وہ بین الاقوامی ہوں یا local level پر جو ہمارے ساتھ arrange ہوتے ہیں یا ہمیں ان کے ساتھ liaison ہوتا ہے تو ہماری ویگنیں یا بسیں جو وہ لوگ hire کرتے ہیں وہ انہی ٹرمینلز سے چلائی جا رہی ہیں۔ اس طرح ان ٹرمینلز کا مناسب استعمال کیا جا رہا ہے۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں، اس کے بعد آپ سپلیمنٹری کرنا چاہیں گے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہوں گا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے جواب دیا گیا ہے کہ اصل مقصد لوگوں کو معیاری بس سروس فراہم کرنا تھا جو کہ پرائیویٹ کمپنیاں بخوبی بہم پہنچا رہی ہیں۔ میرا آپ کی وساطت سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمے کے پاس معیاری بسیں نہ تھیں کہ جو انہوں نے پرائیویٹ کمپنیوں کا مقابلہ کرنے کی بجائے اس کو بند کر دیا کیونکہ محکمہ خود تسلیم کر رہا ہے کہ ان کے پاس اس معیار کی بسیں یا سروس نہ تھی جو کہ پرائیویٹ سیکٹر کے پاس تھی۔ اس طرح تو T.D.C.P کے اپنے ریسٹورنٹ بھی ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کے بہت معیاری اور اعلیٰ ریسٹورنٹ اور ہوٹل صوبہ میں کام کر رہے ہیں۔ اگر اسی بات کو معیار بنانا ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ محکمہ اپنے ان ریسٹورنٹ کو بند کر دے کیونکہ پرائیویٹ کمپنیاں بہتر اور اچھی سروس صوبہ کو دے رہی ہیں۔

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایسی بات نہیں تھی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر جب اس میں involve ہوا تو definitely ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو سروسز ہم دے رہے تھے اس سے بہتر سروسز سامنے آگئیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کوئی وجہ نہیں بنتی کہ اگر بسوں کو ہم نے بند کیا تو اس کے ساتھ ساتھ باقی جگہوں کو بھی بند کر دیا

جائے بلکہ ان کو ہمارے ساتھ شامل ہو کر ہمیں encourage کرنا چاہئے اور ہمیں push کرنا چاہئے کہ جہاں پر ہم substandard کام کر رہے ہیں یا up to the mark کام نہیں کر رہے وہاں پر ہمیں مزید محنت کر کے ایک standard پر لانا چاہئے تاکہ پرائیویٹ فیلڈ میں لوگوں کا مقابلہ کر سکیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے trend settle کا کام کیا ہے اور ان کے بقول وہ اس میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! محترم وزیر صاحب نے وضاحت میں یہ فرمایا ہے کہ چونکہ ٹورازم کی بسیں بوجھ بن گئی تھیں اس لئے انہیں بند کرنا پڑا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں چلنے والی بسیں ایک سال چلنے کے بعد ایک "بچہ" پیدا کر دیتی ہیں یعنی ایک نئی بس پیدا ہو جاتی ہے تو یہ ٹورازم والی بسیں کیسے خسارے میں چلی گئیں؟ اس کی وجہ یہ ہے اور میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ جیسے پنجابی کی ایک مثال ہے ناں "کچریاں دا راکھا گیدڑ" یہی ایک صورتحال پاکستان ریلوے کے ساتھ ہے۔ بورڈ آف مینجمنٹ میں پرائیویٹ سیکٹر کے ٹرانسپورٹرز کو رکھا گیا ہے اس لئے یہ ریلوے بھی خسارے میں جا رہا ہے اور ہمارے ٹورازم کی بسیں بھی خسارے میں گئی ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! جواب بھی آپ نے خود ہی دے دیا اور سوال بھی کر لیا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ مزید برآں 1998 حکومتی پالیسی کے مطابق تمام بس سٹینڈز و ٹرمینل شہر سے باہر منتقل کر دیئے گئے تھے۔ مجھے جہاں تک علم ہے ایک بین الاقوامی نام والی کمپنی کا ٹرمینل بالکل عین کلمہ چوک کے ساتھ شہر کے وسط میں ہے۔ اس ایک کمپنی کے لئے exception کیوں کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو بات کی ہے اس کی بڑی وضاحت سے ہم نے کل انکوائری کی تھی۔ یہ ڈائیوو بس کے ٹرمینل کا ذکر کر رہے ہیں تو اس وقت ان کی location یا پوزیشن municipal limits سے باہر تھی اور بعد میں اس کی clarification کی گئی کہ یہ point

valid نہیں ہے چونکہ یہ بنا دیا گیا تھا لہذا ہم نے اسے continue کیا اور حکومتی سطح پر بھی یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ٹورازم کی بسوں کو بند کر رہے ہیں اور جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ حکومتی اداروں کے تحت چلنے والے سیکٹر بوجھ بنتے جا رہے تھے اور اس میں problems آ رہے تھے۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن بھی کسی مالی بوجھ اور کئی مسائل کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا۔ خالی یہ point نہیں ہے اس میں یہ وجوہات بھی شامل تھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کلمہ چوک اور فیروزپور روڈ کب میونسپل کمیٹی کی حد میں شامل ہوئے اور اس سے پہلے باہر تھے؟ جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں تو یہ کس سن میں میونسپل کمیٹی کے اندر آئے اور اس سے پہلے یہ لاہور سے باہر تھے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ایک fresh question ہے۔ آپ جمع کروا دیں تو میں اس پر آپ کو مکمل جواب دے سکوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ چوک اور فیروزپور روڈ میونسپل کمیٹی کی حد سے باہر ہیں۔ یعنی 1998 میں میونسپل کمیٹی کی حدود سے باہر تھے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ 1998 میں یہ کہا گیا کہ یہ شہر سے باہر لے جاتی ہیں اور 1998 میں ڈائیوو کا ٹرمینل وہاں رہا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 1998 میں فیروزپور روڈ، گارڈن ٹاؤن، گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، والٹن والا علاقہ اور آگے مسلم ٹاؤن وغیرہ یہ سب میونسپلٹی سے باہر تھے۔ ان کا جواب یہی ہوا ناں؟ میں کم عقل ہوں آپ مجھے ذرا سمجھا دیں کیونکہ 1998 میں یہ میونسپلٹی سے باہر تھے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ مجھے جو تفصیلات بتائی گئی ہیں وہ ایسے ہی ہیں لیکن آپ نے یہ سوال اٹھایا تو اس کی مکمل تفصیلات تازہ سوال سے متعلقہ ہوں گی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جس طرح سے وہ نشاندہی کر رہے ہیں اس کے مطابق ذرا دیکھ لیں۔ ایسے ہی statement نہ دیں۔ چیک کر کے بتائیں۔

جناب محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اختر ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر!وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ شہروں سے ٹورازم کے ٹرمینل بند کر دیئے گئے ہیں لیکن میری اطلاع کے مطابق ابھی بھی پرائیویٹ کمپنیوں کے ٹرمینل شہروں میں کھولے جا رہے ہیں۔ میں ملتان کی ایک مثال دوں گا کہ وہاں فیصل موور کا ٹرمینل چوک کمہاراں والے کے قریب نیا کھلا ہے تو اگر ٹورازم والے بند ہو رہے ہیں تو پرائیویٹ کمپنیوں کو کیوں اجازت دی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت(ملک ندیم کامران): میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر نے جو بات کی ہے تو چونکہ بات ٹورازم اور لاہور کے حوالے سے ہو رہی ہے اور یہ ملتان کی بات کر رہے ہیں تو اس وقت ملتان کا تو ذکر نہیں ہو رہا بلکہ یہاں پر بات صرف لاہور کی ہو رہی ہے۔ اگر یہ بات کر رہے ہیں تو اس کا مناسب جواب ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے ضمنی سوال کیا ہے تو ملتان بھی پنجاب کا حصہ ہے اور آپ اس سلسلے میں انہیں بتائیں۔

وزیر سیاحت(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کا ہے اور وہی اسے deal کرتا ہے، ٹورازم نہیں کرتا۔ جو نئے اڈے کھل رہے ہیں یا بن رہے ہیں انہیں ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ ہی deal کرتا ہے، ٹورازم ڈیپارٹمنٹ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، dispose of ہوا۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: میرے سوال کا نمبر 75 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کا موجودہ طریق کار و دیگر تفصیل

*75: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کا موجودہ طریق کار کیا ہے؟

ش(ب) غلط یا زیادہ ٹیکس لگ جانے کی صورت میں اپیل کے لئے ٹیکس کی رقم کا کتنے فیصد جمع کرانا ضروری ہوتا ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ٹیکس کی تشخیص پنجاب اربن ایموایبل پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی دفعہ 5-A کے تحت locality wise valuation tables میں درج مربع گز / مربع فٹ کرایہ کے مطابق کی جاتی ہے۔ تشخیص کا طریق کار حسب ذیل ہے۔

1- کل رقبہ پلاٹ بحساب مربع گز X شرح کرایہ (ذاتی / کمرشل / کرایہ داری / رہائشی)

2- تعمیر شدہ رقبہ بحساب مربع فٹ x شرح کرایہ (ذاتی / کمرشل / کرایہ داری / رہائشی)

3- اگر عمارت 20 سال سے زیادہ اور 30 سال سے کم پرانی ہے تو بمطابق جدول شرح کرایہ میں 10 فیصد رعایت دی جائے گی۔

4- اگر عمارت 30 سال یا اس سے زیادہ پرانی ہے تو بمطابق شرح کرایہ میں 15 فیصد تک رعایت دی جائے گی۔

5- تشخیص ماہانہ کرایہ = (1+2) مع رعایت سیریل نمبر 3 یا 4

6- کل سالانہ تشخیص کرایہ (gross annual rental value) = ماہانہ تشخیص کرایہ x 12 اس طرح ہر جائیداد کی سالانہ تشخیص کی جاتی ہے۔

7- رعایت برائے سالانہ مرمت = سالانہ تشخیص کرایہ (G.A.R.V) کا 10 فیصد۔

8- سالانہ تشخیص (6-7) = annual rental value

9-

(I) اگر سالانہ تشخیص (A.R.V) 20 ہزار تک ہو تو تشخیص (A.R.V) کا 20 فیصد پراپرٹی ٹیکس سالانہ لاگو ہوگا۔

(ii) اگر سالانہ (A.R.V) 20 ہزار سے زیادہ ہو تو سالانہ تشخیص (A.R.V) کا 25 فیصد پراپرٹی ٹیکس سالانہ لاگو ہوگا۔

(ب) اپیل کرنے کے لئے عموماً ٹیکس گزار اور ٹیکس وصول کرنے والے عملہ کی سہولت کے لئے یہ کیا جاتا ہے کہ یا تو وہ آدھی رقم خزانہ سرکار میں جمع کرادے یا پھر ذاتی رہائش کی صورت میں پچھلے سالوں میں جمع کرائی گئی رقم کے برابر ٹیکس خزانہ سرکار میں جمع کرادے تاہم قانون میں ایسی کوئی شرط درج نہ ہے۔ اپیل بغیر رقم جمع کرائے دائر کی جاسکتی ہے لیکن پراپرٹی ٹیکس

کی دفعہ 11 کے تحت ٹیکس کی وصولی اپیل کے فیصلہ سے مشروط نہ ہے۔اپیل زیر التوا ہونے کے باوجود نادہندہ سے ٹیکس کی وصولی بذریعہ گرفتاری / قرقی کی جا سکتی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے بالکل متفق ہوں اور انہوں نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل مکمل اور تفصیل کے ساتھ ہے۔ میں اس سے بالکل مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: میرے سوال کا نمبر 1474 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

واہگہ بارڈر ٹورسٹ ریزارٹ لاہور پر ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*1474: جناب وسیم قادر: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹورسٹ ریزارٹ واہگہ بارڈر لاہور کی ڈویلپمنٹ کا کام کب سے شروع ہوا اور موقع پر کون کون سا کام مکمل ہوا؟

(ب) یہ ٹورسٹ ریزارٹ کب، کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا؟

(ج) اس کے لئے کس پارٹی سے کتنی لاگت سے زمین حاصل کی گئی ہے؟

(د) اس وقت اس ٹورسٹ ریزارٹ پر کیا کیا سہولیات سیاحوں کے لئے فراہم کی گئی ہیں؟

(ہ) اس ٹورسٹ ریزارٹ پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تاریخ تقرری فراہم کی جائے؟

(و) ان ملازمین کو ماہانہ کتنی تنخواہ دی جا رہی ہے اور کتنی آمدن متوقع ہے؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ٹورسٹ ریزارٹ واہگہ بارڈر لاہور کی ڈویلپمنٹ کا کام ابھی شروع نہیں ہوا اس مقصد کے لئے خرید کی گئی 6 کنال زمین پر صرف فینسنگ کا کام مکمل ہوا جو ماہ اکتوبر 2008 میں کروایا گیا۔

(ب) اس ٹورسٹ ریزارٹ کے لئے 6 کنال زمین حاصل کی گئی لیکن تا حال ٹورسٹ ریزارٹ قائم نہیں ہوا۔

(ج) یہ زمین فقیر محمد، نذیر حسین پسران شیر محمد بذریعہ مختار عام محمد ایوب ساکن رام پورہ لاہور کینٹ سے 2003 میں بعوض 9,60,000 روپے میں حاصل کی گئی تھی۔

(د) ٹورسٹ ریزارٹ کی تعمیر ابھی شروع نہیں کی گئی۔

(ہ) اس پراجیکٹ پر کوئی ملازم تعینات نہیں ہے۔

(و) پراجیکٹ پر ابھی تعمیر کا کام شروع نہیں ہوا لہذا کسی ملازم کو نہ رکھا گیا ہے اور نہ تنخواہ دی جا رہی ہے اور آمدن کا تخمینہ لگانا قبل از وقت ہے۔

جناب وسیم قادر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں لکھا ہے کہ پراجیکٹ پر تعمیر کا کام ابھی شروع نہیں ہوا اور جواب 20۔دسمبر کو موصول ہوا ہے تو اب تقریباً دس ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے تو وزیر موصوف بتادیں کہ اب اس کی پوزیشن کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ جگہ 2003 میں خریدی گئی تھی اور یہاں پر resort develop کرنے کا ارادہ تھا۔ اس کا سروے بھی مکمل ہو چکا ہے اس میں پیسے مختص کئے گئے تھے اور PC-I بھی بن چکا ہے لیکن چونکہ یہ بارڈر ایریا ہے اور بارڈر پر واقع ہے تو اس کے لئے یہ لازم تھا کہ ہم رینجرز سے اس کی اجازت لیتے۔ رینجرز کی طرف سے این او سی نہ ملنے کی وجہ سے ابھی تک کام شروع نہیں ہو سکا۔ ابھی بھی یہ معاملہ اسی طرح لٹکا ہوا ہے لیکن ہم نے اس کو دوبارہ take up کر کے متعلقہ اتھارٹیز کو لیٹر لکھا ہے اور اگر اجازت مل گئی تو یقیناً اس پر کچھ کام کیا جائے گا اور اگر بارڈر ایریا پر اجازت نہ ملی تو پھر ہمیں شاید یہ جگہ dispose of کرنی پڑے گی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! کوئی time frame بتا سکتے ہیں کہ کب تک متوقع ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ دو ماہ کے اندر اندر اس کا فیصلہ کر لیا جائے گا تاکہ مزید تاخیر نہ ہو۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 83 ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پانچ مرلہ مکان پر پراپرٹی ٹیکس کی معافی سے متعلقہ تفصیل

*83: جناب وسیم قادر: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے پانچ مرلہ کے مکان پر ٹیکس کی معافی کا اعلان کیا تھا، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ایکسائز پانچ مرلہ کے مکان مالکان سے ابھی تک ٹیکس وصول کر رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ایکسائز کے بعض اہلکار لوگوں سے رشوت لے کر ٹیکس ختم کر دیتے ہیں، کیا حکومت ان اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 5 مرلہ تک کے رہائشی مکانات پر فنانس ایکٹ 2004 کے تحت پراپرٹی ٹیکس کی معافی کا اعلان کیا تھا جو کہ 01-07-04 سے نافذ العمل ہے جس کے تحت ہر ایسا رہائشی مکان جس کا رقبہ 5 مرلہ تک ہو اور وہ صرف رہائشی طور پر استعمال ہو رہا ہو پراپرٹی ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن 5 مرلہ کے رہائشی مکانات کے مالکان سے ابھی تک ٹیکس وصول کر رہا ہے۔ تاہم جن مکانات کے ذمے 01-07-04 سے پہلے کے پراپرٹی ٹیکس کے واجبات ہیں، ان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

(ج) اس قسم کی کوئی شکایت سامنے نہ آئی ہے کہ کسی اہلکار نے 01-07-04 کے بعد کسی پانچ مرلہ مکان کے مالک سے اس بابت رشوت کا تقاضا کیا ہو۔ تاہم اگر اس سلسلے میں کوئی شکایت وصول ہوئی تو ایسے اہلکار کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب وسیم قادر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) کے جواب میں ہے کہ اس قسم کی کوئی شکایت سامنے نہیں آئی ہے کہ کسی اہلکار نے 2004 کے بعد کسی پانچ مرلہ مکان سے اس بابت رشوت کا تقاضا کیا ہو، میں نے ویسے ان سے پوچھا تھا کہ رشوت لی جا رہی ہے تو محکمہ جواب دے رہا ہے کہ صرف پانچ مرلہ مکان پر کوئی شکایت وصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایکسائز!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جز (ج) کا جواب ہے کہ اس قسم کی کوئی شکایت سامنے نہ آئی ہے کہ کسی اہلکار نے 2004-7-1 کے بعد کسی پانچ مرلہ مکان کے مالک سے اس بابت رشوت کا تقاضا کیا ہو۔ تاہم اگر اس سلسلے میں کوئی شکایت وصول ہوئی تو ایسے اہلکار کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے گی۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ایکسائز کے بعض اہلکار لوگوں سے رشوت لے کر ٹیکس ختم کر دیتے ہیں؟" میں نے یہ نہیں پوچھا کہ پانچ مرلہ پر بلکہ میں پوچھ رہا ہوں کہ جو ٹیکس لیا جا رہا ہے کیا آپ کو رشوت لینے کی کوئی شکایت موصول ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ایکسائز!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یکم جولائی 2004 میں پانچ مرلہ اور اس سے کم کے area پر ٹیکس ختم کر دیا گیا تھا۔ میں اس وقت بتانا چاہوں گا کہ اگر کوئی لوگوں کے واجبات ہیں اور وہ لوگوں نے 2004 سے پہلے کے جمع نہیں کروائے ہوئے ہیں وہ ہمارے محکمانہ ریکارڈ میں arrears کے طور پر آ رہے ہیں۔ اس کے مطابق جو ہمارے محکمے کے ریکوری آفیسرز پانچ مرلے سے کم رہائش پذیر لوگوں کے گھروں یا کاروباری جگہوں پر جاتے ہیں لیکن جب یہ قانون اسمبلی میں پاس ہوا تو یکم جولائی 2004 کے بعد پانچ مرلے والوں سے کسی سے بھی کوئی ٹیکس نہیں لیا جا رہا ہے، انہیں ٹیکس کی complete معافی ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا supplementary question ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! شیخ علاؤالدین صاحب supplementary question پر ہیں، سنئے گا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ ابھی جو منسٹر صاحب نے فرمایا کہ انہوں نے 2004 سے پانچ مرلہ مکانوں پر سے ٹیکس ختم کیا ہے تو جو retrospective tax مانگا جا رہا ہے اس کی کتنی recovery ہو رہی ہے؟ میں پھر بتاتا ہوں کہ اس کی recovery میں کیا ہو رہا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ retrospective tax کی کیا ratio ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پانچ مرلے کے حوالے سے جو recovery کی بات کر رہے ہیں وہ بہت slow ہے کیونکہ ہمارے پاس کافی زیادہ arrears ہیں اور ان کی recovery کافی slow ہے۔ اگر یہ کہیں تو محکمے سے exact figures لے کر دی جا سکتی ہیں، اس پر یہ اپنا fresh question دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ جو prior to 2004 ٹیکس ہے وہ کوئی وصول نہیں ہو رہا ہے۔ یہ زیادہ تر mediocre یا غریب لوگوں کے گھر ہیں اور ان لوگوں سے ٹیکس یہ عملہ اپنے طور پر وصول کر کے اپنی جیبوں میں ڈال رہا ہے۔ میری حکومت سے استدعا ہے کہ 2004 سے پہلے کے ٹیکس کو یہ ویسے ہی exempt کر دیں کیونکہ یہ نہیں آئے گا اور نہ ہی یہ پیسا آ رہا ہے بلکہ یہ پیسا عملہ کی جیب میں جا رہا ہے۔ لوگ بہت پریشان ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! Is it possible? یہ prospective effect ہے یا retrospective effect ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ کافی بڑی amount بنتی ہے۔ میں نے ان کو یہی کہا ہے کہ یہ اس پر اگر fresh question کریں تو میں اس کا exact جواب دے سکتا ہوں لیکن ہم معاف بالکل کر سکتے ہیں اور اس میں already محکمے کے پاس proposal ہے جو چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے پاس بھیجی ہے۔ 2004 سے لے کر اب تک recovery کا process بہت slow ہے کیونکہ شیخ صاحب انتہائی محترم ہیں، یہ پھر پوچھ رہے تھے تو میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ ابھی تک اس مد میں ہم نے تقریباً 12 کروڑ روپیہ اکٹھا کیا ہے۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے کہ ان کو نوٹس جاتے ہیں تو وہ arrears ہیں جو 2004 سے پہلے کے ہیں۔ 2004 کے بعد اگر کسی نے پانچ مرلے پر construction کی ہے یا پلاٹ ہے اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب کو پرچی آ گئی ہے---

جناب سپیکر: کیا ان غریب لوگوں کی جان نہیں چھوٹ سکتی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں پرچی کے بغیر بھی جواب دے سکتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ اگر 6 سال میں 12 کروڑ روپے اکٹھا ہوا بھی ہے کیونکہ 2004 کے بعد ٹیکس معاف ہوا ہے تو میرے پاس اس کے confirm ثبوت ہیں کہ اس سے بہت زیادہ پیسا اہلکاروں کی جیبوں میں گیا ہے۔ یہ پیسا recoverable نہیں ہے، یہ چھوٹے چھوٹے مکان ہیں لہذا ان کو exempt کر دیا جائے۔ اس میں اہم مسئلہ یہ ہے کہ 2004 کے بعد آج بھی عملہ زیر تعمیر مکانات والوں کو نوٹس بھی بھیجے دیتا ہے، یہ دیکھے بغیر کہ آیا یہ پانچ مرلے کا گھر بن رہا ہے یا پانچ مرلے سے کم کا بن رہا ہے۔ اس کے بعد پھر سودے بازی شروع ہو جاتی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں پہلے بھی Adjournment Motion دی ہوئی ہے جس پر آپ نے بڑی مہربانی فرمائی تھی، اس پر ابھی تک کمیٹی نے میٹنگ بھی نہیں کی اور وہ specifically اس محکمے کے بارے میں تھی۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ ان سے یہ پوچھ لیں اور حکومت کو کہہ دیں کہ ان taxes کو ختم کر دیا جائے کیونکہ یہ پیسے وصول نہیں ہوں گے۔ اگر آپ ان سے یہ پوچھ لیں کہ 12 کروڑ روپے total amount کا کتنا ہے؟ اگر فرض کیجئے کہ ایک ارب روپے اس وقت pending تھے اور اس میں سے چھ سال میں 12 کروڑ روپے لیا تو یہ pinnate ہے۔ اس پر بہت زیادہ ویسے ہی overheads پڑ چکے ہوں گے تو ان کو معاف کر دیں۔ یہ غریب لوگ ہیں ان پیسوں کو ویسے ہی چھوڑ دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب بار بار پوچھ رہے ہیں تو میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ یہ کل رقم 76 کروڑ روپے تھی جس میں سے ہم نے 12 کروڑ روپیہ recover کیا ہے اور بقایا ہمارے arrears ہیں۔ محترم شیخ صاحب نے جیسے بات کی ہے اس issue کو ہم already take up کر چکے ہیں اس پر ہم نے چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے request کی ہے وہ اس کو as a special case، کیونکہ ان کی بات بجا ہے کہ جن کے arrears ہیں وہ پانچ مرلہ سے کم کے مکانات میں رہ رہے ہیں وہ لوگ afford نہیں کر سکتے۔ ہر سال ان کے arrears پر overhead اکٹھا ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ matter ہم already وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے take up کر چکے ہیں اور جیسے ہی ہمیں ان کی طرف سے approval آئے گی، چیف منسٹر صاحب خود ہی اس کو announce کریں گے کیونکہ یہ بہت بڑی amount ہے۔ آپ نے بھی یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ معاف ہو سکتا ہے؟ تو بالکل یہ معاف ہو سکتا ہے اور ہمیں امید ہے کہ چیف منسٹر پنجاب انشاء اللہ تعالیٰ اس کو اگلے چند ماہ میں ختم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب آپ سمجھ لیجئے کہ پونے ارب روپے میں سے 12 کروڑ روپے وصول ہوا اور جب آپ اس کا overhead دیکھیں گے تو یہ negative میں جائے گا۔ میں یہ بات کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں کیونکہ آپ نے ان کو کہہ دیا ہے یہ آپ کی مہربانی ہے کہ اس سارے ٹیکس کو wave کر دیا جائے لیکن ایک بات میں ضرور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر Pearl Continental اور آواری جیسے ہوٹل گورنمنٹ کو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں سیاحت کے نقطہ نظر سے tackle کیا جائے اور اس angle سے دیکھ کر ہمارے سارے taxes معاف کئے جائیں۔ گورنمنٹ اس پر غور کر لیتی ہے کہ ان کو tourism کے تحت دیکھا جائے کہ کیا ان کو exemption مل سکتی ہے یا نہیں، تو یہ پانچ پانچ مرلے والوں کا کیا قصور ہے؟ ان کو ٹیکس معاف کر دیا جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں نے عرض کی ہے محترم شیخ صاحب نے جو بات کی ہے ان کے کہنے سے پہلے ہم اس matter کو take up کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت اچھی بات ہے، شاباش۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! پانچ مرلہ مکان کے متعلق وزیر صاحب نے جو حکومت کی طرف سے منظوری بتائی ہے کہ ان پر پراپرٹی ٹیکس ختم کر دیئے گئے، اس کو تو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن میں اس سلسلے میں حکومت کے ٹیکس میں ایک مد کو بڑھانے کی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارا ضلع چونکہ نیا بنا ہے ہم نے درخواست دی کہ چنیوٹ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن ہونی چاہئے اس طرح لاکھوں روپے کا ریونیو جمع ہو سکتا ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنے مہینے کیوں تاخیر کی جا رہی ہے، میرا سوال یہ ہے کہ بتایا جائے کہ چنیوٹ میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کب تک شروع کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے لیکن چونکہ محترم رکن نے پوچھا ہے اور اس بارے میں I am fully aware چونکہ چنیوٹ دو تین ماہ ہوئے نیا district بنا ہے جس میں ابھی گاڑیوں کی رجسٹریشن شروع ہونی ہے اس کو بھی ہم نے

finalize کر کے وہاں پر بھجوا دیا ہے اور سٹاف بھی بھیج رہے ہیں کیونکہ جب administratively ایک نیا ضلع بنتا ہے تو اس میں تھوڑا سا ٹائم لگتا ہے مگر ان کا finalize ہو گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اگلے چند ماہ میں وہاں پر گاڑیوں کی رجسٹریشن ہونا شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! ضمنی سوال!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! پنجاب میں لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی بہت سے گھر ایسے ہیں جو پانچ مرلے کے تو ہیں ان میں غریب لوگ بھی رہتے ہیں ان لوگوں نے اپنی بیٹھک یا اپنے کسی کمرے کے اندر چھوٹی سی پرچون کی دکان لگا رکھی ہے تاکہ وہ اپنا کما کر کھا سکیں۔ وہاں جو اہلکار جاتے ہیں انہیں جا کر یہ blackmail کرتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ آپ اس کو commercial use کر رہے ہیں۔ ان سے یہ ٹیکس بھی وصول کرتے ہیں اور ساتھ رشوت بھی وصول کرتے ہیں تو میرا یہ سوال ہے کہ ان کے بارے میں کوئی ایسی پالیسی بنائی جائے کیونکہ وہ تو commercial use نہیں کر رہے ہوتے، ان بے چاروں نے تو اپنی روزی کمانے کے لئے چھوٹا موٹا ذاتی کاروبار کیا ہوتا ہے تو ان کے لئے میری حکومت سے استدعا ہے کہ ان لوگوں کو اس طرح سے تنگ نہ کیا جائے تاکہ وہ لوگ اپنی روزی کما سکیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہماری ٹیکسیشن کی سات کیٹیگریز ہوتی ہیں اور وہ area wise define ہوتی ہیں۔ اس میں جس طرح انہوں نے بتایا کہ غریب ایریاز جہاں پر متوسط طبقہ کے لوگ رہتے ہیں وہاں پر ہوتا یہ ہے کہ اگر کسی نے پانچ مرلے یا اس سے کم جگہ پر رہائش ہے وہاں پر انہوں نے کوئی دکان وغیرہ اپنے گھر کے فرنٹ پر بنائی ہوئی ہے تو ہمارا جو ٹیکس ہے ہم صرف اتنے ایریا کی ٹیکسیشن کرتے ہیں اور جو low rated areas ہوتے ہیں ان کی شرح بہت کم بنتی ہے وہی لی جاتی ہے اور باقی جہاں ان کی رہائش ہوتی ہے وہاں اس پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، next question محترمہ راحیلہ صاحبہ!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں جب کھڑا ہوتا ہوں تو آپ اور سوال پکار دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: گزارش ہے کہ آپ اس وقت کھڑے ہوتے ہیں جب میں نام پہلے پکار دیتا ہوں۔ محترمہ راحیلہ صاحبہ! آپ اپنے سوال کا نمبر بولئے گا۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جی، شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1560 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ سیاحت کے اخراجات و آمدنی کی تفصیلات

*1560: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سیاحت، 2002 تا 2007 تک کتنے اخراجات ہوئے اور کتنی آمدنی ہوئی، اگر آمدنی کم ہوئی تو اس کی وجوہات کیا تھیں؟

(ب) حکومت سیاحت کو فروغ دینے اور پنجاب کے طول و عرض میں پھیلانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران)

(الف) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب کے 2002 تا 2007 اخراجات اور آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	آمدنی	اخراجات
2001-02	53293898	45452033
2002-03	63190398	52647426
2003-04	68735272	61235146
2004-05	79892986	73352998
2005-06	58996413	92482578
2006-07	150850752	129654406

مندرجہ بالا سالوں میں ٹی ڈی سی پی کی آمدنی اخراجات سے زیادہ رہی ماسوائے 2005-06 جس میں اخراجات زیادہ اور آمدنی کم رہی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مری (پتریاٹہ) چیئر لفٹ کو شدید نقصان پہنچا اور برائے تعمیر و مرمت چیئر لفٹ بند رہی۔

(ب) حکومت سیاحت کو فروغ دینے اور پنجاب کے طول و عرض میں پھیلانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھا رہی ہے۔

-1 فورٹ منرو ضلع ڈیرہ غازی خان پر چیئر لفٹ کے منصوبہ کے لئے تکنیکی و مالی جانچ پڑتال:

فورٹ منرو کے مقام پر چیئر لفٹ / کیبل کار لگانے و دیگر سیاحتی سہولیات مہیا کرنے کے لئے feasibility study کروانا تاکہ اس منصوبہ کی تکنیکی و دیگر امور مثلاً ماحولیات پانی کی فراہمی، اخراجات، بجلی کی فراہمی، قدرتی آفات وغیرہ کی جانچ پڑتال کہ آیا منصوبہ پر عمل درآمد ہو سکتا ہے یا نہیں اور اگر ہو سکتا ہے تو فورٹ منرو کو ایک بہترین سیاحتی مقام بنایا جائے تاکہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کو تفریحی سہولتیں میسر آ سکیں۔

-2 سروس ایریا برائے مسافران و سیاحان کی تعمیر ضلع ڈیرہ غازی خان:

ڈیرہ غازی خان سے کوئٹہ جانے والی سڑک پر ایئرپورٹ روڈ کے قریب ایک سروس ایریا کی تعمیر تاکہ مسافروں، سیاحوں کو کھانے پینے، ٹائلٹس، آرام، نماز و دیگر سہولتیں فراہم کی جا سکیں نیز حضرت سخی سرور کے مزار پر جانے والے سینکڑوں زائرین بھی اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔

-3 سروس ایریا بمقام کھجوٹ نیو ڈبل کیرج وے از ٹال پلازہ (17 میل) اسلام آباد تا گلسرڑہ گلی مری:

تجویز کردہ منصوبہ بمقام سامبلی بہر امل کو ضروری ترامیم و تبدیلی بمطابق نئی جگہ بمقام کھجوٹ منظور کروایا گیا اور 16 کنال جگہ حاصل کر کے کام شروع کر دیا گیا تاکہ مسافران و سیاحان جو مستقبل میں نئی شاہراہ کو استعمال کریں گے طعام و آرام و دیگر ضروری سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

-4 مزار بی بی جوندی کمپلیکس اوچ شریف کی conservation کا کام:

مزار بی بی جوندی کی conservation کے لئے پی سی 1 پی اینڈ ڈی بورڈ کو بھجوایا جا چکا ہے اور منصوبہ پر 11.676 ملین روپے لاگت آئے گی۔

-5 ٹورسٹ ریزارٹ بمقام ماری راجن پور کی feasibility study کا کام:

اس منصوبہ کے لئے 2.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں ٹرم آف ریفرنس کی پی اینڈ ڈی بورڈ سے منظوری کا انتظار ہے۔

6- ننکانہ صاحب میں ٹورسٹ ریزارٹ کی منصوبہ بندی کا کام جاری ہے:
زمین حاصل کرنے کے سلسلے میں ڈی سی او ننکانہ صاحب سے این او سی درکار ہے ڈیزائن اور اخراجات کا تخمینہ بنایا جارہا ہے اور پی سی-1 کی تیاری کی جائے گی تاکہ بیرون ملک خاص طور سے سکھ یاتریوں کو سیاحتی سہولیات میسر آسکیں اس منصوبہ کے لئے 20.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں-

7- کھیوڑہ سالٹ مائنز میں سیاحتی سہولیات بہم پہنچانا:
محکمہ ہذا سیاحتی سہولیات بہم پہنچانے کے لئے اقدامات کر رہا ہے اور اس سلسلے میں پاکستان منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن سے زمین حاصل کرنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں اس منصوبے کے لئے 5.000 ملین روپے کے اخراجات کا تخمینہ ہے-

8- ٹورسٹ ویلج بمقام چولستان دراوڑ فورٹ:
سیاحتی سہولیات بہم پہنچانے کی غرض سے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے زمین حاصل کرنے کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں اس منصوبے پر 20.000 ملین روپے اخراجات کا تخمینہ ہے-

9- سروے برائے ایکو ٹورازم:
اس منصوبے کے لئے 5.000 ملین روپے کا تخمینہ ہے-

10- سٹڈی برائے ٹورازم کی ترقی میں درپیش مشکلات و رکاوٹوں کا جائزہ:
اس مد میں محکمہ ہذا نے 5.000 ملین روپے کا تخمینہ لگایا ہے- جس کے لئے پی سی-II پی اینڈ ڈی بورڈ کو بھجوادیا گیا ہے-

11- جوہر ٹاؤن لاہور میں ٹورازم کمپلیکس کی تعمیر:
محکمہ ہذا جوہر ٹاؤن میں ٹورازم کمپلیکس کی تعمیر کے لئے ابتدائی تخمینہ 13.603 ملین روپے لگایا گیا ہے اور یہ فنڈ فنانس ڈیپارٹمنٹ سے ٹی ڈی سی پی کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہونے کے بعد ابتدائی کام شروع کیا جائے گا-

12- چولستان جیپ ریلی:
پچھلے چار سال سے ٹی ڈی سی پی صحرائے چولستان میں دراوڑ فورٹ کے مقام پر ہر سال چولستان جیپ ریلی کے نام سے ریلی کا انعقاد کرتی ہے- جس کو ملک گیر حیثیت حاصل ہے- موٹر سپورٹس کے شوقین پورے پاکستان سے اس ریلی میں شرکت کے لئے آتے ہیں-

13- پاکستان ٹورازم فیئر 2007:

سال 2007 کو پاکستان میں ٹورازم کا سال قرار دیا گیا تھا-اس موقع پر ٹی ڈی سی پی نے ایکسپو سنٹر فور ٹریس سٹیڈیم میں پاکستان ٹورازم فیئر 2007 کا انعقاد کیا جس میں پوری دنیا سے سیاحت سے وابستہ اداروں نے شرکت کی پاکستان بھر سے سیاحوں کی ایک کثیر تعداد اس میلے کو دیکھنے آئی-

14- لاہور ریلی کراس 2008:

اس سال لاہور میں مختصر فاصلے کی لاہور ریلی کراس 2008 انعقاد دریائے راوی میں سگیاں پل کے ساتھ کیا گیا-اس میں بھی پورے پاکستان سے موٹر سپورٹس کے شوقین حضرات نے بھر پور حصہ لیا اور زندہ دلان لاہور ایک کثیر تعداد میں اس ریلی کو دیکھنے آئے-

15- ورلڈ ٹورازم ڈے سیلیبریشنز:

ہر سال ستمبر کے مہینے میں ٹی ڈی سی پی ورلڈ ٹورازم ڈے کا انعقاد کرتی ہے-اس موقع پر مختلف سیمینارز، واک وغیرہ کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو سیاحت کی اہمیت سے روشناس کروایا جا سکے-

16- سیاحت کی ترقی اور ترویج کے لئے پبلسٹی میٹریل کی اشاعت:

سیاحت کی ترقی اور ترویج کے لئے پبلسٹی میٹریل کی اشاعت دستاویزی فلموں کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پچھلے سالوں میں کئی بروشرز، پوسٹرز اور سی ڈیز وغیرہ بنائی گئی ہیں جن کی تفصیل یوں ہے:-

- مذہبی سیاحت کے حوالے سے ایک بروشر "تصوف کا سفر" 2004 میں شائع کیا-
- * لاہور ہوٹل گائیڈ 2004
- سیاحتی مقامات کی تصویروں پر مبنی پوسٹرز 2005 میں شائع کئے گئے-
- نادرن ایریاز، کلر کہار، گرویاترا (سکھوں کے مذہبی مقامات کے بارے میں) ٹلہ جوگیاں، روہتاس فورٹ اور ہیڈن ٹریژرز آف لاہور کے بروشرز 2005 میں شائع کئے گئے-
- 2005 میں ٹی ڈی سی پی نیوز بلٹن کا آغاز کیا گیا-
- 2005 ٹی ڈی سی پی چولستان جیپ ریلی کے پروشرز اور پوسٹرز بھی شائع کئے گئے-
- 2006 میں Colours of Punjab، Colours of Lahore اور Historical Monuments of Punjab کے عنوان سے دستاویزی فلمیں سی ڈی پر جاری کی گئیں-

2007 میں ٹی ڈی سی پی کے بروشرز پر مبنی ٹی ڈی سی پی فولڈر بنایا گیا جو کہ مختلف اداروں، سفارت خانوں وغیرہ کو بھیجا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

MS RAHEELA KHADIM HUSSAIN: Mr Speaker!No supplementary question.

جناب جوئیل عامر سہوترا: ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے پہلے میجر صاحب سے پوچھنے دیں کہ ان کا تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے؟میجر صاحب!آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جہاں پر میں ضمنی سوال کرنا چاہتا تھا وہاں پر آپ نہیں مانے۔

جناب سپیکر: چلیں! جی، جوئیل عامر سہوترا صاحب کا ضمنی سوال آگیا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز(ب) کے نمبر 6 پر جو جواب دیا گیا ہے کہ ننکانہ صاحب میں ٹورسٹ ریزارٹ کی منصوبہ بندی کا کام جاری ہے اور زمین حاصل کرنے کے سلسلے میں ڈی سی او ننکانہ صاحب سے این او سی درکار ہے۔ ڈیزائن اور اخراجات کا تخمینہ بنایا جا رہا ہے اور پی سی 1 کی تیاری کی جائے گی تاکہ بیرون ملک خاص طور پر سکھ یاتریوں کو سیاحتی سہولیات میسر آسکیں اس منصوبہ کے لئے 20.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ وہ جگہ جس کا محکمہ نے ذکر نہیں کیا Evacuee Trust Property Board کی جگہ ہے جس کے لئے این او سی، ڈی سی او نے جاری نہیں کرنا ہے بلکہ وہ ایک وفاقی محکمہ ہے جس نے اس جگہ کا این او سی جاری کرنا ہے۔ پہلے یہ کہ محکمہ نے اس کا واضح جواب نہیں دیا اور دوسرا جب کسی جگہ کا این او سی ہی جاری نہیں کیا گیا تو اس سلسلے میں اس کی ڈیزائننگ اور اخراجات کے تخمینے بنائے جا رہے ہیں جب کسی جگہ کا این او سی ہی جاری نہیں کیا گیا تو میرا آپ کی وساطت سے یہ سوال ہو گا کہ کیا ان پیسوں میں سے ڈیزائننگ اور اخراجات کا تخمینہ بنایا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جو یہاں پر جواب دیا گیا ہے اس میں بڑا واضح لکھا گیا ہے کہ ننکانہ صاحب کے DCO اس کا این او سی جاری کریں گے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی بات حقیقت پر مبنی ہے تو اس کو دوبارہ چیک کر لیا جائے تاکہ اس بات کو سامنے رکھا جائے لیکن اس میں حقیقت یہ ہے کہ اس میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے اس سلسلے میں این او سی already جاری کر دیا ہے۔ یہ جواب چونکہ پرانا لکھا ہوا تھا اس لئے اس کی پوری تفصیل یہاں پر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میرے خیال میں ایسے ہو گا کہ تحریک D.C.O نے کیا ہو گا اور انہوں نے اس سے اجازت لے لی ہو گی۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اب این او سی جاری ہو چکا ہے۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ ننکانہ صاحب شہر کے اندر کچھ رقبہ پنجاب حکومت کا بھی ہے۔۔۔

MR.SPEAKER: Order please, order.

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! ننکانہ صاحب شہر کے اندر کچھ رقبہ پنجاب حکومت کا بھی ہے تو شاید یہ سوال کا جواب اسی میں ہے۔ تو ضمنی سوال یہ ہے کہ جو بیس ملین کی رقم ہے کیا یہ ننکانہ صاحب کی صرف resort کے لئے ہے یا کوئی اور پراجیکٹ بھی اس میں شامل ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ صرف ایک resort اور اس کی study کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا ہے۔۔۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! On her behalf (معزز رکن نے سیدہ بشریٰ نواز گردیزی کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 962 دریافت کیا)

جناب سپیکر: وہ تو ابھی یہاں تشریف فرما تھیں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! وہ چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: سوال نمبر 962 ہے۔

بہاولپور لال سوہانرہ پارک میں جنگلی حیات کی موجودہ تعداد و دیگر تفصیلات

*962: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لال سوہانرہ پارک میں جنگلی حیات کی موجودہ تعداد کیا ہے اور سال 1997 سے اب تک کتنے جانور چوری ہوئے اور کتنے جانور لقمہ اجل بنے نیز ان کی اموات کی وجوہات کیا تھیں؟

(ب) جانور چوری ہونے کی بنیاد پر سال 1995 سے اب تک کتنے مقدمات درج کئے گئے اور ذمہ دار افراد میں سے کتنوں کی inquiries کی گئی ہیں؟

(ج) لال سوہانرہ پارک میں سال 2000 سے اب تک کتنے درخت غیر قانونی طور پر کاٹے گئے اور اب تک ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائیاں عمل میں لائی گئی ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لال سوہانرہ نیشنل پارک میں جنگلی حیات کی موجودہ تعداد درج ذیل ہے:-

1-	کالے ہرن	507
2-	چنکارہ ہرن	178
3-	نیل گائے	28
4-	گینڈے	2
5-	مور	113
6-	طوطے	3
7-	کیرولین بطخ	95
8-	راج ہنس	18
9-	بندر	3
10-	کویل	2
11-	فیزنٹ	1
12-	تیتر	4
13-	کونج	2

نیشنل پارک میں سال 1997 سے 2008 تک درج ذیل جانور چوری ہوئے۔

چنکارہ ہرن 13 عدد ان کا جرمانہ مبلغ -/270450 روپے ذمہ داران اہلکاران کو کیا گیا۔

لال سوہانرہ نیشنل پارک میں سال 1997 سے اب تک 531 جانوروں کی اموات ہوئی ہیں۔

جو کہ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق قدرتی بیماریوں کی وجہ سے ہوئی۔

(ب) سال 1995 سے اب تک پارک میں جانور چوری ہونے کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے جس کے دو ذمہ دار اہلکاران کے خلاف تادیبی کارروائی کرتے ہوئے مبلغ -/270450 روپے کی ریکوری ڈالی گئی اور چوروں کے خلاف پولیس کارروائی کی گئی۔

(ج) لال سوہانرہ نیشنل پارک میں سال 2000 سے اب تک 350 درخت غیر قانونی طور پر کاٹے گئے ہیں اور ذمہ دار افراد کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مبلغ -/465355 روپے جرمانہ گورنمنٹ کے خزانہ میں جمع کروادیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے لکھا ہے کہ چنگارہ ہرن 13 عدد کا جرمانہ مبلغ -/270450 روپے ذمہ داران اہلکاران کو کیا گیا تو اس میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 13 ہرن پر تقریباً 21 ہزار روپیہ فی ہرن بنتا ہے تو یہ کافی تھا اور دوسرا یہ کہ جو انہوں نے لکھا ہے کیا 1995 سے اب تک اس پارک میں چوری ہونے کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے جس میں 13 ہرن چوری ہوئے ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا پندرہ سال میں چوری کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے جس میں 13 ہرن چوری ہوئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! لال سوہانرہ پارک 1972 میں قائم ہوا۔ اس وقت ایوب خان کا دور تھا۔ باہر برطانیہ سے ٹیم آئی تھی انہوں نے پورے پاکستان کا سروے کیا تھا تو اس میں وہاں پر جو کالا ہرن ہوتا ہے وہ ناپید ہو گیا تھا تو انہوں نے propose کیا تھا اور ان کی recommendation پر یہ پارک بنایا گیا تھا۔ جہاں تک انہوں نے سوال کیا ہے کہ اس میں ایک لاکھ 62 ہزار ایکڑ پر یہ پارک مشتمل ہے اور یہ نیشنل پارک declare ہو چکا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ جرمانہ کتنا ہوا ہے اور کتنے مقدمات درج ہوئے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): اس میں جو ملازم ملوث تھے ان کے خلاف جرمانہ -/270450 روپیہ ہوا ہے اور وہ وصول ہو چکا ہے۔ اس میں تھوڑی سی amount باقی رہ

گئی ہے اور وہ ان کی تنخواہ سے کاٹی جا رہی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں سے چنکارہ کے 13 ہرن چوری ہوئے تھے اور ان کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ جو FIR درج ہوئی ہیں ان میں 12 کالے ہرن اور 2 نیل گائے بھی چوری ہوئی ہیں۔ ان کے خلاف پرچہ درج ہوا ہے اور یہ کارروائی تھانہ عباس نگر میں ہوئی ہے۔ جرمانہ کی وصولی -/270450 روپیہ ہوئی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ ایک ہرن کا جرمانہ انہوں نے 21 ہزار کیا ہے تو یہ ہرن کے معیار کے مطابق ٹھیک تھا اور کیا ایک ہرن کے لئے کافی ہے کیونکہ ہرن تو کافی مہنگے ہوتے ہیں تو اس کا میں نے جواب پوچھا ہے تو میرا خیال ہے وزیر موصوف اس کا جواب دے ہی نہیں سکے یا تو ان کو پتا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! دیکھیں! یہ ابھی تو ہوا نہیں، بہت پہلے ڈی ایف او نے انکوائری کی تھی اور یہ بہت پرانی بات ہے تو اس وقت یہ -/270450 روپیہ جرمانہ انکوائری ٹیم نے عائد کیا تھا۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو اس کی دوبارہ انکوائری کر لیتے ہیں لیکن یہ بات بہت پرانی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: یہ کب ہوا تھا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ 1995 کی بات ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ 1995 میں ہوا یا جب بھی ہوا لیکن جو سرکاری رقم ہے اس کے figures بدل تو نہیں جائیں گے اور اس کے point تو ریکارڈ پر ہوں گے چاہے واقعہ پرانا ہو یا نیا ہو۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! تقریباً -/270450 روپیہ جرمانہ ہوا تھا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! تقریباً 21 ہزار روپیہ جرمانہ فی ہرن بنتا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ ملازمین پر جرمانہ ہوا تھا جو وہاں پر ملازم تھے باقی جو چور تھے ان کے خلاف پرچے درج ہوئے ہیں۔ ایک مقدمہ نمبر 2002,08 میں اور دوسرا مقدمہ نمبر 6 اور 3 ہے تو ان پر سات مقدمات درج ہوئے جو مختلف اوقات میں یہ جانور چوری ہوئے ہیں۔ ان میں دو ملازمین ایک گیم انسپکٹر ظفر اور دوسرا جام محمد قاسم game

watcher تھے ان پر -/270450 روپے recovery ڈالی گئی باقی جو چوری کرنے والے تھے ان پر باقاعدہ کیس رجسٹرڈ ہوئے، ان پر پرچے ہوئے اور وہ کورٹ میں ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں اس جواب کو clear نہیں سمجھتی۔ چلیں! اگر آپ کو نہیں پتا تو پھر آپ اگلے ہفتے تیاری کر لیجئے گا اور دوسرا اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! ان پر کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور جو چور تھے وہ پکڑے گئے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ نہیں بتایا جا رہا ہے کہ کب چوری ہوئے ہیں۔ اگر آپ کو نہیں پتا تو اگلی دفعہ آپ تیاری کر کے آجائیے گا میں یہی کہہ سکتی ہوں اور دوسرا میں اس پر ایک اور سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: تیاری کی بات میں ان سے پوچھتا ہوں۔ آپ ان سے نہ پوچھئے۔ آپ اپنا سوال کیجئے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اگر یہ نہیں بتا سکتے تو میں اس کو چھوڑ دیتی ہوں اب میں یہی کہہ سکتی ہوں۔ میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز (ج) میں کہا ہے کہ ذمہ دار افراد کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مبلغ -/465355 روپے جرمانہ گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروا دیا گیا ہے میں اس پر یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت نے چوری کو روکنے کے لئے کچھ اور اقدامات کئے ہیں یا بس کم جرمانہ لے کر لوگوں کو اسی طرح چھوڑتے رہیں گے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اُس وقت جرمانے کی شرح 5 روپے مقرر تھی لیکن اب اس کو update کرنے کے لئے دوبارہ ہم نے rules بنائے ہیں اور جرمانے کی رقم پہلے 500 روپے تھی اور اب 10 ہزار سے 5 لاکھ روپے جرمانہ تجویز کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اب کتنا جرمانہ کر دیا گیا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جرمانہ 10 ہزار سے 5 لاکھ روپے کر دیا گیا ہے۔ ابھی rules بن رہے ہیں۔ ابھی اس پر working ہو رہی ہے کیونکہ پہلے یہ compoundable تھا compound میں رقم وصول کر لی جاتی تھی اور جو پہلا قانون بنا ہوا تھا اس میں 1927 کے ایکٹ کے مطابق اس وقت جرمانے کی شرح 5 روپے تھی۔ اب جو دوسرا قانون بنا ہے

اس میں جرمانے کی شرح بڑھا دی گئی ہے اور اس کے ساتھ punishment بھی ہو گی اس کے خلاف باقاعدہ کیس رجسٹر ہو گا اور non compoundable نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: اب punishment کتنی ہو گی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس میں دو سال سے پانچ سال قید ہو گی اور دس لاکھ روپے جرمانہ ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں! اچھی بات ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب سپلیمنٹری پر ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جواب میں لکھا گیا ہے کہ 13 عدد چنکارہ ہرن چوری ہوئے ہیں اور اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ سال 1995 سے اب تک پارک میں جانور چوری ہونے کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 13 جانور ایک وقت میں چوری ہوئے اور یہ ایک بہت بڑا حادثہ ہے اور صرف دو ذمہ دار اہلکاران کے خلاف کارروائی ہوئی ان اہلکاران کے گریڈ کیا تھے اور اس حادثہ میں جو سینئر افسران ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے کیونکہ میرا خیال تھا کہ اگر 13 جانور آہستہ آہستہ چوری ہوں تو ایک الگ بات ہے لیکن 13 ہرنوں کا ایک ہی وقت میں چوری ہونا بہت serious بات ہے اور سینئر افسران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟ شکریہ

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ پرانا واقعہ ہے، آج کا نہیں ہے، اس محکمہ کے دو لوگ ملوث تھے ایک گیم انسپکٹر ظفر تھا اور دوسرا جان محمد قاسم game watcher تھا ان پر -/270000 روپے recovery ڈالی گئی جبکہ جو چوری کرنے والے تھے ان کے خلاف جو کیس رجسٹرڈ ہوئے ان میں 2002 میں مقدمہ نمبر 82 اور 2003 میں مقدمہ نمبر 41 اور 2004 میں مقدمات نمبر 128,297 اور 399 درج ہوئے۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد یٰسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سپلیمنٹری پر پہلے right والے صاحب ہیں پھر آپ کی باری ہے۔ جی۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں لکھا ہوا ہے کہ لال سوہانزہ نیشنل پارک میں 2000 سے اب تک 350 درخت غیر قانونی طور پر کاٹے گئے اور ان پر -/465355 روپے جرمانہ ہوا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا اپنا آٹھ ایکڑ کا آموں کا باغ تھا جس میں پودوں کی تعداد 200 تھی وہ میں نے 8 لاکھ روپے میں فروخت کیا یہاں پودوں کی تعداد 350 ہے اور ان پر -/465000 روپے جرمانہ کیا گیا۔ دانستہ طور پر ایسے fine کر کے قومی خزانے کو نقصان پہنچایا جاتا ہے 10 لاکھ، 12 لاکھ کی لکڑی ان کو کٹوا دی جاتی ہے بعد میں ان کو 4,5 لاکھ روپے جرمانہ کیا جاتا ہے، ان کو سزا بھی ہونی چاہئے جو وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ دو ایک سال ہے یا پانچ سال ہے۔ ان کو صرف fine نہیں ہونا چاہئے بلکہ ان کو سزا بھی ہونی چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو پہلے جنگلات کے قوانین تھے ان کے مطابق -/500 روپے جرمانہ تھا یا پھر compound کر کے جو رقم بتائی گئی ہے وہ وصول کی گئی۔ اب اس میں موجودہ حکومت amendment کر رہی ہے اس کے علاوہ اور اقدامات کئے جا رہے ہیں اس کے لئے ریٹ کمیٹیاں مقرر کی جا رہی ہیں، اس میں کافی improvement کی گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب چوریوں کے خلاف اور جنگلات کے تحفظ کے لئے بہت اقدامات کر رہے ہیں۔ پاکستان میں کل رقبہ جنگلات 5 فیصد ہیں جبکہ دنیا میں 25 فیصد ہے۔ پنجاب حکومت نے اس پر focus کیا ہوا ہے اور تمام جنگلات کے تحفظ کے لئے 30 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا ہے اور ابھی میں بتا دیتا ہوں کہ ایک کروڑ 30 لاکھ پودے ہم اس سال لگا رہے ہیں۔ ابھی یہاں پر حکومت پنجاب نے 18۔ اگست کو 7 لاکھ پودے ایک دن میں لگائے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں کہ ان کی تعداد میں مزید اضافہ ہوگا۔ موجودہ حکومت کا اس پر focus ہے اس میں جنگلات کے قوانین بنائے جا رہے ہیں اور جنگلات کی چوری کو مکمل طور پر ختم کیا جا رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ اس میں ذاتی طور پر دلچسپی لے رہے ہیں۔ اب جو جنگلات کی چوری ہوگی تو ان سرکاری ملازمین کے خلاف بھی پرچے کرائے جائیں گے۔ یہ ماضی کی بات ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ سوہل صاحب! آپ سپلیمنٹری سوال کریں۔ سوہل صاحب سوال کر رہے ہیں غور سے سنئے اور پھر جواب دیجئے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! میرا وزیر زراعت سے یہ سوال ہے کہ جتنے بھی جانور چوری ہوتے ہیں یہ جانور محکمہ کی ملی بھگت سے چوری ہوتے ہیں، بعد میں انہیں معمولی جرمانے کر کے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اتنے جانور چوری ہو چکے ہیں۔ میں وزیر صاحب سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا کسی ایک بھی جانور کی recovery ہوئی ہے، recoveries کیوں نہیں ہوئیں؟ جب یہ مانتے ہیں کہ چوری بھی ہوئی، پرچے بھی ہوئے اور ان لوگوں کو جرمانے بھی ہوئے۔ جن لوگوں کو جرمانے ہوئے ہیں ان سے جانور recover کیوں نہیں کروائے گئے؟ مجھے صرف اتنا بتادیں کہ یہ صرف اس لئے recover نہیں کرتے کہ جانور بھاری قیمت کے ہوتے ہیں اور معمولی قسم کے جرمانے کر کے انہیں چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ ان جانوروں کو جہاں یہ پہنچانا چاہتے ہیں وہاں پہنچا دیئے جائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ rules کے مطابق کارروائی ہوتی ہے، یہ اب کی بات نہیں ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ یہ 04-2003 کے واقعات ہیں، 2007 میں پرچہ درج ہوا ہے یہ واقعات اب کے نہیں ہیں۔ جنہوں نے جانور چوری کئے ہیں ان کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور جو محکمے کے ملازم تھے گیم انسپکٹر ظفر اور جان قاسم Game Watcher پر 2 لاکھ 70 ہزار روپے جرمانہ ہوا ہے یہ ماضی کی بات ہے۔ یہ اب کی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سپلیمنٹری سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی سپلیمنٹری سوال کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جز (ب) کے اندر یہ جواب دیا گیا ہے کہ اب تک پارک میں چوری کا ایک ہی واقعہ ہوا ہے اور وزیر صاحب بار بار کہہ رہے ہیں کہ فلانے سال میں مقدمہ درج ہوا، فلانے سال میں مقدمہ درج ہوا تو ایک ہی واقعہ کے مختلف سالوں میں مقدمے کیسے درج ہوئے اور اس کے بعد یہ جرمانے کی رقم دی گئی ہے۔ یہ -/21000 روپے فی چنکارہ ہرن بنتی ہے اور میرا دوسرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں لکھا ہے کہ 2000 سے لے کر اب تک 350 درخت کاٹے گئے ہیں اور ان کی بھی -/1324 روپے فی درخت قیمت بنتی ہے اور 1978 میں آپ نے کہا کہ یہ پارک بنایا گیا تھا تو 1978 سے لے کر 2000 تک کوئی درخت چوری نہیں ہوا؟ میرے

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے جواب غلط ہیں جیسا کہ بار بار یہ چیز point out ہوتی ہے کہ محکمے غلط جواب دیتے ہیں اور ہمارے وزراء کرام صرف محکمہ کا لکھا ہوا جواب پڑھ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ثبوت دیں کہ محکمے نے غلط جواب دیا ہے تو اس پر ایکشن لے لیں گے۔ صرف کہہ دینا تو کافی نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ established fact ہے۔ انہوں نے کہا کہ 1978 سے 2000 تک کوئی درخت چوری نہیں ہوا اور جو درخت 2000 کے بعد چوری ہوئے ہیں ان پر بھی 1324/- روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔ اس میں لکھا گیا ہے کہ ایک واقعہ ہوا ہے لیکن یہ بتاتے ہیں کہ سات پرچے درج ہوئے ہیں تو کیا ایک واقعہ کے سات پرچے درج ہوئے ہیں؟ یہ کوئی logic نہیں بنتی اور ان کا آپس میں کوئی ربط نہیں بنتا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ معزز ممبر بات کرتے ہوئے direct نہ ہوں بلکہ آپ کی وساطت اور آپ کی اجازت سے بات کریں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال بہت عوامی نوعیت کا ہے اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ no pending میرے بھائی! قاعدے کے مطابق سوالات pending نہیں ہو سکتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا سوال انتہائی اہم ہے اس کی باری نہیں آئی آپ اسے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: قاعدے کے مطابق سوالات pending نہیں ہو سکتے۔ پلیز آپ ایسے نہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو سوال چل رہا ہے اس کا جواب تو لینے دیں۔

جناب سپیکر: اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ وزراء کو سوالات کے جوابات دینے سے بچانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جو continue ہے اسے تو پورا ہونے دیں۔

جناب سپیکر: کبھی کبھی آپ بھی نہیں کرنے دیتے۔ پلیز! ٹائم کا خیال کریں۔ یہ آپ کا ٹائم ہے، قوم کا ٹائم ہے

۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ایک انتہائی اہم سوال ہے اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اب نہیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! بات سنیں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کے اندر ثابت کر سکتا ہوں کہ ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میرا سوال شراب خانوں کے بارے میں ہے اور اس کا بہت غلط جواب دیا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ نے اس پر ہی فرمایا تھا کہ مجھے بتایا جائے لیکن اس سوال کو چوبیسویں نمبر پر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ یہ تو مناسب نہیں ہے۔ It doesn't look nice

آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے سوالات کے جوابات آ چکے ہیں وہ پڑھ لیں، اگر آپ ان سے مطمئن نہیں تو وہ سوال دوبارہ بھی لا سکتے ہیں۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1406 ہے اور یہ راستے سے متعلق ہے لہذا اسے pending کر دیا جائے اور یہ بالکل عوامی نوعیت کا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ قاعدہ قانون دیکھیں۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! یہ خالصتاً عوامی مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس عوامی مسئلے کا جواب پڑھ لیں۔اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں تو دوبارہ دے دیں وہ ہم لے آئیں گے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

راولپنڈی میں لوئی بھیر (سفاری) پارک کا قیام و رقبہ

*489: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں لوئی بھیر (سفاری) پارک کب بنا اور کل کتنے رقبہ پر؟

(ب) اس میں کون کون سے جانور اور پرندے ہیں؟

(ج) مذکورہ پارک میں عوام کی تفریح اور ان کو زیادہ سے زیادہ سہولیات دینے کے لئے توسیع اور خوبصورتی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) راولپنڈی میں لوئی بھیر (سفاری) پارک ایک ترقیاتی سکیم زیر عنوان "ڈویلپمنٹ آف لوئی بھیر پارک راولپنڈی" کے تحت 1988تا1996 قائم کیا گیا، پارک کا کل رقبہ 687 ایکڑ ہے۔

(ب)

نمبر شمار	نام جنگلی جانوران	نمبر شمار	نام جنگلی پرندگان
-1	ببر شیر	-1	انڈین کامن مور
-2	نیل گائے	-2	کالے کندھوں والا مور
-3	زیبرا	-3	سفید مور

-4	لاما	-4	پائیڈ مور
-5	بندر	-5	جاوا سبز مور
-6	اڑیال	-6	سبز فیزنٹ
-7	کالا ہرن	-7	ریوز فیزنٹ
-8	پاڑہ ہرن	-8	رنگ نیکڈ فیزنٹ
-9	چیتل ہرن	-9	گنی فاول
-10	ککڑ ہرن	-10	کونجیں
		-11	کالا تیتر
		-12	بھورا تیتر
		-13	چکور
		-14	نیلا مکاؤ طوطا
		-15	بار ہیڈڈ گوز
		-16	گرے لیگ گوز
		-17	خمرہ کبوتر

(ج) پارک میں عوام کی تفریح اور مزید سہولیات فراہم کرنے کے لئے مختلف اقدامات کئے جا رہے ہیں جن میں جانوروں کے پنجرہ جات میں توسیع، چیتا گھر، ریچھ گھر اور معلوماتی سنٹر بنانے کا کام شامل ہے۔ علاوہ ازیں زمینی خوبصورتی کے لئے موزوں اقسام کے پھول اور پودہ جات لگائے گئے ہیں۔

ضلع خوشاب میں جنگلات کے معاملات

*912: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیل پدھراڑ کے علاقہ تحصیل و ضلع خوشاب میں واقع ہے اور محکمہ ریونیو ضلع خوشاب کے ریکارڈ میں جنگل کا رقبہ شامل ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جنگل مذکور پہلے ضلع خوشاب میں شامل تھا لیکن بعد میں اسے ضلع چکوال میں شامل کر دیا گیا ہے۔جس سے علاقہ کے لوگوں کو سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دور دراز کا سفر کر کے اپنے مسائل کے لئے پیل پدھراڑ سے چکوال جانا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چالان ہو یا کسی جانور کا پرمٹ اسے کئی میل کا سفر کر کے چکوال جانا پڑتا ہے؟

(د) جنگلات کا تمام عملہ ضلع خوشاب میں موجود ہے تو اس کی وجہ کیا ہے جو میرے ذاتی گاؤں کے جنگل کو چکوال میں شامل کر دیا گیا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت میرے ذاتی گاؤں کا مسئلہ حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس مذکورہ جنگل کو دوبارہ ضلع خوشاب میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس سے قبل پیل اور شاہ بہیوٹ سرکاری جنگل ڈویژنل فارسٹ آفیسر خوشاب کے زیر کنٹرول رہے ہیں مگر اب 76-1975 سے ان جنگلوں کا کنٹرول ڈویژنل فارسٹ آفیسر چکوال کے پاس ہے اور ان جنگلوں کے رینج فارسٹ آفیسر کا ہیڈ کوارٹر موضع پیل گاؤں کے اندر واقع ہے۔جو موضع پدھراڑ سے صرف دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور پیل پدھراڑ کے لوگوں کے تمام ایسے مسائل جن کا تعلق محکمہ جنگلات سے ہے۔رینج ہیڈ کوارٹر پیل سے ہی حل ہو رہے ہیں۔انہیں اس مقصد کے لئے چکوال آنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔

(ج) جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ موضع پیل پدھراڑ کے لوگوں کے تمام تر مسائل رینج ہیڈ کوارٹر پیل سے ہی حل ہو جاتے ہیں انہیں پرمٹ چرائی مویشیاں کے حصول کے لئے قطعاً چکوال نہیں آنا پڑتا۔

(د) عوام الناس کی سہولت کے لئے چراگاہ ڈویژن تشکیل دیئے گئے اور رینج ہیڈ کوارٹرز بھی ان سے مستفید ہونے والی آبادیوں کے نزدیک ترین بنائے گئے۔جیسا کہ موضع پیل اور پدھراڑ

کے لوگوں کے لئے ان کی اپنی یونین کونسل میں ہی رینج ہیڈ کوارٹر بنا دیا گیا۔ جہاں پر محکمہ جنگلات کا عملہ موجود ہوتا ہے۔

(ہ) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ پیل گاؤں میں علیٰحدہ رینج بنا کر لوگوں کے مویشیوں کی چرائی کا مسئلہ پہلے ہی حل کر دیا گیا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دیہات میں منشیات کا دھندہ

*286: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمالیہ کے ارد گرد گاؤں بالخصوص چک نمبر 269 گ ب تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چرس، شراب اور ہیروئن کا دھندہ کھلے عام ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اتنے عرصے سے اس گھناؤنے دھندے کو متعلقہ ادارے روکنے میں بری طرح سے ناکام رہے ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نئی نسل کو منشیات کی لعنت سے بچانے کے لئے مذکورہ بالا علاقے کے منشیات فروشوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) کمالیہ کے گردو نواح بشمول چک نمبر 269 گ ب میں کوئی کھلے عام چرس، شراب و ہیروئن کا دھندہ نہیں ہو رہا۔ چند سال قبل تحصیل کمالیہ میں کچھ عناصر چوری چھپے منشیات کا مکروہ دھندہ کرتے تھے۔ محکمہ ایکسائز نے ہمیشہ ان پر نظر رکھی وسائل اور سٹاف کی کمی کے باوجود (محکمہ میں صرف ایک انسپکٹر اور ایک کانسٹیبل تعینات ہے، محکمہ نے انسداد منشیات کے سلسلہ میں مؤثر اقدامات کئے۔ راتوں کو بھی یہ دونوں اہلکار اکثر گشت کرتے ہیں۔ منشیات کے خلاف ذہن رکھنے والے افراد سے تعاون حاصل کیا جاتا ہے اور ان کے نام کبھی بھی ظاہر نہیں کئے جاتے جس کی وجہ سے بہتر نتائج برآمد ہو رہے ہیں اور منشیات کا دھندہ آٹے میں نمک کے برابر کم ہو کر رہ گیا ہے۔ مختلف سالوں کی کارکردگی درج ذیل ٹیبل سے واضح ہے:۔

مالی سال	تحصیل کمالیہ کے مختلف تھانوں میں درج کروائی گئی FIR's کی تعداد	کیفیت
2004-05	31	محکمہ کی طرف سے ملزمان کے خلاف قائم کئے گئے
2005-06	25	مقدمات میں سے جو بھی عدالتوں سے فیصلے

2006-07	21	ہوئے ان میں تمام ملزمان سزا ہوئے، سزا دو ماہ
2007-08	10	سے 25 سال تک بھی ہوئی-

(ب) نہیں- محکمہ ایکسائز منشیات کا دھندہ روکنے میں نہایت کامیاب رہا ہے جس کی وجہ سے مقدمات کا گراف نیچے آگیا ہے جیسا کہ پیرا ''الف'' میں دیئے اعداد و شمار سے عیاں ہے-

(ج) حکومت نے منشیات فروشوں کی سرکوبی کے لئے مختلف ایجنسیاں قائم کر رکھی ہیں نیز ہسپتالوں میں منشیات کے مریضوں کے لئے سنٹرز قائم کر رکھے ہیں- منشیات کے خلاف اخبارات میں تشہیر کی جارہی ہے اور منشیات فروشوں کے لئے سخت سے سخت سزائیں مقرر کر رکھی ہیں- حکومت ہر قیمت پر نئی نسل کو منشیات کی لعنت سے بچانے کے لئے نہ صرف سرگرداں ہے بلکہ اس کا مکمل طور پر انسداد کرنے کا پختہ ارادہ رکھتی ہے-

محکمہ سیاحت میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1561: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سیاحت میں اس وقت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں- ان اہلکاروں اور افسران کے نام مع عہدہ کی تفصیل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) موجودہ سیکرٹری، سیاحت کے فروغ کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

(ج) محکمہ سیاحت ملازمین کی تنخواہوں میں کتنے اخراجات کر رہا ہے؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران):

(الف)

1- محکمہ سیاحت میں اس وقت 37 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل نشان ''اے'' ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

2- محکمہ سے ملحقہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن میں اس وقت 173 ملازمین کام کر رہے ہیں ان اہلکاروں اور افسران کے نام، عہدہ تفصیل نشان ''بی'' ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ب) حکومت پنجاب اس سلسلے میں ایک جامع پروگرام مرتب کر رہی ہے محکمہ سیاحت نے جو ترقیاتی پروگرام اٹھائے ہیں- ان کی تفصیل نشان ''سی'' ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے-

(ج)

1- محکمہ سیاحت میں اس وقت ملازمین کی تنخواہوں میں ماہانہ مبلغ -/505155 روپے (تقریباً) اخراجات ہو رہے ہیں-

2۔ محکمہ سیاحت سے ملحقہ ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن اپنے ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں ماہانہ -/4299687 کے اخراجات کر رہی ہے۔

بہاولپور لال سوہانرہ پارک میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*963: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لال سوہانرہ پارک اس علاقے کی مشہور ہستی سید احمد نواز گردیزی کی ذاتی کاوشوں، سرپرستی، ان تھک محنت اور ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ (W.W.F) کے تعاون سے سال 1972 میں وجود میں آیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لال سوہانرہ پارک میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 35 ہے مگر موجودہ تعداد 16 ہے اور یہ کہ 1975 کے بعد نہ تو کوئی نئی بھرتیاں ہوئی ہیں اور نہ ہی کوئی عملہ تعینات کیا گیا ہے؟

(ج) لال سوہانرہ پارک میں patrolling کے لئے حکومت نے کتنی گاڑیاں یا موٹر سائیکل فراہم کئے ہیں نیز ان کو استعمال کرنے کے لئے ڈیزل اور دیگر اخراجات کے لئے کتنی رقم ہر سال مختص کی جاتی ہے؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سابق صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان مرحوم نے W.W.F کی مدد سے دو برطانوی ماہرین کو مدعو کیا اور ان کی recommendation پر لال سوہانرہ پارک 1972 میں معرض وجود میں آیا۔ عین ممکن ہے کہ اس علاقے کی مشہور ہستی سید احمد نواز گردیزی کی کاوشیں بھی اس پارک کے معروض وجود لانے میں شامل ہوں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ لال سوہانرہ پارک میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 125 ہے اور 106 ملازمین کام کر رہے ہیں اور 1975 کے بعد جب بھی منظور شدہ عملہ سے کوئی ملازم ریٹائر ہوتا ہے تو حکومت کی اجازت سے نیا آدمی بھرتی کیا جاتا ہے۔

(ج) لال سوہانرہ پارک میں patrolling کے لئے دو گاڑیاں موجود ہیں اوسطاً ڈیزل کے لئے 650000 روپے اور جانوروں کی فیڈ کے لئے -/2500000 روپے مختص کئے جاتے ہیں۔

جم خانہ لاہور میں serve کی جانے والی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی و دیگر تفصیلات

*499: میاں نصیر احمد: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جم خانہ لاہور میں serve کی جانے والی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جم خانہ لاہور میں لوکل اور امپورٹڈ شراب serve کی جاتی ہے؟

(ج) جم خانہ لاہور میں لوکل شراب اور امپورٹڈ شراب کا کوٹہ کتنا ہے نیز لوکل شراب اور امپورٹڈ شراب پر کس تناسب سے ایکسائز ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے، تفصیل سے جواب دیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) جم خانہ لاہور کے پاس شراب فروخت کرنے کا لائسنس نہ ہے۔اندریں حالات جم خانہ لاہور سے ایکسائز ڈیوٹی وصول کرنے کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

(ب) چونکہ جم خانہ لاہور کے پاس L-42 vend shop کا لائسنس ہی نہ ہے اس لئے شراب serve کرنے کا اختیار بھی نہ ہے۔

(ج) چونکہ جم خانہ لاہور کسی قسم کی شراب فروخت کرنے یا serve کرنے کا مجاز نہ ہے۔لہذا ایکسائز ڈیوٹی وصول کرنے کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

لاہور میں ٹورازم کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*2114: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب کے لاہور میں کتنے دفاتر ہیں اور کس کس جگہ کام کر رہے ہیں ان دفاتر کا سالانہ خرچ اور آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان دفاتر میں کتنے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کتنے ملازم کنٹریکٹ پر کب سے کام کر رہے ہیں ان کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کنٹریکٹ پر ملازمین کس کے حکم پر بھرتی کئے گئے؟

(ہ) کتنے کنٹریکٹ ملازمین خصوصی پیکج کے تحت بھرتی کئے گئے ہیں؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور میں ٹی ڈی سی پی کے مندرجہ ذیل دفاتر کام کر رہے ہیں:۔

1) ہیڈ آفس، 82 شادمان II لاہور

2) آپریشن ونگ، 140 اے شادمان II لاہور

3) T.I.C سیلز اینڈ ٹورز پرموشن 4۔اے لارنس روڈ لاہور

4) انسٹیٹیوٹ آف ٹورازم اینڈ ہوٹل مینجمنٹ 140 شادمان II لاہور

اس کے علاوہ لاہور میں مندرجہ ذیل ٹورسٹ انفارمیشن سنٹرز کام کر رہے ہیں۔

(1) ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر علامہ اقبال ایئرپورٹ لاہور

(2) ٹورسٹ انفارمیشن سنٹر شاہی حمام دہلی دروازہ لاہور

تفصیل آمدن و اخراجات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تفصیل خرچہ و آمدن ٹی ڈی سی پی دفاتر لاہور

ہیڈ آفس کی اپنی کوئی آمدنی نہیں ہوتی۔ مختلف دفاتر جو صوبہ پنجاب میں واقع ہیں۔ وہ اپنی آمدنی ہیڈ آفس کو بھیج دیتے ہیں۔ 08-2007 کے آڈیٹڈ اکاؤنٹس کے مطابق 08-2007 میں ٹی ڈی سی پی کی کل آمدنی مبلغ 153.059 ملین روپے ہے جبکہ اخراجات 145.917 ملین روپے تھے۔

انسٹی ٹیوٹ آف ٹورازم اینڈ ہوٹل مینجمنٹ (I.T.H.M)

تمام T.I.Cs اور I.T.H.Ms کی تمام آمدن ایک ساتھ بک کی جاتی ہے۔ جس کے مطابق آمدن جو کہ T.I.Cs اور I.T.H.Ms سے حاصل ہوئی وہ مبلغ 13.269 ملین روپے ہے جبکہ اخراجات مبلغ 27.141 ملین روپے ہیں۔ ان اخراجات میں تنخواہیں اور دوسرے تمام اخراجات شامل ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

آمدن اور اخراجات کی تفصیل

ڈیپارٹمنٹ	آمدن (روپے)	خرچہ (روپے)
i) سکول ٹورازم سروس	439691	8239817
ii) سٹی ٹور	781400	396154
iii) ایڈونچر ایکسپریس	5983699	12761172
iv) اتھم (ITHM)	6064255	5743968
ٹوٹل آمدنی اور خرچہ	13269045	27141111

جبکہ ہیڈ آفس کے اخراجات مبلغ -/36.671ملین روپے ہیں اس کے علاوہ دو ٹورسٹ انفارمیشن سنٹرز شاہی حمام اور لاہور ایئر پورٹ پر واقع ہیں ان کے اخراجات بالترتیب مبلغ -/98734روپے اور مبلغ -/444773روپے ہیں۔

(ب) ٹی ڈی سی پی کے لاہور کے ملازمین کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ملازمین کا کوئی گریڈ نہیں ہے اور ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تمام کنٹریکٹ ملازمین ٹی ڈی سی پی سروس رولز کی روشنی میں مختلف ڈائریکٹر/افسر مجاز کے حکم/منظوری سے بھرتی کئے گئے ہیں۔

(ہ) کوئی بھی کنٹریکٹ ملازم خصوصی packageکے تحت بھرتی نہیں کیا گیا۔

پل گھراٹ اور میاں چنوں بستی سعود آباد کے نزدیک پارکوں کی صورتحال

*1185: رانا بابر حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلات نے پل گھراٹ اور میاں چنوں بستی سعود آباد کے نزدیک کتنی لاگت سے کب پارکس بنائے تھے؟

(ب) ان پارکوں کی دیکھ بھال کے لئے تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور پتا جات بتائیں نیز ملازمین انہیں پارکوں پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں یا دیگر کسی جگہ پر؟

(ج) یکم جنوری2006 سے آج تک ان پارکوں کی دیکھ بھال پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور کون کون سی سہولیات لوگوں کی تفریح کے لئے فراہم کی گئی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ پارکس مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے تباہ برباد ہو چکے ہیں جو سہولیات عوام کے لئے فراہم کی گئی تھیں وہ ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس کوتاہی کے مرتکب اعلیٰ افسران کے خلاف کارروائی کرنے اور ان پارکوں کی بحالی کے لئے جلد از جلد اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات نے 9ایکڑ رقبہ پر محیط پارک 1382800روپے کی لاگت سے 1992 میں تعمیر کیا تھا جبکہ میاں چنوں بستی سعود آباد کے نزدیک پارک (جسے مہر آباد فاریسٹ پارک کہتے ہیں) 8ایکڑ رقبہ پر 92-1991 میں بنایا گیا ہے جس کی تعمیر پر 332000روپے خرچ ہوئے تھے۔

(ب) ان پارکوں کی دیکھ بھال پر مندرجہ ذیل عملہ متعین ہے۔

پل گھراٹ پارک

1- محمد صادق چوکیدار (کل وقتی) سکنہ نزد بستی پل گھراٹ میاں چنوں

2- بشیر احمد ولد مراد فاریسٹ گارڈ سکنہ کوٹ برکت علی میاں چنوں بی ایس 5
(ملحقہ بیٹ کا چارج بھی اس کے پاس ہے)

3- غلام احمد ناصر بلاک آفیسر سکنہ جناح ٹاؤن گلی نمبر 2 میاں چنوں بی ایس 7
(میاں چنوں روڈ بلاک کا چارج بھی اس کے پاس ہے)

میاں چنوں پارک (مہر آباد فاریسٹ پارک)

1- طاہر حفیظ ٹیوب ویل آپریٹر سکنہ چک نمبر 126/15-ایل میاں چنوں بی ایس 2

2- عبدالغفار فارسٹ گارڈ سکنہ چک نمبر 109/15-ایل میاں چنوں بی ایس 2
(محلقہ بیٹ کا چارج بھی اس کے پاس ہے)

3- غلام احمد ناصر بلاک آفیسر سکنہ جناح ٹاؤن گلی نمبر 2 میاں چنوں بی ایس 7
(میاں چنوں روڈ بلاک کا چارج بھی اس کے پاس ہے)

ملازمین مقرر کردہ جگہوں پر ہی ڈیوٹی دے رہے ہیں۔

(ج) جنوری 2006 تاحال تفصیل اخراجات حسب ذیل ہے، جو کہ دیکھ بھال پارک (maintenance) کی مد میں خرچ کئے گئے ہیں:-

سال	پل گھراٹ پارک	میاں چنوں (مہر آباد) پارک
2006	26650/-	23800/-
2007	34650	34200/-
2008	44100	43000/-
میزان	105400	101100/-

ان پارکوں میں بچوں کے لئے جھولے، سلائیڈز کے علاوہ چھتریاں، بنچ وغیرہ نصب ہیں۔ پل گھراٹ پارک میں جھیل بھی ہے اور فوارہ بھی، میاں چنوں پارک میں عوام الناس ٹیوب ویل پر نہاتے بھی ہیں۔ علاوہ ازیں پارکوں میں پھولدار پودے اور درخت بھی موجود ہیں۔

(د) وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اشیاء کا ٹوٹنا پھوٹنا ایک قدرتی عمل ہے اب بھی بے شمار لوگ یہاں تفریح کے لئے آتے ہیں یہ درست ہے کہ وسائل کم مہیا ہونے کی وجہ سے ان پارکوں پر دیگر پارک ہائی کی طرح مطلوبہ معیار کی دیکھ بھال ممکن نہ ہے۔موجودہ وسائل کے مطابق دونوں پارک ہائے میں صرف ایک ایک مزدور ہی دیکھ بھال کے لئے لگایا جا سکتا ہے۔مزید وسائل کے متحرک کیا جا چکا ہے۔

(ہ) عملہ یا افسران کی کوئی کوتاہی کسی ضمن میں نہ ہوئی ہے۔حکومت ان پارکوں کی بہتری کے لئے نئے منصوبہ کے مطابق تحرک کر رہی ہے۔مطلوبہ وسائل میسر ہونے پر فی الفور بہتری عمل میں لائی جائے گی، تاہم اس ضمن میں متعلقہ علاقہ کے رہنماؤں، معززین اور صاحب ثروت لوگوں سے بھی تعاون کی اپیل کی جاتی ہے۔

لاہور میں سپر سٹورز پر تمام اشیاء کی ایکسائز ڈیوٹی کے بغیر فروخت کا معاملہ

*583: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سپر سٹورز پر کھانے پینے کی امپورٹڈ اشیاء اور امپورٹڈ کاسمیٹک فروخت کی جارہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تمام اشیاء ایکسائز ڈیوٹی کے بغیر فروخت کی جارہی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایکسائز انسپکٹر اور ان کا عملہ منتھلیاں وصول کر کے امپورٹڈ اشیاء کا کاروبار کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے؟

(د) اگر درج بالا سوالات کے جوابات اثبات میں ہیں تو محکمہ ایسے کرپٹ اہلکاران وافسران کے خلاف کیا کارروائی کرتا ہے نیز بغیر ڈیوٹی ادا کئے امپورٹڈ اشیاء فروخت کرنے والوں کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف، ب، ج، د) اس ضمن میں عرض ہے کہ ایسی ایکسائز ڈیوٹی جس کا سوال ہذا میں ذکر ہے کا معاملہ وفاقی حکومت کے زمرے میں آتا ہے اور حکومت پنجاب کے صوبائی محکمہ آبکاری و محصولات کا اس سے تعلق نہ ہے۔

سیاحت کے فروغ کے لئے محکمانہ اقدامات کی تفصیل

*2329: مسز ناظمہ جواد ہاشمی: کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سیاحت کی ڈویلپمنٹ کارپوریشن راولپنڈی کے کون کون سے علاقوں کو project کرتی ہے؟

(ب) محکمہ سیاحت کس طرح مقامی لوگوں اور غیر ملکی سیاحوں کو attract کرتا ہے؟

(ج) کیا محکمہ سیاحت لٹریچر مختلف ہوٹلوں کو بھی فراہم کرتا ہے؟

وزیر سیاحت (ملک ندیم کامران):

(الف) ٹی ڈی سی پی راولپنڈی میں شامل مختلف سیاحتی مقامات کو پراجیکٹ کرتی ہے ان مقامات میں پتریاٹہ چیئر لفٹ اور ٹیکسلا شامل ہیں-اس کے علاوہ راولپنڈی ڈویژن کے دیگر تاریخی مقامات جن کی تشہیر ٹی ڈی سی پی کرتی ہے- کلر کہار، کٹاس اور کھیوڑہ مائینز ہیں-ورلڈ ٹورازم ڈے کے حوالے سے 27 ستمبر کو ایک اسپیشل ٹرین چلائی جاتی ہے جس میں سکول کے بچوں کو تاریخی شہر ٹیکسلا اور گولڑہ میوزیم کی سیر کروائی جاتی ہے اور معلومات فراہم کی جاتی، ایس ٹی ڈی سی پی کا ریجنل آفس راولپنڈی شمالی علاقہ جات کے لئے ٹورز کا بھی اہتمام کرتا اور سیاحتی مقامات کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے-

(ب) ٹی ڈی سی پی اپنی ویب سائٹ کے ذریعے تمام معلومات سیاحوں کے لئے فراہم کرتی ہے-اس کے علاوہ ٹی ڈی سی پی نے ٹورسٹ انفارمیشن سنٹرز راولپنڈی اور مری میں مال روڈ پر قائم کر رکھے ہیں-ٹی ڈی سی پی کا عملہ مختلف سکولوں، کالجوں اور اہم کمپنیوں کے دفاتر وزٹ کرتا ہے اور اپنی مختلف پراڈکٹس راولپنڈی اور اس کے گردونواح کے بارے میں ان کو بتاتا ہے تاکہ وہ ان معلومات سے فائدہ اٹھا سکیں-اس کے علاوہ ٹی ڈی سی پی پاکستان میں دوسرے ممالک کے سفارت خانوں کو بھی پنجاب کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہے-ٹی ڈی سی پی پاکستان کے بیرون ملک سفارت خانوں کو بھی معلومات ریگولر بنیادوں پر فراہم کرتی رہتی ہے-

(ج) جی ہاں! ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن اپنا پبلسٹی میٹریل/لٹریچر راولپنڈی میں مشہور ہوٹلوں میں (مثلاً سیرینا، پی سی، بیسٹ ویسٹرن، شالامار، فلش مین، رائل پیلس، بیلو سکائی وغیرہ) سیاحوں کی معلومات کے لئے بھجواتا ہے نیز ان ہوٹلوں میں ٹی ڈی سی پی کی تیار کردہ مختلف سیاحتی معلومات پر مبنی ڈاکومنٹری (D.V.D) بھی چلاتا ہے-

ڈی ایف او بہاولپور کے دفتر کے قریب سے گزرنے والی سڑک کو کھولنے کا مسئلہ

*1406: جناب ذوالفقار علی: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ایف او بہاولپور کے دفتر کے قریب سے عرصہ دراز سے سڑک گزر رہی تھی جس سے بہاولپور کے سینکڑوں لوگ مستفید ہو رہے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ راستہ بند کر دیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ راستہ کس بنا پر اور کس کے کہنے پر کس نے بند کیا ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ راستہ عوام کی سہولت کے لئے کھولنے اور راستہ بند کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) کوئی منظور شدہ راستہ نہ تھا۔

(ج) اس کا جواب جز (الف) اور (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

(د) درج بالا حقائق کی روشنی میں یہ سوال غیر متعلقہ ہے۔

ڈرامہ ہالز میں فروخت ہونے والی ٹکٹوں پر تفریحی ٹیکس کی شرح و دیگر تفصیلات

*1138: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈرامہ ہالوں میں فروخت ہونے والی ٹکٹوں پر تفریحی ٹیکس کی شرح کیا ہے نیز لائیو میوزیکل شوز پر شرح کیا ہے؟

(ب) 2003 سے اب تک اس مد میں کتنی رقم وصول ہوئی ہے، تفصیل سال وار بتائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ایکسائز کے انسپکٹر ڈرامہ انتظامیہ سے ملی بھگت کر کے ٹیکس کی تقریباً نصف رقم خورد برد کر لیتے ہیں، جن سے قومی خزانہ کو بھاری نقصان پہنچ رہا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے فول پروف انتظامات کرنے پر غور کرنے کو تیار ہے کہ مذکورہ خورد برد سے قومی خزانہ کو نقصان سے بچایا جا سکے اگر ہاں تو اقدامات کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) جہاں تک ڈرامہ ہالوں میں فروخت ہونے والی ٹکٹوں پر تفریحی ٹیکس کا تعلق ہے اس پر بیس فیصد (20 فیصد) فی کس کے حساب کی شرح سے وصول کیا جاتا ہے جبکہ میوزیکل شو پر 65 فیصد فی کس کے حساب سے لاگو ہوتا ہے۔

(ب) اس ٹیکس کی تفصیل از سال 2003 سے اب تک درج ذیل ہے:۔

سال 2003-04	12785063
سال 2004-05	13978723
سال 2005-06	15341959
سال 2006-07	14746857
سال 2007-08	13014983

مالی سال 2005-06 سٹیج ڈراموں میں فحاشی کا عنصر شامل ہو گیا تھا جسے حکومت پنجاب نے مالی سال 2007-08 میں سختی کے ساتھ ختم کر دیا اور بطور سزا بہت سے تھیٹر جن کا تعلق گوجرانوالہ ڈویژن، فیصل آباد ڈویژن اور ملتان ڈویژن سے تھا بند کر دیئے گئے۔ نتیجتاً تفریحی ٹیکس کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) معزز رکن کے سوال کے جز (ج) کا جواب نفی میں دیا گیا ہے۔ جہاں تک ٹیکس کی وصولی کا تعلق ہے محکمہ ہذا کی طرف سے نہ صرف انسپکٹر انچارج بلکہ مختلف ایجنسیاں بروقت چوکس رہتی ہیں اور قومی خزانہ کی نگہبانی کرتی ہیں۔ لہذا سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

صوبہ میں جنگلی حیات کے پارکس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1746: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں جنگلی حیات کے پارکس کتنے ہیں ان کے رقبہ جات، نام اور یہ کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان تمام پارکس میں کون کون سے جانور ہیں ان کی تعداد کیا ہے، ان پارکس کی آمدنی اور خرچ کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت مزید پارکس بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت 10 وائلڈ لائف پارکس اور 4 وائلڈ لائف بریڈنگ سنٹر قائم ہیں ان کے نام ورقبہ جات اور کس کس جگہ واقع ہیں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) وائلڈ لائف پارکس میں مختلف انواع کے جانور و پرندگان رکھے گئے ہیں ان کی تفصیل و تعداد ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان پارکس کی آمدنی اور اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فی الحال حکومت مزید وائلڈ لائف پارکس بنانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

ضلع ننکانہ صاحب میں پرکشش نمبروں کی نیلامی

*1743: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جولائی 2005 سے اب تک ضلع ننکانہ صاحب میں کتنے پرکشش نمبروں کی نیلامی کی گئی، نیلامی کا طریق کار کیا تھا، ان نیلامیوں سے کتنی آمدنی حاصل ہوئی، سال وار تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) یکم جولائی 2005 سے اب تک جن اشخاص کو بذریعہ نیلامی نمبر الاٹ کئے گئے، ان کے نام، ولدیت، پتاجات مفصل بیان فرمائیں، مزید برآں نیلام شدہ ہر نمبر کی وصول شدہ قیمت الگ الگ بیان فرمائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) یکم جولائی 2005 سے اب تک ضلع ننکانہ صاحب میں کل 25 نمبروں کی نیلامی ہوئی۔ نیلامی کا طریق کار مندرجہ ذیل تھا۔

1- اخبار میں اشتہار دیئے گئے۔

2- بینرز چھپوا کر اہم جگہوں پر لگائے گئے۔

3- تین افراد پر مشتمل نیلامی کمیٹی مقرر کی گئی۔اس کمیٹی کے ممبران درج ذیل تھے۔

(1) ڈائریکٹر جنرل ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب کے دفتر کا نمائندہ

(2) متعلقہ ڈائریکٹر ریجن سی لاہور کا نمائندہ یا وہ خود

(3) متعلقہ ضلع کا ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر

اور ان نیلاموں سے سال 2006 میں 93500 روپے اور سال 2007 میں 152700 روپے آمدن ہوئی۔

(ب) یکم جولائی 2005 سے اب تک ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس ننکانہ صاحب میں پانچ بار نیلامی کی گئی اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

(1) نیلامی برائے (این بی) سیریز مورخہ 29-05-06 کو ہوئی جس میں درج ذیل نمبر نیلام ہوئے۔

نمبر شمار	نام	گاڑی نمبر	نیلامی فیس
1	جہانزیب	NB 1	50000
2	ہمایوں بھٹی	NB 3	7000
3	ندیم بھٹی	NB 5	7000
4	رائے مجاہد	NB 14	6500
5	ٹی ایم او	NB 41	3000
6	ٹی ایم اے	NB 111	7000
7	میاں افضل	NB 222	6000
8	عمران محمود	NB 999	7000

نوٹ: 29-05-2006 کی نیلامی کو ہائر اتھارٹی نے منظور نہ کیا۔مورخہ 10-07-06 کو دوبارہ نیلامی کی گئی لیکن اس میں،ان افراد نے ہی شرکت کی جو پہلی نیلامی میں Bid دے چکے تھے۔اس نیلامی میں جناب جہانزیب بھٹی سابق کامیاب بولی دہندہ ("1" .B) کے کونسل لیاقت حیاب بھٹی نے عدالت عالیہ جناب جسٹس شیخ عظمت سعید صاحب کے سٹے آرڈر کے بارے بتایا تاہم کونسل Stay Order کی کاپی فراہم نہ کر سکے۔قانونی پیچیدگیوں سے بچنے کے لئے کمیٹی برائے بولی برائے پرکشش نمبرز نے یہ فیصلہ کیا کہ بولی کی تاریخ دوبارہ مقرر کی جائے مزید برآں حاضرین کی تعداد بھی کم تھی،مزید یہ کہ

ہائی کورٹ کے حکم کے مطابق رجسٹریشن نمبر این بی 1 کی تاریخ بولی مورخہ 07-05-26 زیر نگرانی سیکرٹری ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن پنجاب مقرر ہوئی۔ مقررتاریخ پر پیر حسن احمد شاہ کو نمبر این بی 1 مبلغ -/80000 روپے میں بولی میں دے دیا گیا۔

چوتھی بار نیلامی 2007-03-20 کو ہوئی سیریز اور نمبروں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

نمبر شمار	گاڑی نمبر
i	NBA-07-1
ii	NBA-07-3
Iii	NBA-07-11
iv	NBA-07-13
v	NBA-07-786
vi	NBK-07-11
Vii	NBK-07-15
Viii	NBK-07-20
ix	NBS-07-786
x	NBS-07-72

پانچویں بار نیلامی 2007-06-05 کو ہوئی اس نیلامی میں این بی۔1 کے علاوہ نمبر ز نیلام کئے گئے تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

نمبر شمار	گاڑی نمبر	نمبر شمار	گاڑی نمبر
1	NB-3	1	NBA-07-5
2	NB-5	2	NBA-07-19
3	NB-14	3	NBK-07-22
4	NB-41	4	NBK-07-72
5	NB-111	5	NBK-07-99
6	NB-222	6	NBK-07-100
7	NB-999	7	NBS-07-38

جن اشخاص کو بذریعہ نیلامی نمبر الاٹ کئے گئے ان کے نام، ولدیت، پتاجات، نیلام شدہ نمبر وصول کردہ رقم کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

نیلامی تاریخ 2007-03-20

سیریل نمبر	نام	ولدیت	پتاجات	نیلام شدہ نمبر	رقم
1	پیر ممتاز شاہ	پیر سرور شاہ	نبی پورہ پیراں ننکانہ صاحب	NBA-07-1	21000/-
2	محمد شعیب خان	شیر احمد خان	ٹاؤن شپ مکان نمبر 20 ہری پور	NBA-07-3	5500/-
3	مختار احمد	فتح محمد	بچیکی ننکانہ صاحب	NBA-07-11	3500/-
4	اصغری لیزنگ لمیٹڈ		نیول سول لائنز فیصل آباد	NBA-07-13	3500/-

5	محمد عامر رضا خان	محمد رمضان	محلہ اسلام پورہ بچیکی ننکانہ صاحب	NBA-07- 786	8000/-
6	مختار احمد	فتح محمد	محلہ اسلام پورہ بچیکی ننکانہ صاحب	NBK-07-11	1200/-
7	محمد شعیب خان	شیر احمد خان	ٹاؤن شپ مکان نمبر 20 ہری پور سیکٹر نمبر 1	NBK-07-15	1200/-
8	وقاص محمود	اللہ داد	شاد باغ کالونی ننکانہ صاحب	NBK-07-20	1200/-
9	محمد عمر فاروق	رحیم بخش	مین روڈ منڈی فیض آباد	NBS-07-72	1200/-
10	تنویر اختر			NBS-07-786	8000/-

نیلامی تاریخ 26-05-2007

11	پیر حسن احمد شاہ	پیر احمد شاہ	نبی پورہ پیراں ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب	NB-1	80,000/-

نیلامی تاریخ 05-06-2007

12	ہمایوں بھٹی	عبدالمجید بھٹی	بچیکی ننکانہ صاحب		
13	ندیم بھٹی		منڈی فیض آباد ننکانہ	NB-5	7000/-
14	رائے مجاہد	رائے ذوالفقار	کوٹ امیر علی تحصیل و ضلع ننکانہ صاحب	NB-14	7000/-
15	T M O		ننکانہ صاحب	NB-41	6500/-
16	T M A		ننکانہ صاحب	NB-111	7000/-
17	میاں افضل		چک نمبر 5 گ ب ننکانہ صاحب	NB-222	6000/-
18	عمران محمود	بشیر احمد	ولگن سہیل ننکانہ صاحب	NB-999	7000/-
19	اسد مظفر حسین			NB-07-05	7000/-
20	عبدالمالک	بشیر احمد	ہاؤسنگ کالونی ننکانہ صاحب	NBA-07-19	5100/-
21	ظفر اقبال	محمد عاشق	کوٹ رحمت خان چک نمبر 22 سانگلہ ہل	NBK-07-22	1200/-
22	محمد ادریس	رحیم بخش	ہاؤسنگ کالونی ننکانہ صاحب	NBK-07-72	1200/-
23	خالد محمود اختر	چودھری سردار محمد	رحیم نگر وار برٹن ننکانہ	NBK-07-99	1500/-
24	محمد صدیق	رحیم بخش	ہاؤسنگ کالونی ننکانہ	NBK-07-100	1200/-
25	خالد محمود			NBS-07-38	1200/-

نوٹ: ریکارڈ کے مطابق درج ذیل نمبر بولی کے بعد امیدوار ابھی تک رجسٹریشن کے لئے نہیں آئے۔

NBS-07-786,NB-999,NB-222,NB-14,NB-5,
NB-3,NBS-07-38,NBA-07-5

محکمہ جنگلات میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2191: رانا محمد افضل خان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلات میں کتنے ملازم ہیں اور فی ایکڑ جنگل کے فی ایکڑ رقبہ کے لئے کیا تناسب بنتا ہے؟

(ب) گزشتہ 5 سال میں کتنے ملازمین کے خلاف کرپشن یالا پرواہی پر کتنے مقدمات بنائے گئے اور اس کے نتیجہ میں کتنے لوگوں کو نوکری سے فارغ کر کے نئے اور بہتر تعلیم یافتہ افراد کو نوکری دی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس وقت محکمہ جنگلات کا کل رقبہ 1639497 ایکڑ compact اور 47307 کلو میٹر linear(16886804) ایکڑ ہے۔ 2866 فارسٹ گارڈ اور 641 بلاک آفیسر کی اسامیاں منظور شدہ (3507) ہیں جس کا تناسب فی ملازم 480 ایکڑ ہے۔

(ب) محکمہ جنگلات پنجاب میں بمطابق ریکارڈ گزشتہ پانچ سالوں میں کرپشن یا لا پرواہی کے 1219 مقدمات بنائے گئے اور اس کے نتیجہ میں 442 ملازمین کو ریکوری ڈالنے و دیگر سزائیں دینے کے ساتھ ساتھ 165 ملازمین کو ملازمت سے برخاست کیا گیا اور نئے تعلیم یافتہ ملازم نوکری پر رکھے گئے۔

لاہور کے بڑے ہوٹلوں میں شراب خانوں پر تعینات ایکسائز عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2440: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں جن جگہوں پر شراب بکتی ہے وہاں ایکسائز کا عملہ تعینات ہے اور تعینات عملہ کتنے عرصہ سے تعینات ہے، ان کی مکمل تفصیل نام و عہدہ اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرل کانٹی نینٹل اور آواری ہوٹل میں تعینات ایکسائز انسپکٹر اور ٹیکسیشن آفیسر پچھلے کئی سالوں سے تعینات ہیں اور اگر ان کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے تو وہ چند دنوں میں واپس اپنی جگہوں پر تعیناتی کے آرڈر کروا لیتے ہیں، ان کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) 2002 سے اب تک لاہور کے تمام شراب خانوں میں تعینات ایکسائز عملے کے نام اور عرصہ تعیناتی بتائیں؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) لاہور میں 4/5 سٹار ہوٹلوں کے پاس غیر مسلم (ملکی و غیر ملکیوں) کو شراب فروخت کرنے کا لائسنس ایل-2 موجود ہے اور ہر (L-2 Vend Shop) پر کوئی اہلکار مستقل بنیادوں پر تعینات نہ ہے اور اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن عہدہ کا آفیسر (Vend Fee) کی تشخیص اور وصولی کے لئے مامور کیا جاتا ہے جن کا عرصہ تعیناتی درج ذیل ہے:-

1-	محمد علی شاہ، AETO	22-04-2008	تا	تاحال
2-	مظفر قیوم، AETO	16-05-2008	تا	تاحال
3-	محمد سلیم بٹ، AETO	31-07-2008	تا	تاحال
4-	سہیل مجید AETO	26-09-2008	تا	تاحال

(ب) پرل کانٹی نینٹل اور آواری ہوٹل میں کوئی ایکسائز انسپکٹر مامور نہ ہے۔البتہ اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر ہر (L-2 vend shop) پر (vend fee) کی تشخیص اور وصولی کے لئے مامور ہے اور لاہور میں ہر vend shop پر مامور افسران کی مکمل تفصیل سوال (ج) کے جواب میں تفصیلاً درج ہے۔

(ج) 2002 سے اب تک لاہور کے تمام (L-2 vend shop) پر مامور عملہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

1-	محمد علی شاہ، AETO	11-09-2000	تا	2-01-2004
		22-04-2008	تا	تاحال
2-	محمد امجد وڑائچ AETO	2002	تا	22-01-2004
		28-02-2004	تا	01-03-2007
3-	عبدالنعیم خان AETO	2002	تا	22-01-2004
4-	رانا محمد صفدر، AETO	05-09-2002	تا	14-11-2002
5-	چودھری محمد اظہر AETO	16 -07-2003	تا	28-02-2004
6-	علی بختیار شاہ AETO	01-07-2004	تا	23-08-2006
7-	مظفر قیوم AETO	15-10-2004	تا	25-11-2005
		6-05-2008	تا	تاحال
8-	چودھری اکرام اللہ AETO	25-11-2005	تا	19-02-2007
9-	محمد سلیم بٹ AETO	23-08-2006	تا	01-03-2007
		31-07-2008	تا	تاحال
10-	رانا اورنگ زیب AETO	19-02-2007	تا	22-04-2008

-11	سہیل مجید AETO	13-03-2007	تا	02-08-2008
		26-09-2008	تا	تاحال

صوبہ میں جنگلات کے رقبہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2203: جناب محمد حفیظ اختر چودھری: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں کل کتنے رقبہ پر جنگل سرکاری اور پرائیویٹ سیکٹر میں ہے؟

(ب) پنجاب میں محکمہ جنگلات کے جنگل میں فی ایکڑ پودوں کی تعداد کتنی ہے اور عموماً کون کون سی قسم کے درخت ہیں؟

(ج) محکمہ جنگلات، شیشم کے پودوں پر پھوندی کی بیماری کے تدارک کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے کیونکہ صوبہ میں شیشم کا درخت اس بیماری کی وجہ سے ختم ہو رہا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ جنگلات پنجاب کا کل رقبہ 1639497 ایکڑ compact اور 47307 کلو میٹر linear (1686804) ایکڑ ہے اور پرائیویٹ سیکٹر میں کیونکہ زمیندار اپنی زمینوں پر درختاں کھالوں وغیرہ خود لگاتے ہیں اور محکمہ جنگلات کی کاوشوں اور ترغیب سے فی ایکڑ درختوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے اس وقت آبپاش پرائیویٹ رقبہ پر 17 درخت فی ایکڑ موجود ہیں۔

(ب) محکمہ جنگلات پنجاب کے ذخیرہ جات میں 726 پودہ جات فی ایکڑ لگائے جاتے ہیں پانچ سال کے بعد نصف پودہ جات تھننگ میں کاٹ لئے جاتے ہیں اور 11 سال کے بعد دوسری تھننگ کی جاتی ہے جس کے بعد پودوں کی تعداد 150 سے 200 فی ایکڑ رہ جاتی ہے جو بعد ازاں مین فیلنگ میں کاٹے جاتے ہیں۔ پنجاب میں شیشم، کیکر، توت، سیمل، فراش اور دیگر پوداجات کی اقسام پائی جاتی ہیں۔

(ج) اس مقصد کے لئے ادارہ پنجاب فارسٹ ریسرچ انسٹیٹوٹ بمقام فیصل آباد گٹ والا ریسرچ کر رہا ہے اور اس بیماری کے تدارک کے لئے نئی تحقیق کر رہا ہے۔

پی پی۔147 لاہور میں ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*2498: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ایکسائز نے حلقہ پی پی۔147 لاہور میں سال 2007 کے دوران کتنا ٹیکس صوبائی خزانے میں جمع کرایا؟

(ب) متذکرہ حلقے میں محکمہ ایکسائز کا کل کتنا سٹاف ہے نیز سٹاف کے نام، عہدہ اور گریڈ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) 44972629روپے

(ب) لسٹ درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
-1	چودھری امتیاز احمد	اسینگ اتھارٹی	16
-2	چودھری سجاد احمد	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
-3	چودھری محمد فیاض	اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر	16
-4	عمران اشرف	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر	14
-5	احمد جہانزیب	۔ایضا۔	14
-6	محمد صدیق	۔ایضا۔	14
-7	طارق حسین	۔ایضا۔	14
-8	نجم الدین	۔ایضا۔	14
-9	میاں محمد صادق	۔ایضا۔	14
-10	عنصر غزالی	۔ایضا۔	14
-11	کرم دین	۔ایضا۔	14
-12	وسیم عارف بٹ	۔ایضا۔	14
-13	خورشید باقر	جونیئر کلرک	07
-14	رزاقت علی	۔ایضا۔	07
-15	جاوید زمان	۔ایضا۔	07
-16	افتخار جہانگیر	۔ایضا۔	05
-17	محمد آفتاب حسین	۔ایضا۔	05
-18	بابر رسول	۔ایضا۔	07
-19	محمد اشرف	۔ایضا۔	07
-20	افتخار عزیز	۔ایضا۔	07
-21	محمد افسر	ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کانسٹیبل	05
-22	محمد عباس	۔ایضا۔	05
-23	تنویر احمد	۔ایضا۔	05
-24	عامر عباس	۔ایضا۔	05

-25	محمد اشرف	-ایضاً-	05
-26	محمد شفیق	-ایضاً-	05
-27	غلام شبیر	-ایضاً-	05
-28	نذر دین	-ایضاً-	05
-29	محمد مشتاق	-ایضاً-	05

ضلع خوشاب محکمہ جنگلات میں بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*2245: ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع خوشاب میں محکمہ جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری و شعبہ شکار میں اپریل 2007 سے نومبر 2007 کے دوران قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھرتیاں کی گئیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کس کس شخص کو کس کس سکیل میں کس قانون کے تحت بھرتی کیا گیا ہے، تفصیلات سے ہاؤس کو آگاہ کیا جائے نیز حکومت قواعد و ضوابط کے خلاف بھرتی کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اپریل 2007 تا نومبر 2007 کے دوران حکومت کی مجوزہ پالیسی نمبر (S& GAD) 10-1/2003SPR-IV مورخہ 16-06-2004 اور بحوالہ پالیسی نمبر (MF) (DSC & M)5-3/2004Contract مورخہ 29-12- 2004 کے تحت قواعد و ضوابط کے مطابق دو اہلکار بھرتی کئے گئے۔

(ب) جی ہاں!

نام ملازم	نام ملازم
(1) محمد وسیم حیدر ولد محمد سلیم	(2) عابد حسین ولد عاشق حسین
بطور وائلڈ لائف انسپکٹر پے سکیل نمبر 9	بطور وائلڈ لائف واچر پے سکیل نمبر 1

دونوں مذکورہ ملازمین قواعد کیمطابق بھرتی کئے گئے۔

ڈسٹرکٹ آفیسر فشریز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2260: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ فشریز پنجاب میں ڈسٹرکٹ آفیسر فشریز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل بتائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ فشریز پنجاب میں ڈسٹرکٹ آفیسر فشریز کی منظور شدہ اسامیاں 21 ہیں۔

(ب) ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے تعلیمی قابلیت، گریڈ اور تجربہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گریڈ	تعلیمی قابلیت / تجربہ برائے ڈائریکٹ تعیناتی	تعلیمی قابلیت / تجربہ برائے پرموشن
BS-17	کسی منظور شدہ یونیورسٹی سے سیکنڈ ڈویژن میں ایم ایس سی (ذوآلوجی)	میرٹ کی بنیاد پر اسسٹنٹ وارڈن فشریز / فشریز ریسرچ اسسٹنٹ / فشریز ڈویلپمنٹ اسسٹنٹ میں سے سلیکشن جو پانچ سالہ تجربہ رکھتے ہوں اور چار ماہ کا سپیشل کورس گورنمنٹ فشریز ٹریننگ سنٹر سے پاس کیا ہو۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں فش سیڈ ہیچریز لیبارٹریز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2261: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ کی صوبہ میں کتنی فش سیڈ ہیچریز اور diagnostic لیبارٹریز ہیں اور یہ کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان فش سیڈ ہیچریز میں سالانہ کتنا سیڈ پونگ تیار کیا جاتا ہے، تفصیل علیحدہ علیحدہ فارم وار بتائیں؟

(ج) ان ہیچری سنٹرز اور diagnostic لیبارٹریز کی کارکردگی سال 08-2007 بیان کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ کے زیر انتظام چھ فش سیڈ ہیچریز اور پانچ diagnostic لیبارٹریز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ہیچری	ایڈریس
-1	فش سیڈ ہیچری بہاولپور	کراچی روڈ بہاولپور
-2	فش سیڈ ہیچری میاں چنوں	موسیٰ ورک ضلع خانیوال
-3	فش سیڈ ہیچری فیصل آباد	نزد چک نمبر 225 آر بی ستیانہ روڈ ضلع فیصل آباد
-4	فش سیڈ ہیچری لاہور	جی ٹی روڈ مناواں لاہور
-5	فش سیڈ ہیچری چھناواں	نزد چھناواں ہیڈور کس براستہ جام کے چٹھہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
-6	فش سیڈ ہیچری راولپنڈی	نزد راول ٹاؤن اسلام آباد

Diagnostic لیبارٹریز

نمبر شمار	نام لیبارٹری	ایڈریس
-1	diagnostic لیبارٹری بہاولپور	فش سیڈ ہیچری بہاولپور، کراچی روڈ بہاولپور
-2	diagnostic لیبارٹری میاں چنوں	فش سیڈ ہیچری میاں چنوں موسیٰ ورک ضلع خانیوال
-3	diagnostic لیبارٹری فیصل آباد	فش سیڈ ہیچری فیصل آباد چک نمبر 225 آر بی ستیانہ روڈ ضلع فیصل آباد
-4	diagnostic لیبارٹری چھناواں	فش سیڈ ہیچری چھناواں براستہ جام کے چٹھہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ
-5	diagnostic لیبارٹری راولپنڈی	فش سیڈ ہیچری راولپنڈی راول ٹاؤن اسلام آباد

(ب) ان فش سیڈ ہیچریز میں سال 08-2007 میں تیار کئے گئے پونگ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ہیچری	تعداد پیداوار پونگ
-1	فش سیڈ ہیچری بہاولپور	93.16 لاکھ
-2	فش سیڈ ہیچری میاں چنوں	68 لاکھ
-3	فش سیڈ ہیچری فیصل آباد	69.11 لاکھ
-4	فش سیڈ ہیچری لاہور	34.19 لاکھ
-5	فش سیڈ ہیچری چھناواں	94.25 لاکھ
-6	فش سیڈ ہیچری راولپنڈی	62.52 لاکھ

(ج) ان ہیچری سنٹرز اور diagnostic لیبارٹریز کی کارکردگی سال 08-2007 درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام ہیچری	تعداد پیداوار پونگ
-1	فش سیڈ ہیچری بہاولپور	93.16 لاکھ
-2	فش سیڈ ہیچری میاں چنوں	68 لاکھ
-3	فش سیڈ ہیچری فیصل آباد	69.11 لاکھ
-4	فش سیڈ ہیچری لاہور	34.19 لاکھ
-5	فش سیڈ ہیچری چھناواں	94.25 لاکھ

نمبر شمار	نام لیبارٹری	تجزیہ پانی و مٹی		بیماری کی تشخیص وعلاج	ٹریننگ فش فارمرز	فش فارم کا معائنہ وتجاویز	
		مٹی	پانی			معائنہ	تجاویز
-1	diagnostic لیبارٹری بہاولپور	536	106	66	188	215	210
-2	diagnostic لیبارٹری میاں چنوں	455	103	62	101	202	203
-3	diagnostic لیبارٹری فیصل آباد	85	115	60	110	195	225
-4	0Diagnostic لیبارٹری چھناواں	38	144	68	190	170	210
-5	diagnostic لیبارٹری راولپنڈی	245	164	95	345	203	266

ضلع قصور کے جنگلات کی تفصیلات

*2342: **ملک اختر حسین نول**: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے رقبہ پر کس کس جگہ جنگلات ہیں اور ان میں کس کس قسم کے درخت لگے ہوئے ہیں؟

(ب) سال 2002 سے آج تک ان جنگلات سے حکومت کو آمدن اور خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2002 سے آج تک ان جنگلات سے سالانہ کتنی لکڑی فروخت کی گئی؟

(د) کیا لکڑی کی فروخت کے سلسلہ میں اشتہار، اخبار میں مشتہر ہوا اگر ہاں تو ان اخبارات کے نام، تاریخ اور تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) قصور فاریسٹ ڈویژن چھانگا مانگا میں 12510 ایکڑ نہری ذخیرہ اور 966 میل linear پلانٹیشن کے جنگلات ہیں اور زیادہ تر شیشم، کیکر، توت وغیرہ کے درخت ہیں۔

(ب) سال 2002-03

12/2009 تک قصور فاریسٹ ڈویژن کی آمدن خرچ درج ذیل ہے:-

خرچ

سال	آمدن	ڈویلپمنٹ	نان ڈویلپمنٹ
2002-03	33925842	-	29310664
2003-04	44573966	-	31431831
2004-05	68210137	4627290	35103046
2005-06	76057898	6937277	37004012
2006-07	61027728	5319392	48295356
2007-08	7950255	10962000	46469586
2008-09	18558754	5982138	23903649

(ج) سال03-2002سے2009/12تک فروخت کی گئی لکڑی کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	ٹمبر	بالن	شیشم یونٹ
2002-03	156695	218028	51174
2003-04	140230	296789	202069
2004-05	249096	310230	47392
2005-06	182635	260855	109198
2006-07	199112	169771	94519
2007-08	195278	189676	31296
2008-09	47114	59661	487
12/09			

(د) ہاں لکڑی کی فروخت کے لئے اخبار میں اشتہار دیئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

نام اخبار	تاریخ	دیگر تفصیل
جنگ	14-05-2002	ٹمبر بالن مختلف اقسام ٹھیکہ جات کار پارک انٹری فیس،کشتی رانی،کیفے ٹیریا،عارضی دکان،گرے
مساوات	11-05-2002	پڑے درختان
دن	1-11-2002	کٹائی شدہ ٹمبر و بالن،مڈھیاں،ٹھیکہ شہد چھانگا مانگا جنگل
دن	15-03-2003	کٹائی شدہ ٹمبر بالن،مڈھیاں،گرے،پڑے خشک درختان ٹھیکہ سہولیات کار پارک انٹری فیس کیفے ٹیریا وغیرہ
دن	1-08-2003	کٹائی شدہ بالن وغیرہ،مڈھیاں گرے پڑے درختان بانس کھڑاکانا ٹھیکہ،شہد عارضی دکان وغیرہ
جنگ	01-07-2004	کٹائی شدہ بالن ٹمبر مڈھیاں گرے پڑے درختان،بورالکڑی نیلام کاٹا وغیرہ
دن	19-12-2004	کٹائی شدہ بالن ٹمبر مڈھیاں گرے پڑے درختان بورالکڑی کاٹا وغیرہ
جنگ	23-12-2004	کٹائی شدہ بالن ٹمبر مڈھیاں گرے پڑے درختان وغیرہ
دن	07-03-2005	کٹائی شدہ بالن ٹمبر،بالن گرے پڑے درختان مڈھیاں ٹھیکہ عارضی کاشت ٹھیکہ سہولیات کشتی رانی
جنگ	12-03-2005	لاگ ہٹس کیفے ٹیریا وغیرہ
دن	22-10-2005	کٹائی شدہ بالن ٹمبر گرے پڑے درختان عارضی دکان بلاک ہائے ٹھیکہ ہوٹل ریسٹ ہاؤس وغیرہ
اساس	22-10-2005	

دن	07-06-2006	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے و خشک درختاں، ٹھیکہ شد، موٹل وغیرہ
نوائے وقت	07-06-2006	
جنگ	24-12-2006	
مساوات	23-12-2006	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے و خشک درختاں، شہد وغیرہ
دن	23-12-2006	
نوائے وقت	23-06-2007	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے و خشک درختاں، ٹھیکہ شد کیفے ٹیریا وغیرہ
اساس	24-06-2007	
جنگ	25-06-2007	
نوائے وقت	20-12-2007	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے و خشک درختان، مڈھیاں، کھڑاکانا وغیرہ
دن	21-12-2007	
دن	20-04-2008	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے و خشک درختاں، مڈھیاں، ٹھیکہ عارضی کاشت، لاگ ہٹس، کشتی
جنگ	22-04-2008	رانی وغیرہ
دن	01-10-2008	کٹائی شدہ ٹمبر، بالن، گرے پڑے و خشک درختاں، کھڑاکانا، شہد وغیرہ
گلستان	05-10-2008	

لاہور شہر میں محکمہ جنگلات کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*2391: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر میں محکمہ جنگلات کے کس کس جگہ دفاتر ہیں یہ دفاتر کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان دفاتر میں گریڈ 19 اور اوپر کی اسامیوں کی تعداد گریڈ اور اسامی وائز بتائیں؟

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتاجات کی تفصیل بتائیں؟

(د) ان دفاتر میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے نام اور ماڈل کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) یہ گاڑیاں کس کس کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں نیز ان گاڑیوں کے مالی سال 08-2007 اور 08-2009 کے اخراجات بابت پٹرول / ڈیزل / مرمت بتائیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور شہر میں محکمہ جنگلات کے دفاتر درج ذیل جگہوں پر موجود ہیں:-

نام دفتر	رقبہ مرلہ	کنال
ناظم اعلیٰ جنگلات 24 کوپر روڈ لاہور		
ناظم جنگلات توسیع 24 کوپر روڈ لاہور		
ڈائریکٹر بجٹ اینڈ اکاؤنٹ فاریسٹ 24 کوپر روڈ لاہور	1	44

مہتمم جنگلات توسیع 24 کوپر روڈ لاہور
مہتمم جنگلات پبلسٹی 24 کوپر روڈ لاہور
نام جنگلات لاہور سرکل 108 راوی روڈ لاہور
ناظم جنگلات رینج مینجمنٹ 108 راوی روڈ لاہور
ناظم جنگلات ورکنگ پلان 108 راوی روڈ لاہور
3 4 مہتمم جنگلات لاہور 108 راوی روڈ لاہور
مہتمم جنگلات پیسٹ کنٹرول 108 راوی روڈ لاہور
ڈپٹی ڈائریکٹر سیر یکلچر 108 راوی روڈ لاہور
سینئر ریسرچ آفیسر سریکلچر 108 راوی روڈ لاہور
نائب مہتمم جنگلات 108 راوی روڈ لاہور
امین جنگلات 108 راوی روڈ لاہو

(ب) ان دفاتر میں پانچ اسامیاں ناظم جنگلات گریڈ 19 کی ہیں جبکہ ایک اسامی ناظم اعلیٰ جنگلات گریڈ 20 کی ہے۔

(ج) ان اسامیوں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل درج ذیل ہیں:۔

نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومی سائل	پتاجات
محمد محبوب الرحمان	ناظم اعلیٰ جنگلات	20	ایم ایس سی فاریسٹری	سرگودھا	24 کوپر روڈ لاہور
راناشبیر احمد	ناظم جنگلات	19	ایم ایس سی فاریسٹری	قصور	24 کوپر روڈ لاہور
ڈاکٹر محمد رفیق	ناظم جنگلات	19	ایم ایس سی فاریسٹری	شیخوپورہ	24 کوپر روڈ لاہور
راؤخالد محمود	ناظم جنگلات	19	ایم ایس سی فاریسٹری	ملتان	108 راوی روڈ لاہور
افتخار احمد قریشی	ناظم جنگلات	19	ایم ایس سی فاریسٹری	لاہور	108 راوی روڈ لاہور
نصیر احمد خان	ناظم جنگلات	19	ایم ایس سی فاریسٹری	سیالکوٹ	108 راوی روڈ لاہور

(د) ان دفاتر میں 30 سرکاری گاڑیاں ہیں ان کے نام اور ماڈل کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور میں محکمہ جنگلات کی سرکاری رہائش گاہیں و دیگر تفصیلات

*2392: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں محکمہ جنگلات کی کتنی سرکاری رہائش گاہیں کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان میں سے کتنے اور کون کون سے ملازمین لاہور سے باہر تعینات ہیں وہ کب سے کس عہدہ پر فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(د) کتنی رہائش گاہوں پر کن کن افراد نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) کیا حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری رہائش گاہیں خالی کروانے اور حق دار افراد کو الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور میں 75 عدد سرکاری رہائش گاہیں ہیں جو کہ 108 راوی روڈ اور جلو پارک میں واقع ہیں۔

سرکل	رہائش گاہ	جگہ
لاہور سرکل	50عدد	108راوی روڈ لاہور
آر ایم سرکل	15عدد	108راوی روڈ لاہور
سیریکلچر	10عدد	108راوی روڈ لاہور

(ب) ان رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ موجودہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان رہائش گاہوں میں سے صرف دو ملازمین لاہور سے باہر تعینات ہیں۔

1۔ محمد جہانگیر غوری، ناظم جنگلات سرگودھا (عرصہ 10 ماہ سے)

2۔ شاہد پرویز خان، ناظم جنگلات، ورکنگ پلان سرکل ملتان (عرصہ 3 ماہ سے)

(د) ان سرکاری رہائش گاہوں پر کوئی سرکاری ملازم ناجائز قابض نہ ہے۔

(ہ) سرکاری رہائش گاہیں بذریعہ کمیٹی الاٹ کی جاتی ہیں اور سرکاری رہائش گاہوں میں کوئی ناجائز سرکاری ملازم رہائش پذیر نہ ہے۔

پنجاب میں جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*2506: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کن کن اضلاع میں جنگلات پائے جاتے ہیں؟
(ب) پنجاب میں پائے جانے والے جنگلات کا کل کتنا رقبہ ہے؟
(ج) محکمہ جنگلات نے سال 07-2006 میں جنگلات کے لئے کتنے ارب روپے کا پراجیکٹ رکھا، نیز اس منصوبے کے تحت کتنے ایکڑ پر شجر کاری کی جائے گی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) پنجاب کے تمام اضلاع میں جنگلات پائے جاتے ہیں جو کہ ذخیرہ کی صورت اور قطاروں کی شکل میں انہار، سڑکات اور ریلوے لائن کے کناروں پر موجود ہیں۔
(ب) پنجاب میں پائے جانے والے جنگلات کا رقبہ درج ذیل ہے:-

(1)	ذخیرہ جات	1639497 ایکڑ
(2)	کینال سائیڈ	32640 کلومیٹر
(3)	ریل سائیڈ	2987 کلومیٹر
(4)	سڑکات	11680 کلومیٹر

(ج) محکمہ جنگلات نے سال 07-2006 میں جنگلات کے لئے -/273.502 ملین روپے کے پراجیکٹ رکھے جس کے تحت 5829 ایکڑ رقبہ پر ذخیرہ کی صورت میں اور 2143 ایونیو میل رقبہ پر قطاروں کی شکل میں شجر کاری کی گئی۔

سرگودھا محکمہ کے گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2540: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا میں محکمہ جنگلات کے گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ بتائیں؟
(ب) ان اضلاع میں سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سال وار فراہم کی گئی ہے؟
(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم شجر کاری پر خرچ ہوئی؟
(د) کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ ہوئی؟
(ہ) کتنی رقم ان سالوں کے دوران ٹی اے / ڈی اے اور گاڑیوں کی مرمت / پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سرگودھا سرکل میں گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین درج ذیل ہیں۔

نام	عہدہ	گریڈ
1۔ڈاکٹر جہانگیر غوری	ناظم جنگلات سرگودھا	19
2۔رانا فاروق احمد	ڈویژنل فاریسٹ آفیسر خوشاب	18
3۔سید الطاف حسین	ڈویژنل فاریسٹ آفیسر سرگودھا	18
4۔ظہور احمد	ڈویژنل فاریسٹ آفیسر میانوالی	18
5۔سعید تبسم	ڈویژنل فاریسٹ آفیسر بھکر	18
6۔مہر محمد آصف	سب ڈویژنل فاریسٹ آفیسر سرگودھا	17
7۔شاہد حمید	سب ڈویژنل فاریسٹ آفیسر لیاقت آباد	17
8۔راشد محمود	سب ڈویژنل فاریسٹ آفیسر کندیاں نارتھ	17
9۔سید اسد عمران	سب ڈویژنل فاریسٹ آفیسر بھکر	17

(ب) سرگودھا سرکل کو 08-2007 اور 09-2008 کے دوران جو رقم فراہم کی گئی:۔

2007-08	2008-09
59064278/-	83463300/-

(ج) ان سالوں کے دوران جو رقم شجر کاری پر خرچ ہوئی،

2007-08	2008-09
12074888/-	71636121/-

(د) ملازمین کی تنخواہوں پر جو رقم خرچ ہوئی۔

2007-08	2008-09
48249375/-	39391091/-

(ہ) ان سالوں کے دوران TA/DA گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر جو رقم خرچ ہوئی۔

سال	ٹی اے/ ڈی اے	گاڑیوں کی مرمت	ڈیزل/ پٹرول
2007-08	1900992/-	495994/-	1738879/-
2008-09	1310413/-	389818/-	1913329/-

پنجاب کے چڑیا گھروں میں پرندوں اور جانوروں کی ہلاکتوں کی تفصیلات

*2636: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بھر کے چڑیا گھروں میں پرندوں اور جانوروں کی ہلاکتوں میں اضافہ ہو رہا ہے جنوری 2005 سے جنوری 2009 تک کتنے جانور اور پرندے مختلف چڑیا

گھروں میں ہلاک ہوئے پرندوں اور جانوروں کی قسم اور ہلاک ہونے کی وجوہات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جانوروں اور پرندوں کی مسلسل ہلاکتوں کے باعث حکومت نے پرندوں اور جانوروں کی import پر پابندی لگا دی ہے، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور کب تک پابندی ختم کی جائیگی؟

(ج) اگر جانوروں اور پرندوں کی ہلاکتوں کی وجہ unqualified اور untrained عملہ ہے تو حکومت نے اس خرابی کو دور کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی نہیں۔جنوری 2005 سے جنوری 2009 تک 90 جانور اور 148 پرندے مختلف بیماریوں سے ہلاک ہوئے، جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی نہیں۔جانوران / پرندگان کی import پر کوئی پابندی نہ ہے۔

(ج) جی نہیں۔چڑیا گھر میں qualified اور trained سٹاف تعینات ہے۔

پیر جعفر داخلی بیہ کلاں رکھ پبی سرکار کھاریاں کی ملکیت کی تفصیلات

*2817: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیر جعفر داخلی بیہ کلاں رکھ۔پبی سرکار کھاریاں کی ملکیت کا فیصلہ سول کورٹ سے محکمہ جنگلات کے حق میں ہو گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیر جعفر موضع صدیوں سے متنازعہ جگہ پر واقع ہے اور مذکورہ فیصلہ کے بعد رہائشی انتہائی پریشانی میں مبتلا ہیں اور ان کے پاس کوئی متبادل جگہ نہیں ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پیر جعفر داخلی بیہ کلاں رکھ، پبی سرکار کے بے دخل رہائشیوں کو جلد از جلد کوئی متبادل جگہ برائے رہائش الاٹ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی ہاں! سول جج گجرات (احمد مجاہد شیر دل چیمہ) نے اس کیس کا فیصلہ مورخہ 23-10-2008 کو محکمہ جنگلات کے حق میں کیا ہے مگر قابضین نے اس فیصلے کے خلاف ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج گجرات کی عدالت میں اپیل دائر کی ہے۔

(ب) پیر جعفر وغیرہ نے 1949 میں سرکاری جنگل پبی میں 372 ایکڑ 02 کنال اور 19 مرلے رقبہ پر ناجائز قبضہ کیا۔

(ج) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج گجرات کی عدالت سے اپیل کا فیصلہ محکمہ جنگلات کے حق میں ہونے کے بعد ناجائز قابضین کو سرکاری جگہ سے بے دخل کرنے کی قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ محکمہ جنگلات متبادل جگہ نہ دے سکتا ہے کیونکہ یہ جنگل 1879 میں بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 109 مورخہ 06-03-1879 Reserve forest بنایا گیا تھا۔ سرکاری جنگل کی زمین گورنمنٹ پنجاب کی پالیسی 1999 کے تحت:۔

> There shall be ban on change of land use, distributions and sale of the communal forest lands, Guzara Forests, village common land (Shamlat-e-Deh) and village grazing land (Charagah).

کے متبادل استعمال میں نہیں لائی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب مہر اشتیاق صاحب PAC-1 کی رپورٹس ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کی تحریک پیش کریں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ جب وقفہ سوالات ہوتا ہے تو اس میں آپ پوائنٹ آف آرڈر سے پرہیز کیا کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وقفہ سوالات ایک گھنٹہ تھا لیکن آج اس میں تین محکمہ جات شامل کئے گئے جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری ایک محکمہ، سیاحت

دوسرا محکمہ اور تیسرا محکمہ آبکاری و محصولات کا ہے۔عام طور پر ایک محکمے کو ایک گھنٹہ دیا جاتا ہے لیکن آج ان تین محکموں کے ساتھ discriminatory سلوک کیوں گیا اس سے معزز ممبران اور ایوان کا بھی نقصان ہے اور محکمے کا بھی نقصان ہے چونکہ یہ تفصیل سے discuss نہیں ہو سکے۔لہذا وجہ بتا دی جائے کہ ان محکمہ جات کو ایک ایک گھنٹہ کیوں نہیں دیا جا سکا۔؟ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: 35 سوالات ہوتے ہیں اور ان کے جوابات آتے ہیں اس کے مطابق اس پر عمل ہوتا ہے۔ اگر آپ کو ان میں کہیں کوئی شک و شبہ نظر آ رہا ہے تو آپ میرے پاس آ جائیں میں آپ کو بتا دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ٹھیک ہے لیکن میرے خیال میں ہر محکمے کو ایک ایک گھنٹہ ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی ہے۔بعد میں اس پر بات کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج بھی وہی بات ہوئی ہے کہ سوالات کے غلط جوابات آئے ہیں۔آج بھی کوئی مطمئن نہیں اور یہ سلسلہ متواتر چل رہا ہے یہ تو اس ہاؤس کا ایک نام ہو گیا ہے کہ غلط جواب آئیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! غلط جواب دینے پر کسی ایک آدمی کو تو سرزنش کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں اپنے معزز وزراء صاحبان سے پُرزور اپیل کرتا ہوں کہ اپنے اپنے محکمہ جات کو مکمل طور پر یہ ہدایات جاری کریں کہ اگر کسی بھی محکمے کے افسر نے کسی سوال کا غلط جواب دیا تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہتا ہوں کہ آپ آج اس بات پر بھی رولنگ دے دیں کہ اگر کوئی جواب غلط آئے گا اور آپ مطمئن ہو جائیں کہ واقعی جواب غلط ہے تو آپ اس کو اسی وقت تحریک استحقاق میں بدل دیں گے۔آج ان جوابات کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے میں ثابت کروں گا کہ یہ intentionally ہوا ہے، جان بوجھ کر غلط جواب دیئے گئے ہیں اور تین محکمے جمع کر دیئے گئے ہیں۔آپ بہت لاء جانتے ہیں میری استدعا ہے کہ آپ اپنے طور پر غلط جوابات کو تحاریک استحقاق میں convert کر دیں تب جا کر طبیعت ٹھیک ہو گی اور یہ معاملات سنبھلیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ایسا ہی کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پر تحریک استحقاق pending تھی آپ نے اس پر رولنگ بھی دینی تھی۔

جناب سپیکر: وہ ابھی pending ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کتنے دنوں کے لئے pending ہے؟

جناب سپیکر: میری مرضی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اور معزز ایوان کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس طرح سے عمومی تاثر قائم کرنا کہ سوالات کے غلط جوابات دیئے جاتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست نہیں ہے۔ جو محکمہ بھی جواب دیتا ہے ہاؤس میں جواب دینے سے پہلے منسٹر صاحب خود اس کی briefing لیتے ہیں اور اگر کسی جگہ پر کوئی ایسی غلطی محسوس ہو تو وہ اس سوال کو خود pending کروا سکتے ہیں اور دوبارہ اس کا صحیح اور مفصل جواب منگوا سکتے ہیں۔ اگر کسی جگہ پر کسی معزز ممبر کو یہ ثابت ہو کہ یہ جواب غلط ہے اور اسے ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے تو اس پر وہ معزز ممبر از خود تحریک استحقاق لا سکتے ہیں۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں کہ اس سے پہلے اس پر تین مرتبہ معزز ممبران تحاریک استحقاق لائے ہیں اور ہم نے تینوں کو منظور کر کے مجلس استحقاقات کے پاس بھیجا ہے۔ جب ایک طریق کار موجود ہے تو پھر اس کی موجودگی میں اور اسے بروئے عمل لانے کے باوجود شیخ صاحب اس قسم کی debate کریں تو میں سمجھتا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اب رہنے دیں۔ بڑی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: میں وعدہ کرتا ہوں، آخری موقع دے دیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹریز کو پابند کیا جائے کہ وہ جواب دیں کیونکہ ان کا کام ہی یہی ہے کہ وہ parliamentary affairs deal کریں۔ اس طرح انھیں empowerment ہو گی، انھیں کام بھی ملے گا اور جواب بھی صحیح آئیں گے۔ اگر آپ اس پر رولنگ دے دیں تو بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: اس میں رولنگ کی کیا ضرورت ہے؟ ان کو اختیار ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: پارلیمانی سیکرٹریز کو اسمبلی میں جواب دینے کا پابند کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ تو ہے۔پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتے ہیں۔اس میں رولنگ کی کیا ضرورت ہے؟
شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک اور مہربانی کر دیں کہ سوالات کے جوابات update ہونے چاہئیں۔ یہاں تو آٹھ آٹھ ماہ اور ایک ایک سال پرانے جوابات آتے ہیں۔جب ہم آپ سے درخواست کریں گے تو یقیناً آپ بھی مہربانی کریں گے اور اسے تحریک استحقاق میں convert کریں گے تو فوری طور پر محکمے سے جواب آئے گا کہ جناب! یہ پرانا جواب تھا۔لہذا آج یہ بھی کہہ دیں کہ ایوان میں updated جواب دیں۔
جناب سپیکر: جب سوال پرانا ہوگا تو پھر اس کا جواب بھی پرانا ہی آئے گا۔
شیخ علاؤالدین: جب ایک سال بعد جواب آئے گا تو پھر اس کی نوعیت ہی بدل جائے گی۔

رپورٹیں (توسیع)

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔مہر اشتیاق صاحب پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000، 03-2002 اور 05-2004 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-01, 2002-03, 2004-05 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 2000-01, 2002-03, 2004-05 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1

کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کردی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 01-2000, 03-2002, 05-2004 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کردی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! Public Accounts Committee-1 تو functional ہی نہیں ہے تو پھر یہ توسیع کیسے لے رہے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! Public Accounts Committee والی بات مسکرا کر نہ ٹال دیں۔

جناب سپیکر: اصل میں آپ لوگ چیئرمین کی بات کر رہے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! without a Chairmans Public Accounts Committee-1, functional ہی نہیں ہے تو پھر توسیع کیسی؟

جناب سپیکر: وہ ممبر کی حیثیت سے توسیع لے سکتے ہیں اسی لئے توسیع لی گئی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جب Public Accounts Committee-I, functional ہی نہیں ہے تو پھر توسیع کس لئے لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہ انشاءاللہ جلد ہی functional ہو جائے گی۔ چودھری محمد حفیظ اختر صاحب Public Accounts Committee-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات برائے سال 04-2003 اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں Public Accounts Committee-II کی رپورٹ برائے سال 2003-2004 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: کیا توسیع کر دی جائے؟

معزز ممبران: جناب سپیکر! No,No

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ کیا کر رہے ہیں، آپ کی توجہ کدھر ہے؟ یہاں ہاؤس میں توسیع کی بات ہو رہی ہے۔ آپ کے ممبران کیا کہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر کچھ confusion ہوئی ہے تو آپ اس سوال کو دوبارہ put کر دیں۔ اگر آپ اس پر counting چاہتے ہیں تو بے شک counting کروا لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، میں دوبارہ سوال put کرتا ہوں۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں Public Accounts Committee-II کی رپورٹ برائے سال 2003-2004 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 28۔نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کے بارے میں Public Accounts Committee-II کی رپورٹ برائے سال 2003-2004 ایوان میں پیش

کرنے کی میعاد میں مورخہ 28-نومبر 2009 سے ایک سال کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یا تو کوئی کام کیا نہ کریں، اگر کیا کریں تو اس کو مکمل کیا کریں۔ move over یہ صرف الفاظ نہیں ہوتے، It is the deal which matter not the words. جب آپ نے Public Accounts Committee-I & II declare کر دی ہے تو پھر اس کے چیئرمین کا فیصلہ بھی جلدی کریں کیونکہ اس سے پورے صوبے کا کام متاثر ہو رہا ہے۔ یہ کسی کی ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ جب آپ نے اس کمیٹی کے ممبرز announce کر دیئے ہیں، آج آپ نے اس کی میعاد میں توسیع بھی کر دی ہے تو پھر یہ مہربانی بھی کریں کہ اسی اجلاس کے دوران اس کمیٹی کو functional کر دیں۔ اگر اس کو functional نہیں کرنا تو پھر یہ سارے ممبر PAC-II میں convert کر دیں۔ یہ آپ Rules of Procedure کے تحت کر نہیں سکتے کیونکہ اس کی ایک limit ہے تو اس لئے میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ اس کمیٹی کو آپ functional کریں تاکہ پورے صوبے کا جو کام متاثر ہو رہا ہے وہ نہ ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: تھوڑا صبر کر لیں۔ انشاء اللہ یہ بھی ہو جائے گا۔ ملک محمد عباس راں صاحب مجلس قائمہ برائے Irrigation & Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! پہلے تو میں اپنے نام کی تصحیح چاہتا ہوں کہ میرا نام "غلام عباس" نہیں بلکہ "محمد عباس" ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ نے میرا نام غلط لکھا ہے۔ 18 ماہ میں یہ اسمبلی والے میرا نام نہیں جان سکے۔

جناب سپیکر: بھئی! آئندہ سے ان کا نام "ملک محمد عباس راں" لکھا جائے۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی مصدرہ 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی وقوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد عباس راں: جی، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.XVI of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation & Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.XVI of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation & Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:۔

Punjab Irrigation & Drainage Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No.XVI of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, MPA, PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation & Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔نومبر 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب، سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب اور قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین خان صاحب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1977 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کی حالیہ وارداتوں کے حوالے سے ایک قرارداد ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

لاہور اور دیگر مقامات پر دہشت گردی کے حملوں کی مذمت اور فورسز ایجنسیوں کو خراج تحسین پیش کرنا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان شانگلہ، کوہاٹ اور پشاور میں ہونے والے حالیہ بم دھماکوں اور کل مورخہ 15-اکتوبر 2009 کو لاہور میں ایف۔آئی۔اے بلڈنگ، مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر اور بیدیاں میں ایلیٹ فورس کے ٹریننگ سکول میں ہونے والے دہشت گردی کے حملوں کی پُرزور الفاظ میں مذمت

کرتا ہے۔ یہ ایوان ان واقعات میں ہونی والی ہلاکتوں پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ہلاک شدگان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔
یہ ایوان security forces کے ان شہداء کو بھی سلام پیش کرتا ہے جنہوں نے ان واقعات میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں خصوصاً ایلیٹ فورس کے ان افسران اور جوانوں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے بروقت کارروائی کر کے نہ صرف دہشت گردوں کے عزائم کو خاک میں ملایا بلکہ بہت سی قیمتی جانوں کو بچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔
یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ ملک سے آخری دہشت گرد کے خاتمے تک پوری قوم ان forces کے ساتھ ہے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:
"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان شانگلہ، کوہاٹ اور پشاور میں ہونے والے حالیہ بم دھماکوں اور کل مورخہ 15-اکتوبر 2009 کو لاہور میں ایف۔ آئی۔ اے بلڈنگ، مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر اور بیدیاں میں ایلیٹ فورس کے ٹریننگ سکول میں ہونے والے دہشت گردی کے حملوں کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان ان واقعات میں ہونی والی ہلاکتوں پر اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ہلاک شدگان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔
یہ ایوان security forces کے ان شہداء کو بھی سلام پیش کرتا ہے جنہوں نے ان واقعات میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں خصوصاً ایلیٹ فورس کے ان افسران اور جوانوں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے بروقت کارروائی کر کے نہ صرف دہشت گردوں کے عزائم کو خاک میں ملایا بلکہ بہت سی قیمتی جانوں کو بچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ ملک سے آخری دہشت گرد کے خاتمے تک پوری قوم ان forces کے ساتھ ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت کسی نے نہیں کی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ نمائندہ ایوان شانگلہ، کوہاٹ اور پشاور میں ہونے والے حالیہ بم دھماکوں اور کل مورخہ 15۔اکتوبر 2009 کو لاہور میں ایف۔آئی۔اے بلڈنگ، مناواں پولیس ٹریننگ سنٹر اور بیدیاں میں ایلیٹ فورس کے ٹریننگ سکول میں ہونے والے دہشت گردی کے حملوں کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان ان واقعات میں ہونے والی ہلاکتوں پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ہلاک شدگان کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

یہ ایوان security forces کے ان شہداء کو بھی سلام پیش کرتا ہے جنہوں نے ان واقعات میں جام شہادت نوش کیا۔ یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں خصوصاً ایلیٹ فورس کے ان افسران اور جوانوں کو زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے بروقت کارروائی کر کے نہ صرف دہشت گردوں کے عزائم کو خاک میں ملایا بلکہ بہت سی قیمتی جانوں کو بچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

یہ ایوان پاک فوج، رینجرز، پولیس اور قانون نافذ کرنے والی دیگر ایجنسیوں سے مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور اس عزم کا اعادہ کرتا ہے کہ ملک سے آخری دہشت گرد کے خاتمے تک پوری قوم ان forces کے ساتھ ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل کے افسوسناک واقعہ پر میری ایک چھوٹی سی observation تھی۔ ہمارے پنجاب کے ایک وزیر نے کل ٹی وی پر ticker چلوایا کہ وہ ایک ایسے ہسپتال میں عیادت کے لئے گئے جہاں پر کوئی زخمی بھی نہیں لایا گیا تھا تو میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ اس قسم کے ticker چلوانے سے پہلے ذرا احتیاط کر لیا کریں کہ صرف ٹی وی پر اپنا نام دیکھنے کے لئے ticker نہ چلوا دیا کریں۔ ان serious matters کو serious ہی لیا جائے، بجائے اس

کے کہ ہم اس کو مذاق میں لیں۔ وزراء کو ذرا ہدایت کر دیں کہ وہ اس طرح اپنی تشہیر کے لئے ticker چلوانے سے ذرا احتیاط فرمایا کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر

نان کوالیفائیڈ خاتون کا بطور گائناکالوجسٹ تقرر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ڈسٹرکٹ ہسپتال قصور میں ایک صائمہ اقبال نامی خاتون کو گائناکالوجسٹ رکھ لیا گیا۔ وہ 4 ماہ تک وہاں گائنی کا کام کرتی رہی اور تین چار دن پہلے پتا لگا کہ وہ تو گائناکالوجسٹ ہی نہیں تھی۔ میرا اور آپ کا وہ ڈسٹرکٹ ہے آپ اس بات پر حیران ہوں گے کہ اس نے اس 4 مہینے میں سینکڑوں خواتین کے آپریشن کئے۔ گائنی انتہائی complicated field ہے اور میں ان خواتین کی بات نہیں کرتا [******] لیکن ہمارے معاشرے کی یہ جو مظلوم عورتیں ہیں۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف شیخ علاؤالدین کے الفاظ سن کر کھڑے ہو کر احتجاج کرتی رہیں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب کے یہ نازیبا الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔ شیخ صاحب! آپ ایسے نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر معذرت کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں معذرت کس بات پر کروں؟ یہاں پر جو لیڈی ڈاکٹر آ کر اپنے نمبر ٹانکتی ہیں یہ ان کا فرض تھا اور میں نے 6 دن انتظار کیا کہ یہ point وہ اٹھائیں گی۔ یہاں ایک Ward Attendant نہیں رکھا جا سکتا، ایک نائب قاصد بغیر میرٹ کے نہیں آ سکتا تو ایک گائناکالوجسٹ کیسے آ گئی، میں کس بات پر معذرت کروں؟ وہ عورت وہاں پر 500 سے زیادہ عورتوں کا آپریشن کر گئی، پرسوں declare ہوا کہ وہ عورت گائناکالوجسٹ ہی نہیں تھی، میں اِن سے اور اپنی اُن female colleagues سے یہ expect کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس معاملے کو دیکھیں کہ عورتوں کے ساتھ ہو کیا رہا ہے اور خاص طور پر lower middle class عورتوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس محکمے کو منسٹر ہی نصیب نہیں ہے تو اس کے معاملات تو یہی کچھ ہوں گے۔ دو سال سے یہ ہیلتھ کا محکمہ یتیموں کی طرح چل رہا ہے۔ آپ نے جب اس کا head ہی نہیں رکھا تو اس محکمے کا یہی حال ہو گا۔ ان لوگوں کو سزا دینی چاہئے اور اس LHV کو پکڑنا چاہئے اور شیخ علاؤالدین صاحب یہاں پر جو باتیں کر رہے ہیں وہ بالکل ٹھیک اسی لئے ہیں کہ یہاں پر تو Health Minister ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انچارج منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

وہ پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے ہی کھڑے ہیں وہ اپنی بات کریں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا، آپ تشریف رکھئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ سب معاملات جو میں یہاں پر لاتا ہوں اگر یہی خواتین لائیں تو مجھے ضرورت نہ پڑے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ ڈاکٹر اسد اشرف جیسے لوگ بھی اُن کو support کر رہے ہیں یعنی قربِ قیامت ہے ناں۔ یہ ایک المیہ ہے کہ یہ عورت گائناکالوجسٹ کیسے بن گئی اور وہ بھی انہیں support کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب نے اگر کہیں کوئی قابل اعترض الفاظ کہہ دیئے ہیں تو ان کو حذف کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ جب آپ کے بھی علم میں ہے اور میرے بھی علم میں ہے کہ ایک نائب قاصد نہیں رکھا جا سکتا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اگر شیخ صاحب اپنے الفاظ واپس نہیں لیتے تو میں walkout کر رہی ہوں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ساجدہ میر اور معزز خواتین ممبران حزب اختلاف احتجاجاً
واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئیں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ماحول کو خراب نہ کریں۔ آپ الفاظ واپس لے لیں۔

شیخ علاؤالدین: میں ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہہ رہا لیکن میں ایک بات آپ کو بتا دوں کہ یہ خود ماحول خراب کر رہی ہیں۔ آپ نے ہی ایک دن کہا تھا کہ یہ خواتین یا جو لوگ ہمارے صحافی بھائیوں کی طرف اوپر دیکھ کر بات کرتے ہیں ان کو بھی کوئی خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ اپنے الفاظ واپس لیں اور معذرت کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے بتائیں، میں نے کون سے الفاظ غلط کہے ہیں[********]تو میں اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ خواتین آپ کی بہنیں بھی ہیں، آپ کی بیٹیاں بھی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ان کو کیا کہہ دیا ہے؟ میں اگر ان خواتین کی بات کرتا ہوں کہ ایک عورت 500 عورتوں کا آپریشن کر کے چلی گئی ہے اور میں اس کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سی جناتی طاقت تھی جس نے اس کو appoint کیا تو اس میں کیا برائی ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایک لفظ سے آپ کا بگڑتا کچھ نہیں ہے، ماحول نہ خراب کریں۔ بڑی مہربانی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! انھوں نے[***] بات کی ہے۔[******] ہاؤس کو پتا نہیں یہ[**] کیا ہوتا ہے یہ ذرا[***] کی وضاحت کر دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، آپ بیٹھیں۔ میں بالکل آپ کو موقع دیتا ہوں۔ میں ابھی آکر Chair پر بیٹھا ہوں آپ ان کو بلائیں، سب کی بات ہو گی۔Let me finish the business first. جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ تھی کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال قصور میں ایک خاتون صائمہ اقبال نامی جولائی میں بطور گائناکالوجسٹ تعینات ہوئی، ایک اندازے کے مطابق اس نے چار ماہ اور کچھ دن تک پانچ سو عورتوں کے آپریشن کئے۔ گائنی ایک difficult field ہے اور وہ عورت کیسے appoint ہوئی؟ پتا لگا کہ یہ تو گائناکالوجسٹ ہی نہیں ہے اور ڈاکٹر بھی نہیں ہے۔ میں نے یہاں آپ کے تشریف لانے سے چند منٹ پہلے یہ بات کی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن غریب عورتوں کا اس نے آپریشن کیا وہ بے چاری تو بتا بھی نہیں سکتیں کیونکہ میرے علم میں ایک دو ایسے کیس آئے ہیں۔ ایک

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سپاہی کی بیوی کا چونیاں ہسپتال میں ایک maleڈاکٹر نے آپریشن کیا جب اس کی حالت خراب ہو گئی تو اس کو لاہور لایا گیا۔ میں نے اپنے دفتر کا ایک آدمی بھیجا، DMS نے مجھ سے فون پر بات کی اور بڑا straightپوچھا کیا آپ شیخ صاحب بول رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ سر آپ floor پر تو بہت باتیں کرتے ہیں لیکن آپ کے اپنے حلقے میں کیا ہو رہا ہے؟ وہ عورت جس کا maleڈاکٹر نے آپریشن کیا ultimately she died یہ عورت جس نے پانچ سو کے قریب آپریشن کئے ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا تھا کہ یہ مسئلہ پہلے ہی ہاؤس میں آ جانا چاہئے تھا کیونکہ یہ پانچ چھ دن سے وہاں چل رہا تھا۔ یہ مسئلہ یہاں نہیں اٹھا میں تو یہ چاہتا تھا کہ اسے ہماری کوئی خاتون colleague اٹھاتی لیکن مجھے ہی یہ مسئلہ اٹھانا پڑا۔ اس کو گائناکالوجسٹ کی سیٹ پر appointment دی گئی، وہ کیسے آ گئی؟ آپ بھی اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ایک Ward Attendant تو آ نہیں سکتا اس کے لئے تو بورڈ بیٹھا ہوا ہے، اب پچھلے آٹھ دس دن سے مختلف ہسپتالوں میں انٹرویو ہو رہے ہیں اور میو ہسپتال میں بھی ہو رہے ہیں۔ وہاں پر ایک بورڈ بیٹھا ہوا ہے جو Ward Attendant کی appointment کے لئے تو بیٹھا ہوا ہے۔ اللہ جانے وہ کیا چیک کر رہا ہے لیکن یہ گائناکالوجسٹ کیسے آ گئی؟ وہ پانچ مہینے سے تعینات ہو کر اتنے آپریشن بھی کر گئی۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ ایوان کو بتایا جائے کہ یہ صائمہ اقبال نامی گائناکالوجسٹ آئی کہاں سے ہے اور کس نے اس کو appoint کیا ہے اور اس نے جن عورتوں کے آپریشن کئے ہیں ان کا کیا بنے گا؟ ان کا کوئی data collect کیا جائے کیونکہ وہ تو شرم کے مارے کچھ کہہ بھی نہیں سکتیں اور ان میں سے بھی deaths ہو رہی ہوں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا وہ خاتون ڈاکٹر ابھی وہاں ہی ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے کہ اس کی صرف تنخواہ روکی گئی ہے اور کچھ نہیں کیا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایوان کو بتایا جائے کہ اس کی appointment کس نے کی تھی؟ یہاں 6/6 سال پرانے ڈرائیور جن کو اچھی خاصی گاڑی چلانی آتی ہے ان کے ایسے ایسے طریقوں سے ٹیسٹ لیتے ہیں کہ 90 فیصد کو فیل کر دیتے ہیں۔ Gynecologist is very difficult and sensitive field میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس field میں یہ عورت کیسے آ گئی جن عورتوں کے اس نے آپریشن کئے ہیں ان کا کیا کرنا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے نہایت اہم موضوع کی نشاندہی کی اور issue اٹھایا تو جس وقت راناصاحب چیئر پر تھے تو اس وقت انہوں نے کچھ خواتین کے لباس کے بارے میں comments دیئے تھے جس پر ہماری خواتین ممبران walkout کر گئی ہیں۔ یہاں بہت ہی اچھی اور سلجھی ہوئی بات کے اندر ایک طنز والی بات کی گئی۔ میں تو نہیں جانتا کہ کوئی fashionable قسم کا لباس پہن کر عورتیں پھرتی ہیں۔ اس پر خواتین walkout کر گئی ہیں مہربانی کر کے ان کو واپس بلوائیں اور ان کے comments کو کارروائی سے حذف کروادیں۔ ہمیں خواتین کے بارے میں بات کرتے ہوئے تھوڑا سا اپنی زبان کو احتیاط سے استعمال کرنا چاہئے۔ ہم ان کو عزت دیں، ہم ان پر طنز نہ کریں کہ ان کے کیسے لباس ہوتے ہیں، ان کو ایسا کہنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ جو خواتین walkout کر گئی ہیں کسی کو بھیج کر انہیں واپس بلوایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب سے پہلے میں خواتین میں سے محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ سے گزارش کروں گا۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میں نے ابھی بات کرنی ہے۔

آوازیں: راجہ ریاض بھی جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، بات کر کے آپ چلی جائیے گا۔ محترمہ کرن ڈار صاحبہ بیٹھی ہیں وہ چلی جائیں اور ہاؤس کی demand پر راجہ ریاض صاحب بھی ان کے ساتھ جائیں گے۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم بالکل جاتے ہیں اور معزز خواتین سے گزارش کرتے ہیں لیکن میں اپنے معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ خواتین کے بارے میں بات کرتے وقت، خاص طور سے شیخ علاؤالدین صاحب احتیاط کریں۔ یہ میرے بڑے بھائی ہیں کہ مہربانی کریں۔ وہ ہمارے اس ہاؤس کا حصہ ہیں اور ان کا احترام ہم سب پر لازم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب نے بھی یہی بات کی ہے تقریباً یہ بات ایوان میں ہر روز ہی ہوتی ہے کہ خواتین کا احترام ہونا چاہئے اور ان کے بارے میں ایسی گفتگو سے گریز کرنا چاہئے جس سے ان کی دل آزاری ہوتی ہے۔ یہ ہر روز ہی ہو رہا ہے کہ ہماری بہنیں walkout کر کے جا رہی ہیں۔ سب سے پہلے تو میں ان سے یہ کہنا چاہوں گی میری ایک

ذاتی سی جسارت اور رائے ہے کہ وہی خواتین[***] مختصر لباس پہن کر باہر نکلتی ہیں جن کے باپ، بھائی اور خاوند اس کی اجازت دیتے ہیں تو پھر معاملات آ جاکر مردوں پر ہی آتے ہیں۔ وہ کہا تھا ناں کہ "پردہ وہ کیا ہوا آپ کا" تو کہنے لگے کہ "عقل پر مردوں کی پڑ گیا" تو پہلے مردوں کو اپنے معاملات ٹھیک کرنے پڑیں گے، خواتین کے معاملات خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ بات ہر روز یہاں نہیں ہونی چاہئے، ایوان میں خواتین کے بارے میں اس طرح کے الفاظ جو ان کی دل آزاری کا باعث ہوں وہ نہیں بولے جانے چاہئیں۔ اور یہ بات ہمیں بار بار کہنے کا موقع بھی نہیں ملنا چاہئے۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ خواتین اور راجہ ریاض صاحب سے میری گزارش ہے کہ وہ جاکر خواتین ممبران کو واپس ہاؤس میں لے آئیں۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلے تو میں ذرا یہ وضاحت کروں کہ میں نے کسی unqualified person جو کہ operate کر رہا ہے اس کی حمایت نہیں کی جیسا کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے کہا ہے۔ ڈسٹرکٹ میں میڈیکل آفیسر اور ڈسٹرکٹ سپیشلسٹ کو بھرتی کرنے کا ایک طریقہ ہے اور وہ District Recruitment Committee کرتی ہے۔ اگر تو وہ صائمہ نامی ڈاکٹر ہے اور ایم بی بی ایس ہے تو پھر وہ entitle ہے اس کو P.M.D.C نے certified کیا ہے کہ وہ گائنی اور سرجری کے آپریشن کر سکتی ہے۔ ہمارا معاشرہ جس طرح کا ہے شیخ صاحب کو بھی پتا ہے۔ جب آپ اور ہم تھے اس وقت گھروں میں دائیاں آتی تھیں وہ F.R.C.O اور M.R.C.O.G.O کر کے کوئی گائنا کالوجسٹ نہیں ہوتی تھیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایک qualified ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی وہاں پر recruitment ہوئی ہے اور اس نے آپریشن کئے ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن وہ qualified نہیں ہے تو میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ وزیر صحت کو direction دیں کہ وہ اس کو inquire کریں۔ لاہور ڈویژن میں اگر یہ ہو رہا ہے تو دور دراز کے علاقوں میں کیا ہو رہا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میری تمام ممبران سے گزارش ہے کہ آج جمعہ کا دن ہے۔ کل بھی ہم ہاؤس کا business مکمل نہیں کر سکے تھے۔ بے شک priority ہاؤس کا business ہے اس پر آپ جتنی مرضی بات کر لیں چیزیں دو ہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کیا وہ خاتون وہاں میرٹ پر لگی ہے؟ اس کا جواب گورنمنٹ ہی دے سکتی ہے لہذا ان کو اگلے session تک کے لئے پابند کر دیتے ہیں کہ یہ وہاں سے پوری

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رپورٹ منگوا کر ہاؤس کے سامنے رکھیں اگر اس کی appointment میرٹ پر نہیں ہوئی تو کیوں نہیں ہوئی؟ جہاں تک شیخ صاحب کے remarks ہیں وہ میرے آنے سے پہلے دیئے گئے ہیں اور اس میں اگر خواتین کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہے تو میں ان کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

اس ہاؤس کو ہم نے smoothly چلانا ہے اور سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ میں سب کو موقع دوں گا۔ پہلے یہ تحریک استحقاق کر لیں، بہت شکریہ۔ تمام ممبران تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! محکمہ صحت کا منسٹر کون ہے؟

MR. DEPUTY SPEAKER: Mr. Nadeem Kamran is sitting here. He is looking after the affairs of that department. He will be giving the answers.

شاہ صاحب! ذرا ایک منٹ راجہ صاحب کو باہر بھیجا تھا وہ واپس آئے ہیں ذرا ان کی بات سن لیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و برقی قوت (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری معزز خواتین سے بات ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ شیخ صاحب نے جو الفاظ کہے ہیں ان پر اگر وہ معذرت کر لیں تو ہم واپس آنے کے لئے تیار ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ شیخ صاحب کو ٹائم دیں تاکہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے بھائی راجہ ریاض صاحب جو کہہ رہے ہیں اس پر مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن میں اپنی بات کو repeat کرنا چاہوں گا اور صرف ایک منٹ لوں گا۔ کل میری بہن ساجدہ میر نے اس بات پر بُرا منایا کہ میں نے یہ کہا کہ Britain میں یا دوسرے ملکوں میں مائیوں سے شادیاں کر کے لوگ nationality لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ اس پر انہوں نے اعتراض کیا اور غصہ منایا۔ میں نے خدانہ کرے ان کے بارے میں کوئی بات کی ہو، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی انہوں نے اسی طرح نکتہ اعتراض اٹھایا اور لڑائی شروع کر دی۔ آج آپ کے آنے سے پہلے جب آپ ابھی تشریف نہیں لائے تھے تو میں نے ایک ریفرنس دیا تھا، آپ کا تعلق بھی چونکہ لاہور سے ہے تو میں بتانا چاہتا ہوں کہ معاشرے میں طبقات یہاں تک آ گئے ہیں۔ میں نے ایک elite class کو ریفرنس کرنے کے لئے کہا کہ میرا مقصد اُن خواتین کے بارے میں نہیں

ہے[*****]کیونکہ ان کے تو اپنے بڑے sources ہیں۔ وہ تو سات ہزار روپیہ بال کٹوانے کے دیتی ہیں۔ اس بات پر ہماری معزز رکن ساجدہ میر صاحبہ اور اپوزیشن سے دو تین خواتین ناراض ہو گئیں کہ میں نے [***] ذکر کیوں کیا؟ اگر اُن کی دل آزاری میرے لفظ [****] کہنے پر ہوئی ہے تو میں ان الفاظ پر معذرت خواہ ہوں۔ ویسے تو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں bikini dress نہیں چاہیئں اور ہمیں shorts نہیں پہننی چاہیئں۔ میں صرف توجہ دلاتا ہوں کہ معاشرے کا یہ طبقہ اس طریقے سے زندگی گزار رہا ہے۔ اب آپ بھی جانتے ہیں کہ اس طبقے کو کوئی concern نہیں ہے کہ کہیں بم پھٹ رہا ہے، کتنے روپے چینی بک رہی ہے اور کیا کیا ہو رہا ہے؟ میں نے صرف reference hit کیا تھا اور ان غریب پانچ سو عورتوں کا ذکر کیا تھا جن کا وہ آپریشن کر کے چلتی بنی۔ حالانکہ ایک اطلاع کے مطابق وہ مڈل پاس ہے یا شاید وہ بھی ہے کہ نہیں ہے۔ میں اس جناتی شخصیت کو دیکھنا چاہتا ہوں بلکہ پورا ایوان دیکھنا چاہتا ہے جس نے اس کو appoint کر دیا۔ میں آپ کی وساطت سے اپنی تمام female colleagues کے ساتھ ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ خدا جانتا ہے کہ میں ان سے باعث نہیں ہوں بلکہ یہ تو ہمارا حصہ ہیں اور یہ ہمارے ساتھ کام کریں لیکن میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ اگر میں کسی چیز پر ریفرنس دوں تو یہ اپنی طرف نہ لے جایا کریں۔ اب ساجدہ صاحبہ کا اس مائی کے لفظ سے کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر! اس ایوان میں جو کوئی بھی عوام کا مسئلہ اٹھاتا ہے تو اُس کو اس کا اجر اللہ دے گا۔ میں نے اپنے چونیاں ہسپتال کا ذکر کیا کہ پرائیویٹ ڈاکٹرز کیا کر رہے ہیں؟ جب میں اس ایوان میں آپ کے سامنے یہ مسئلہ لایا تھا کہ 65 percent لڑکیاں MBBS کرنے کے بعد practice نہیں کرتیں تب بھی ہماری بہنیں بہت ناراض ہوئی تھیں اور انہوں نے کہا تھا کہ علاؤالدین نے یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ جن عورتوں کی نمائندگی یہ کر رہی ہیں وہ عورتیں آج عذاب کا شکار ہیں۔ مرد اُن کے آپریشن کر رہے ہیں، پوسٹ مارٹم کر رہے ہیں جس کو میں ثابت کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے جو بات کی تھی اس پر اب آپ نے اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں۔ راجہ ریاض صاحب! آپ نے بتایا کہ جس طرح ہماری معزز خواتین ممبران نے کہا تھا تو اُس پر شیخ صاحب نے معذرت کر لی ہے اور وہ بات ہو گئی ہے۔ اب تمام ممبران تشریف رکھیں کیونکہ ساڑھے بارہ بجے تک ہاؤس کا ٹائم ہے اور ابھی تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار پڑی ہیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی تشکیل کی تاخیر کے بارے میں جناب سپیکر سے رولنگ کا مطالبہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ rule 176 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں ہے کہ:

> There shall be constituted, after a general election, two Public Accounts Committees for the duration of the Assembly.

اس میں ایک کمیٹی تو constitute ہو گئی ہے۔ اس میں پہلے جو لفظ "shall" ہے It is mandatory جس پر میں آپ کی ruling چاہوں گا۔ ویسے بھی میرا اور پورے ہاؤس کا اس سے استحقاق مجروح ہو رہا ہے اس لئے آخر کون سا ایسا امر مانع ہے کہ اس میں دیر ہو رہی ہے۔ آپ ماشاء اللہ قانون سے بڑے اچھے طریقے سے واقف ہیں کہ "shall" کا مطلب mandatory ہوتا ہے، اس میں discretion نہیں ہے۔ discretion ہو تو وہ علیحدہ بات ہے۔ دوسری بات for the duration of the Assembly جس کا مطلب ہے کہ جب سے یہ اسمبلی چل رہی ہے اور اس کو اب ڈیڑھ سال ہو گیا ہے۔ اگر اس دوران کمیٹی constitute نہیں ہوئی تو پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اس لئے میں آپ سے یہ چاہوں گا کہ آپ بھی اس کو interpret کریں اور اپنی ruling دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں interpretation کی ضرورت نہیں ہے۔ باقی کمیٹی کے ممبرز تو کمیٹی میں آ چکے ہیں صرف چیئرمین کا انتخاب رہتا ہے جو میرا خیال ہے کہ اس اجلاس کے دوران ہی ہو جائے گا۔ چونکہ لاء منسٹر صاحب Parliamentary Affairs کو بھی deal کرتے ہیں اور وہ اس وقت یہاں پر موجود نہیں ہیں لہذا اس کو Monday کے لئے رکھ لیتے ہیں تاکہ ان کی طرف سے جو بھی بات آتی ہے وہ آ جائے اور اس پر ruling بھی ہم اُسی دن ہی دے دیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! It is not the words which matter, it is the deed which matters اسی لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان بھی میں quote کروں گا۔

وہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کا عمل سست ہو تو وہ اپنے حسب نسب کی وجہ سے آگے نہیں جائے گا یعنی جنت میں نہیں جائے گا یا بخشا نہیں جائے گا۔ بات یہ ہے کہ کمیٹی constitute ہو گئی ہو لیکن وہ functional نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ .Committee is not constitutional اگر آپ نے کہہ دیا ہے کہ اس اجلاس میں چیئرمین کا انتخاب ہو جائے گا تو بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ That will be taken up definitely on Monday in the House.

جناب طارق محمود علوآنہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بہت اہم معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طارق محمود علوآنہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ بڑے اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میرا ضلع منڈی بہاؤالدین 1993 میں نیا ضلع بنا۔ ڈسٹرکٹ کمپلیکس منڈی بہاؤالدین کے لئے پانچ مربع زمین کا رقبہ acquire کیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ جو نئے ڈسٹرکٹ بنے ہیں ان میں اس کا سب سے زیادہ رقبہ تھا۔ ہمارا رقبہ ڈسٹرکٹ منڈی بہاؤالدین کے ساتھ ہے اور زیادتی یہ ہوئی ہے کہ میرے علوآنہ خاندان کا سارا رقبہ لیا گیا ہے۔ اب پھر تین مربع رقبہ مزید ڈسٹرکٹ ہسپتال کے لئے acquire کر لیا گیا ہے، یہ کمرشل ایریا ہے جس کی قیمت دس لاکھ روپے فی ایکڑ لگائی گئی ہے حالانکہ ایک ایک کروڑ کا ایکڑ ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ 75 ایکڑ پر کون سا ہسپتال بننا ہے؟ میری یہ استدعا ہے کہ کمیٹی بنائی جائے جو موقع دیکھے کہ 75 ایکڑ میں اُدھر کون سا ہسپتال بننا ہے۔ وہاں پر دس دس ایکڑ کے چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں اور ہمارے ساتھ زیادتی یہ ہو رہی ہے کہ اس کی قیمت ہی نہیں دی جا رہی۔ حالانکہ پہلے 25/30 ایکڑ رقبہ جو خالی پڑا ہے اس میں بھی ہسپتال بن سکتا ہے۔ لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ مہربانی فرما کر اس حوالے سے کمیٹی بنائی جائے جو یہ دیکھے کہ اتنے رقبے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ ملک ندیم کامران صاحب سے آپ مل کر اپنی ساری بات کر لیں۔ اگر آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو آپ اس کو ہاؤس کے اندر طریق کار کے مطابق لے آئیں۔ میری معزز ممبران سے بار بار گزارش ہوتی ہے کہ جب ہم business of the House کی بات کرتے ہیں تو اس کے اندر یہ سب کچھ cover ہوتا ہے۔ اگر آپ کا کوئی pressing matter ہے تو اس میں آپ کے پاس as per law یہ option موجود ہے کہ کس طرح آپ اس کو take up کر سکتے ہیں اور کس طرح اس پر کارروائی ہو سکتی ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر اس طرح کے issues پر کارروائی نہیں ہو

سکتی۔ اگر آپ نے تحریک التوائے کار move کی ہوئی ہے تو سپیکر آفس رابطہ کر کے out of turn کی بات کر لیں۔

جناب طارق محمود علوآنہ: جناب سپیکر! میرا بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سنیں۔ اس کا ایک طریق کار ہے۔ آپ اس کا حل چاہتے ہیں یا صرف یہ چاہتے ہیں کہ اس پر بات ہو جائے؟ آپ اس کے طریق کار کو adopt کریں، میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پورے ملک کی عورتوں کا معاملہ ہے اس پر میں تھوڑی سی بات کرنے کی آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب یہ مسئلہ ختم ہو گیا ہے اور میں نے وہ الفاظ بھی حذف کر دیئے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! عورتوں کے معاملے پر میں ٹائم چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں اگر آپ سپیکر کی نہیں Chair کی بات سن لیں تو مہربانی ہو گی۔ وہ الفاظ جو اب اسمبلی کے ریکارڈ کا حصہ ہی نہیں ہیں اس پر آپ کیسے بات کر سکتی ہیں، مجھے کوئی law یا provision بتا دیں؟ ہم نے اس ہاؤس کو بڑے طریقے سے لے کر چلنا ہے۔ وہ الفاظ جو اب ہاؤس کی کارروائی کا حصہ ہی نہیں ہیں اس پر اب ہم بات نہیں کر سکتے۔ بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! خواتین کے حوالے سے بات آرہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات ختم ہو گئی ہے۔ شکریہ

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میرا تعلق تحصیل اٹک سے ہے اور میری تحصیل بارڈر لائن ایریا پر ہے اس کے بالکل ساتھ دریائے سندھ گزرتا ہے اور یہ بہت اہمیت کا حامل issue ہے کہ وہاں اسلحہ، منشیات، اشتہاری اور مفرور دن میں سینکڑوں مرتبہ دریا عبور کر کے آتے ہیں، کام کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ وہاں پر issue یہ ہے کہ فشریز ڈیپارٹمنٹ نے وہ ایریا مچھلی پکڑنے کے

لئے ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے۔ یہ پنجاب کی سکیورٹی کا معاملہ ہے۔ ہم bomb shell پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اٹک میں Air Nautical Complex ہے، اٹک میں ایمونیشن فیکٹریاں ہیں، اٹک میں سنجوال کینٹ ہے، کامرہ کینٹ ہے اور یہ بہت زیادہ گھمبیر مسئلہ ہے میری آپ سے گزارش ہے کہ پنجاب کی سکیورٹی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہاں پر جو فشریز ڈیپارٹمنٹ نے ٹھیکے دیئے ہوئے ہیں جس کے umbrella کے نیچے یہ ساری چیزیں سمگلنگ ہوتی ہیں اور آمدورفت کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ اس کو کسی بھی capacity میں لائیں اور فشریز کے ٹھیکے نہ صرف منسوخ کئے جائیں بلکہ فشریز ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت کی جائے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو ساتھ لے کر اس جگہ پر vigilant ہوں کیونکہ گندم سے لے کر آٹے تک ہر چیز کی سمگلنگ وہاں سے ہوتی ہے، وہ ٹیوبوں میں ہوا بھر کر چھوٹی موٹروں سے پانچ منٹ میں دریائے سندھ عبور کر لیتے ہیں۔ اگر آخری گھر سے نیچے دیکھیں تو رسی نیچے پھینک کر بھی کوئی چیز اوپر لائی جا سکتی ہے۔ یہ بہت اہمیت کا حامل issue ہے۔ تمام لوگ باجوڑ، پشاور اور گردونواح سے آتے جاتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس طرف توجہ فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بڑے اہم issue کی نشاندہی کی ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! جو انہوں نے بات کی ہے مجھے بات تو کر لینے دیں یا میں چپ کر جاتا ہوں آپ بولیں۔ آپ کی مہربانی مجھے ان کی بات کو respond تو کر لینے دیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ میں معزز ممبران سے بار بار صرف ایک ہی گزارش کرتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر آپ کا right ہے لیکن اتنا اہم ایشو جب discuss ہو رہا ہو تو پوائنٹ آف آرڈر پر یہ kill ہو جاتا ہے۔ شاہان صاحب! آپ میری بات سنیں کہ ہمارا اسمبلی کا ایک procedure ہے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں نے Adjournment Motion داخل کر دی ہے لیکن چونکہ آپ کے سینئر ممبران نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ out of turn ختم کر دیا گیا ہے تو میں چاہتا تھا کہ وہ جب اس کی باری آئے گی تو پھر وہ آ جائے گی لیکن اس وقت وہ میں آپ کے نوٹس میں لے آؤں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس طرح نہیں ہوا۔ out of turn کو اس طرح ختم نہیں کیا گیا۔ جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی تو اس میں یہ تھا کہ لیڈر آف اپوزیشن، پارلیمانی لیڈران بیٹھ کر جس کا فیصلہ کریں گے اس کو take up کیا جائے گا۔ اس لئے آپ اس کو راجہ ریاض صاحب کے ذریعے

put کروائیں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو out of turn لے کر اس پر بالکل بات کریں گے۔ جی میاں صاحب! آپ بات کر لیں تاکہ میں اب تحریک استحقاق کی طرف آؤں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں نے قانون بھی پڑھا ہے، rules of procedure بھی پڑھے ہیں، پوائنٹ آف آرڈر emergency rebate ہے۔ جب بھی کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر اٹھتا ہے، کھڑا ہوتا ہے تو ایوان کی کارروائی رک جانی چاہئے۔ آپ یہ پڑھ لیں۔ آگے پوائنٹ آف آرڈر پر جو کوئی بات کرتا ہے وہ relevant ہے یا irrelevant ہے اس پر آپ نے رولنگ دینی ہے تاکہ ایوان کی بھی اصلاح ہو جائے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ پردے کے پردے میں اصل مسئلہ پر پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ میں شیخ علاؤالدین صاحب کی بات سے بھرپور اتفاق کرتا ہوں۔

MR.DEPUTY SPEAKER: No, this is no point of order. I overrule your point of order.

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: No this is no point of order یہ الفاظ کارروائی سے حذف ہو چکے ہیں۔ اب اس پر کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! This is no way; this is no way جب ایک چیز کارروائی سے حذف ہو چکی ہے۔ آپ اس پر کیسے بات کر سکتے ہیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): آپ تحریک استحقاق شروع کرنے لگے ہیں تو میرے محترم بھائی خالد سلیم بھٹی صاحب نے ایک تحریک استحقاق دی تھی۔ اس بارے میں اس افسر کو بلا کر اور بھٹی صاحب کو بٹھا کر ان کا مسئلہ ختم کرا دیا ہے۔ مہربانی کر کے اس کو آپ ختم کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق نمبر 38 کی بات ہو رہی ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جی، یہ تحریک استحقاق نمبر 38 ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس افسر نے معذرت کی ہے اور اب اس پر بات کرنے کی مزید ضرورت نہیں ہے۔ دوسرا ایک اور issue جو میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پرسوں یہاں پر حسن مرتضیٰ صاحب نے point out کیا تھا کہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر چنیوٹ نے کچھ بھرتیاں کی ہیں اور اپنے بیٹے کو بھی بھرتی کر لیا ہے۔ اس دن وزیر خزانہ موجود نہیں تھے اور رانا ثناء اللہ صاحب نے تین دن کا وقت لیا تھا تو وزیر خزانہ کے ایماء پر چیک کیا گیا ہے۔ سیکرٹری فنانس بھی آئے تھے، اس نے واقعی اپنا بیٹا بھرتی کیا ہے اور اس افسر کو معطل کر دیا گیا ہے اور اس کے خلاف انکوائری hold ہو گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ثابت تو ہو گیا ہے اور مزید جو الزامات ہیں وہ بھی اس انکوائری میں آ جائیں گے۔ وقتی طور پر اس کو معطل کیا گیا ہے پھر اس کے خلاف پوری کارروائی بھی ہو گی اور وہ بھی ہاؤس میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 38 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے وہ اس کو press نہیں کرتے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 39 ہے جو کہ pending ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وہ تحریک آئندہ ہفتے کے لئے pending ہوئی تھی۔ میں ابھی دیکھ کر آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اب تحریک استحقاق نمبر 46 محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی ہے، وہ موجود نہیں ہیں۔ یہ تحریک استحقاق تین دفعہ پیش ہوئی ہے اور موجود نہ ہونے کی وجہ سے تین دفعہ pending ہوئی ہے اور آج بھی انہوں نے کوئی وجہ نہیں بتائی کہ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 48 مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں چونکہ یہ پہلی بار ہے اس لئے میں اس کو فی الحال آئندہ ہفتے کے لئے defer کر رہا ہوں۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 50 میاں طارق محمود کی ہے۔ میاں صاحب جب آپ کی باری آئی تھی تو میں نے اس وقت ہی آپ کو floor دینا تھا۔

ضلع ناظم گجرات کا معزز رکن اسمبلی کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش

میاں طارق محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب پی پی-113 گجرات کے قصبہ ڈنگہ میں اہلیان نے 8 کنال اراضی برائے تعمیر میٹرنٹی ہسپتال دی اور اس میٹرنٹی ہسپتال کی تعمیر دو کروڑ روپے سے 2006 میں شروع ہوئی اور بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔ اس عمارت کا افتتاح میں نے 13۔جولائی 2009 کو متعلقہ محکمہ کے افسران کے اصرار پر کیا۔ مورخہ 12۔اکتوبر 2009 کی شام کو ضلع ناظم گجرات کے چند افراد جو مسلح تھے، آئے اور انہوں نے اس میٹرنٹی ہسپتال کے تالے توڑ دیئے اور اس عمارت کی افتتاحی تختی جو وہاں پر متعلقہ محکمہ نے نصب کروائی تھی اکھاڑ دی اور توڑ پھوڑ بھی کی اور اس عمارت پر اپنے تالے لگا دیئے۔ دوسرے روز مورخہ 13۔اکتوبر 2009 کو ضلعی ناظم گجرات چودھری شفاعت اپنے مسلح افراد کے ہمراہ وہاں آئے اور اس ہسپتال کا از سر نو افتتاح شروع کر دیا۔ اس وقت متعلقہ محکمہ کا کوئی اہلکار یا افسر وہاں پر موجود نہ تھا۔ اس موقع پر ضلعی ناظم نے میرے خلاف نازیبا الفاظ کہے اور میرے خلاف نعرے بازی بھی کی گئی۔ ان کے ساتھ مسلح افراد سر عام اسلحہ لہراتے رہے اور میرے حلقہ انتخاب کے شہر ڈنگہ جو میرا رہائشی قصبہ بھی ہے میں میرے خلاف مختلف قسم کا پراپیگنڈہ بھی کرتے رہے ان کے ان واقعات سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایک سسٹم اور طریق کار ہے۔ میں 1997 کی اسمبلی میں ایم پی اے تھا اور میں نے وزیراعلیٰ میاں شہباز شریف سے یہ گزارش کی کہ یہ آٹھ کنال اراضی جس پر کچھ لوگوں نے قبضہ کیا ہوا تھا اس پر ہسپتال بنایا جائے۔ اس پر action ہوا اور وہ زمین واگزار کروا کر ہسپتال کے لئے مختص کر دی گئی۔ اس پر وقت کے مطابق کام شروع ہوا۔ ہسپتال کی عمارت مکمل ہو گئی اور اس کے بعد محکمہ والوں نے مجھے بلایا اور اس کا افتتاح باقاعدہ طریقے سے کروایا۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ضلعی ناظم کے پاس کیا اختیار ہے کہ اپنے بندے بھیجے اور تالے تڑوا دے جس کی فوٹو اور فلم موجود ہے اور اس کے بعد دوسرے دن خود جا کر میری تختی اتار کر نیچے پھینک دے اور اس کا افتتاح شروع کر

دے۔یہ بہت بڑی زیادتی ہے لہذا میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اصل حقائق سامنے آسکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا ہی حساس نوعیت کا معاملہ ہے جو ہمارے معزز رکن نے اٹھایا ہے اور ہم نے واقعی اپنے تمام معزز ممبران کا خیال رکھنا ہے اور اس کی بھی assurance دینی ہے کہ ہمارے معزز ممبران کا استحقاق مجروح نہ ہو۔ اگر ایسا معاملہ ہوا ہے۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے میری بات سن لیں۔ تحریک استحقاق پر بحث نہیں ہو سکتی۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ ایک رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اگر کسی نے افتتاح کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہے کہ معزز رکن پنجاب کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں اور کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ایسے معاملات میں دخل اندازی کرے۔اس سے پورے House کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں چونکہ میرا تعلق بھی اسی علاقے سے ہے تو مجھے بھی اس کمیٹی میں آنے کی اجازت دی جائے تاکہ میں حقائق سامنے لا سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہر چیز کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔پہلی بات یہ ہے کہ تحریک کو باضابطہ قرار دے کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جن کے خلاف یہ الزام ہے جب وہ اس کمیٹی کے اندر آئیں گے تو وہ اپنے ساتھ اگر آپ کو لے کر آنا چاہتے ہیں تو You are most welcome کیونکہ اس کا ایک طریق کار ہے۔اس میں استحقاق کمیٹی کے ممبران ہوں گے اور وہ جواب دینے کے لئے اگر آپ کو ساتھ لانا چاہتے ہیں تو You are more than welcome آپ ادھر آئیں اور آکر جواب دیں۔بہت شکریہ۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہماری بھی ایک تحریک استحقاق تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب نے اپنی تحریک استحقاق کے بارے میں بات کی تھی۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ dispose of ہو گئی تھی with the direction کہ آپ سپیکر آفس میں رابطہ کر کے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ تو bulldoze کرنے والی بات ہے۔ ایسا کیوں ہوا ہے؟ میرے پاس ابھی بھی ثبوت پڑے ہیں۔ وارث کلو صاحب کو مبارک کہ وہ استحقاق کمیٹی کے چیئر مین بنے ہیں۔ میں انہیں بھی ثبوت دیتا ہوں۔ یہ کابینہ کے ممبر کو protect کیا جا رہا ہے۔

This is not the way, should be. There are precedents with privilege motions have been accepted

اگر آپ کہیں تو میں رولنگ بتا سکتا ہوں۔ یہ تو ناانصافی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو باقاعدہ ایوان میں اعلان ہوا ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں ہوا۔ سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ میں اس پر رولنگ دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! بات سن لیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وہ dispose of ٹھیک نہیں ہوئی Then you have the right کہ آپ اسے دوبارہ move کر دیں تو ہم اسے دیکھ لیتے ہیں۔ اجلاس چل رہا ہے This is I am saying to you کہ اگر آپ اسے دوبارہ move کرتے ہیں تو ہم۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلے لائن میں لگ کر اس کا انتظار کیا گیا اور اب جا کر اس کی باری آئی ہے اور اب پھر میں queue کے آخر میں کھڑا ہو جاؤں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ queue کے آخر میں نہیں جائیں گے۔ اگر آپ میری پوری بات سن لیں کہ آپ اسے دوبارہ move کر دیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی جو بات ہوئی تھی اس پر آپ کی تسلی نہیں ہے تو اسے آپ move کر دیں اور ہم اسے out of turn پہلے لے کر آئیں گے اور اسے بالکل take up کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس دن ایک تو سپیکر صاحب نے اس کو pending کرتے ہوئے کہا تھا کہ رولنگ دوں گا کہ وزیر کے خلاف تحریک استحقاق آ سکتی ہے یا نہیں۔ وزیر کے خلاف پرانے سپیکرز کی تین ایسی ruling ہیں جو کہ صفحہ نمبر 260 پر ہیں ruling of the Chair

234,235,236 ہیں کہ اگر جان بوجھ کر ایوان کو misguide کیا گیا ہے، غلط بیانی کی گئی ہے deliberately یہ کیا گیا ہے تو یہ آسکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر جو طریق کار ہے تو مطلب یہ ہے کہ۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس دن پڑھے گئے جواب کو پڑھ کر دیکھ لیں کہ میں نے جو بات کہی تھی محکمے نے اس کی تائید کی ہے۔ اگر محکمہ اس کی تائید نہ کرتا تو ان کی تحریک استحقاق بنتی تھی۔ اس دن سپیکر صاحب نے اس کو pending کیا حالانکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو pending نہیں کرنا چاہئے تھا بلکہ اسے dispose of کرنا چاہئے تھا۔ محکمہ نے میری بات کی بالکل تائید کی ہے اور جو لفظ میں نے کہے تھے کہ پنجاب کا پانی کہیں نہیں جا رہا محکمہ نے اس کی بھی تائید کی ہے اور ارسا کے مطابق پانی کی تقسیم ہو رہی ہے۔ اس بات کی بھی محکمہ نے تائید کی ہے۔ یہ لفظوں کا ہیر پھیر کر کے یہ چیز کر رہے ہیں تو میں لغاری صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس طرح سے House کو گمراہ نہ کریں۔ میں آج بھی کہہ رہا ہوں کہ ارسا کے مطابق چاروں صوبوں میں پانی کی تقسیم ہو رہی ہے اور کسی صوبہ کا حق کوئی دوسرا صوبہ نہیں مار رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ dispose of ہو چکی ہے اور اگر محرک یہ سمجھتے ہیں کہ وہ غلط dispose of ہوئی ہے تو ان کے پاس دوبارہ move کرنے کا right ہے He can always move that اب صرف تین پوائنٹ آف آرڈر میں لوں گا جس طرح بات ہوئی تھی محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ، آمنہ الفت صاحبہ اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ بات کریں گی۔ جی، شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب و خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ایک تاریخ ساز فیصلے کے ذریعے ڈیڑھ لاکھ کنٹریکٹ پر بھرتی ملازمین کو مستقل کرنے کا اعلان کیا۔ اس اعلان پر جہاں ڈیڑھ لاکھ خاندانوں میں مسرت اور خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے وہاں ان ڈیڑھ لاکھ سرکاری ملازمین کو ملازمت کا تحفظ بھی حاصل ہو گیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ان کے اس انقلابی اقدام پر خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی وساطت سے کل لاہور میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کی پر زور مذمت کرتی ہوں۔ اس دہشت گردی کی زد میں آنے والے پولیس اور دیگر لوگوں کی شہادت پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کا پوائنٹ رجسٹرڈ ہو گیا ہے۔۔۔

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! بس ایک بات کرنی ہے کہ انہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے وطن عزیز اور خاص طور پر اپنی کارکردگی کے ذریعے پنجاب کا سر فخر سے بلند کر دیا۔ ان کی کارکردگی اور جرأت کو سراہتے ہوئے فوج، رینجر اور پولیس کے افسران کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمنہ الفت صاحبہ!۔۔۔ House کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کی توجہ چاہوں گی کہ تین دن کی تگ و دو کے بعد آج مجھے بات کرنے کا موقع ملا ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ میرے تین points ہیں۔ میں زیادہ اختصار سے کام لیتے ہوئے limited الفاظ میں انہیں ختم کرنا چاہوں گی۔ پہلا point یہ ہے کہ آج 16۔ اکتوبر ہے اور آج لیاقت علی خان شہید ملت کا یوم وفات ہے۔

جناب والا! ایسے ہی دہشت گرد جو کل لاہور کو capture کئے ہوئے تھے ایسی ہی گولی کا وہ بھی نشانہ بن گئے تھے، وہ قائداعظم کے رفقاء میں سے تھے، ان کے دست راست تھے اور قائداعظم نے خود کہا تھا کہ وہ میرا دایاں بازو ہیں۔ ان کی قربانیاں جو کہ ایک عالمگیر قربانیاں ہیں انہیں سامنے رکھتے ہوئے اگر اس اسمبلی میں کوئی دعائے خیر بھی نہیں ہو گی تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہم اپنے قائدین کے ساتھ بہت بڑی بے انصافی کریں گے۔ میں آپ سے ruling چاہوں گی کہ ان کے لئے اس اسمبلی میں دعا ضرور ہو جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا point یہ ہے کہ پہلے دن سے آپ کے سامنے جو سب سے بڑا مسئلہ رکھا گیا تھا وہ اسمبلی کے غریب لوگوں کا تھا، جن کے کوارٹروں کے لئے آپ نے وعدہ کیا تھا۔ وہ غریب لوگ آج بھی آپ کی طرف نظریں لگائے بیٹھے ہیں اور وہ آپ کو مسیحا سمجھتے ہیں۔ ان کی ٹوٹی ہوئی چھت بھی ان سے چھننے جا رہی ہے کیونکہ ان کے گرانے کے orders آ چکے ہیں۔ مجھے اس پر بھی آپ کی ruling چاہئے کہ اس کو آپ ایک action plan کے ذریعے تیزی سے پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

جناب سپیکر! میرا تیسرا point یہ ہے کہ میں نے دو تحاریک استحقاق اسمبلی میں جمع کروائی تھیں۔ وہ تحاریک rejected ہیں اور نہ ہی accepted ہیں بلکہ وہ "لٹکنڈ" ہیں۔ مجھے کسی بھی طریقے

سے یہ جواب آگیا ہے کہ یہ وزیر قانون کے پاس بھیج دی گئی ہیں، وہ اس پر جواب دیں گے تو اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ یہ important issues ہیں جن کے بارے میں ہم تحاریک جمع کرواتے ہیں اس کا جواب بھی اسی session میں آ جانا چاہئے۔ ہم یہاں پر اپنے گھروں سے کام کرنے کے لئے آئے ہیں، ہم کوئی جذبہ لے کر آئے ہیں، ہم یہاں اپنی بات کرنا چاہتے ہیں اس کو روکنا نہیں چاہئے۔ مجھے ان تینوں points پر آپ کی ruling چاہئے اور میں آپ کی بے حد مشکور ہوں گی اگر آپ ان پر اپنے الفاظ اور کلمات سے ہمیں مستفید فرمائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میں صرف اتنی بات کروں گا اور میری بار بار اپنے انتہائی معزز ممبران سے گزارش بھی ہوتی ہے کہ جہاں تک اسمبلی کے ملازمین کا مسئلہ ہے اس پر ہم نے ایک کمیٹی بھی بنائی ہوئی ہے اور اس پر ہم work بھی کر رہے ہیں لیکن یہ مسئلہ office of the Speaker کا ہے، ruling کی ضرورت وہاں پر پڑتی ہے جہاں پر کوئی کام رک رہا ہو۔ میں یہاں پر زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا لیکن اگر ہم Rules of Procedure جو بہت چھوٹی سی ایک کتاب ہے اگر اس کو پڑھ کر اس اسمبلی میں آئیں تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس ہاؤس میں ہم بہت زیادہ constructive work کر سکتے ہیں۔ میں اس سے زیادہ بات نہیں کروں گا اور جہاں تک آپ نے لیاقت علی خان صاحب کی بات کی، بالکل اس پر فاتحہ بھی ہونی چاہئے۔ جب Business Advisory Committee کی میٹنگ ہوتی ہے تو وہاں پر یہ تمام points discuss ہوتے ہیں اگر یہ points گورنمنٹ benches کی طرف سے رہ گئے تو جس طرح آپ باقی چیزوں کو یہاں پر point out کرتے ہیں تو اس میٹنگ میں جب آپ کے نمائندے گئے تھے تو یہ بات وہاں پر کی ہوتی تاکہ آج کے اجلاس کا وہ باقاعدہ حصہ ہوتا۔ وہ ہمارے قومی ہیرو بھی ہیں اور ہماری طرف سے ان کے لئے باقاعدہ ہونا چاہئے تھا۔ تیسری بات تحریک استحقاق کی ہے تو آپ آئیں میں بالکل بیٹھ کر اس کو دیکھتا ہوں اس میں جو بھی problems ہیں اس کو دور کرتے ہیں اگر وہ problems دور نہیں ہوتے پھر then آپ کے پاس right ہے کہ اسے یہاں پر take up کریں۔ جس طرح لغاری صاحب نے کیا ہے اور وہ کر بھی رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! گزشتہ سیشن میں، میں نے چار تحاریک استحقاق take up کروائی تھیں۔ ان میں Annual Report of Principal Policy, Annual Report of

Baitul Mall, Annual Report of the Ombudsman and Annual Report of Punjab Public Service Commission 2008 یہ laying کے بارے میں تھیں۔
اس وقت وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے assurance دی تھی کہ گورنر صاحب کے پاس گئی ہوئی ہیں، فلاں کام ہوگیا، فلاں ہوگیا اور اسی بجٹ اجلاس کے اختتام سے پہلے میں ان کو پیش کر دوں گا۔ بجٹ اجلاس چلا گیا، وزیر قانون نے کچھ نہیں کیا اور اس سیشن میں بھی کہیں پر ان کا ذکر نہیں ہے کہ کیا یہ رپورٹیں یہاں آئیں گی؟ یہ رپورٹیں اہمیت عامہ کے بارے میں ہیں۔ 2008 تک جب ان تمام اہم محکموں کی رپورٹوں کے بارے میں بات ہی نہیں ہو سکی ہے، ان کی رپورٹیں lay ہی نہیں ہوئی ہیں اور وزیر قانون کی زبان بھی پوری نہیں ہوئی ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی۔ پھر آپ کہیں گے کہ منسٹروں کے خلاف تحریک استحقاق بھی جمع نہیں کروائی جا سکتی تو مجھے یہ بتا دیں کہ میں کیا کروں؟ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں ان لمبے لمبے وقفوں کے بارے میں کہ جب آپ اجلاس بلائیں گے ہی نہیں، پھر یہ ایم پی ایز کے الیکشن کی کیا ضرورت تھی بغیر mud slinging کے، میرے اس میں کوئی intents نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ وزیر قانون جو اس ہاؤس کے بہت اہم ممبر ہیں جب وہ بھی اپنی زبان پوری کریں اور یہ رپورٹیں بھی نہ آئی ہوں تو پھر میں کیا کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سن لیں، کیا آپ نے سپیکر آفس سے پوچھا ہے کہ رپورٹیں آ گئی ہیں یا نہیں آئیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، اب تک تو مجھے کوئی information نہیں ملی کہ وہ آ چکی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میری بات سن لیں۔ یہ رپورٹیں پچھلے سیشن میں ہی آ گئی تھیں لیکن پیش نہیں ہو سکی تھیں کیونکہ سیشن ختم ہو گیا تھا۔ میں یہ ruling دے رہا ہوں کہ یہ رپورٹیں Monday کو ہاؤس میں lay کی جائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے سب سے پہلے مجھے یہ information دی کہ وہ رپورٹیں آئی ہوئی ہیں کیونکہ مجھے یہ information پوچھنے کے باوجود کہیں سے نہیں مل رہی تھی۔ میں ہمیشہ کی طرح آپ کی بڑی شکر گزار ہوں اور دعا گو ہوں کہ آپ بہت ترقی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مہربانی کر کے یہ جو اس قسم کی چیزیں ہوتی ہیں یہ ہم سب کے لئے embarrassment ہے۔ اگر ہم منسٹر ز کو protect کرنے والے mode سے نکل کر neutral ہو کر چلیں تو سب لوگ صحیح چلیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو بڑی کھلی بات بتاؤں، میرے لئے سب سے supreme اس ہاؤس کی sanctity ہے۔ اس کے against میں جب بار بار معزز ممبران کے بارے میں rules and procedure کی بات کرتا ہوں تو صرف اس لئے کرتا ہوں کہ ہم نے یہاں جو روایات چھوڑ کر جانی ہیں وہ ہمارے بعد میں آنے والوں نے follow کرنی ہیں اس لئے میرے لئے منسٹر supreme نہیں ہیں بلکہ میرے لئے سب سے supreme اس ہاؤس کی sanctity ہے۔ اس کے against جو بھی کام کرے گا میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس ہاؤس کے ساتھ اچھا نہیں کرے گا۔ جس طرح میں نے بات کی ہے کہ already رپورٹیں آ چکی ہیں اور وہ Monday کو lay ہو جائیں گی۔ اب مجھے کارروائی کو آگے چلانے دیں،

تحریک استحقاق 77/2009 محترمہ ثمینہ خاور حیات اور محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ dispose of کی جاتی ہے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! انہوں pending کے لئے درخواست دی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا اگر درخواست دی ہوئی ہے تو پھر اس کو pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 244/2009 شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے۔

صوبہ میں تھیلیسیمیا کے مریضوں میں مسلسل اضافہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں Thalassaemia کے مریضوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ Thalassaemia کا مرض انسان کو سسک سسک کر زندگی گزارنے پر مجبور کرتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اب تک ملک

میں رجسٹرڈ مریضوں کی کل تعداد 80000 تک پہنچ گئی ہے جس میں سے زیادہ مریض پنجاب میں رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ unregistered Thalassaemia کے مریضوں کی تعداد نہ صرف بہت زیادہ ہے بلکہ ان میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ Thalassaemia کے مرض کے بارے میں سابق حکومتوں نے کوئی پالیسی نہ بنا کر مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔

Thalassaemia کی بیماری inherited blood disorder کی وجہ سے ہوتی ہے جس کی روک تھام کے لئے دنیا کے بیشتر ممالک نے یہاں تک کہ ایران، مالدیپ اور سعودی عربیہ تک نے قانون سازی کر لی ہے اور اس قانون کی رو سے کسی بھی جوڑے کی شادی سے پہلے ان کے خون کے ٹیسٹ لئے جانا لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ اب مزید وقت ضائع کئے بغیر Thalassaemia Test NOC کو قانونی طور پر نکاح کا حصہ بنانا انتہائی ضروری ہے اور اس کے لئے فوری طور پر قانون سازی ہونی چاہئے۔ یہ المیہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں خاندانی جائیدادوں کو تقسیم سے بچانے کے لئے cousin marriages کی لعنت عام ہے۔ جائیدادوں کو بچانے کے لئے نسلوں کو تباہ کر دینا ہمارے معاشرے میں کوئی معنی نہیں رکھتا اور یہ امر اس ایوان کے ہر معزز رکن سے پوشیدہ نہ ہے۔ لہٰذا اب فوری طور پر ہر ہسپتال میں Thalassaemia awareness پروگرام شروع کرنے چاہئیں اور اس کے ساتھ ہی electronic and press media ذریعے عوام کو educate کیا جانا چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. DEPUTY SPEAKER: There cannot be any point of order. There cannot be point of order on Adjournment Motion.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار میں cousin marriages پر جو لعنت بھیج رہے ہیں اور میں ان الفاظ کی مذمت کرتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! .Let him talk دیکھیں، تحریک التوائے کار in order کر کے ہی اسمبلی میں پیش ہوئی ہے۔ میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ایک تحریک التوائے کار پیش کی جاری ہے اگر اس پر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو وہ آپ اس موقع پر نہیں لے کر آ سکتے اس کے اوپر وہ بات کر لیں اور گورنمنٹ کی طرف سے جواب آنے دیں اور اس کے بعد اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی مسئلہ ہے تو اس کا۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسمبلی ملازمین کی ذمہ داری ہے کہ ان کو چیک کیا کریں اور اسمبلی والے کس لئے بیٹھے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں، بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ویسے مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ یہ ان کے لئے اس میں کیا sensitive issue ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرے لئے sensitive issue یہ ہے کہ ہماری خاندانوں میں شادی ہوتی ہیں اور آپ اس کو لعنت کر رہے ہیں۔ لعنت ہو گی ان لوگوں پر جو ہمارے رسم و رواج پر لعنت بھیجنے کی بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No , No آپ اسے direct مخاطب نہیں کر سکتے۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں احتجاج کرتا ہوں کہ لغاری صاحب یا یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ ورنہ میں بتاؤں گا کہ 1857 میں ان کا کردار کیا تھا اور یہ بات بہت دور تک جائے گی۔ بات یہ ہے کہ I know the history and الحمدللہ I command on this issue.

جناب سپیکر! میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اگر میں نے بولا کہ 1857 میں انہوں نے اس ملک اور عوام کے ساتھ کیا ظلم کیا تھا؟ اور میں احتجاج کرتا ہوں اور واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! This is no way! اور میری ایک بات سنیں کہ آپ کو پتا ہے کہ Thalassaemia کے بارے میں جتنا تھوڑا سا میں نے study کیا ہے اس کے اندر جو problems آرہی ہیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے الفاظ دیکھیں جو انہوں نے استعمال کئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو awareness کیسے پیدا ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لعنت کہنے سے awareness پیدا ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس پر آپ نے بات کر دی۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ زبان پر کیوں نہیں کنٹرول کرتے؟ صبح وہ ڈاکٹر کی بات کر رہے تھے تو عورتوں کی تذلیل کر رہے تھے، ابھی وہ Thalassaemia کی بات کر رہے ہیں تو جن خاندانوں کے اندر شادیوں کی روایت ہے تو ان کی تذلیل کر رہے ہیں۔ کیا خاندانوں کے اندر شادی کرنا لعنت ہے؟ آپ مہربانی کر کے مجھے یہ بتائیں کہ حضرت علی اور بی بی فاطمہ کے درمیان کیا رشتہ تھا؟ ان کا آپس میں خاندانی رشتہ نہیں تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں کہ آپ کا پوائنٹ بالکل ایک valid point ہے لیکن اس وقت جو Thalassaemia۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو بات شیخ صاحب کر رہے ہیں وہ نکتہ بھی بالکل valid ہے لیکن ان کی لفاظی خاص issue ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سب سے پہلے محترم کامران مائیکل صاحب اور ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سے کہوں گا کہ وہ جائیں اور محترم شیخ علاؤالدین صاحب کو منا کر ہاؤس میں لے آئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے الفاظ غلط ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں! This is medical issue

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں میڈیکل issue کی تو کوئی بات نہیں کر رہا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! اگر میری ایک بات سن لیں۔ تو پہلی بات ہے کہ rules کیا permit کرتے ہیں جب ایک تحریک التوائے کار پیش ہوتی ہے دیکھیں! جو میں بار بار بات کرتا ہوں کہ آپ کے جذبات بالکل ٹھیک ہیں۔ میں جب بات کر رہا ہوں تو آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ بات صرف یہ ہے کہ یہاں تحریک التوائے کار پر short statement بھی نہیں آ سکتی جس طرح تحریک استحقاق کے اندر یا باقی تحاریک کے اندر اجازت ہے یہاں پر اگر ان کے الفاظ پر جو انہوں نے اس کے اندر put کئے ہیں اس پر اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو اس کا ایک طریق کار ہے آپ اس کو follow کر لیں اور میری بات سنیں کہ میں آج ہاؤس کے سامنے کہوں گا کہ شیخ علاؤالدین صاحب کے جو comments ہیں ان کو چھوڑ کر وہ جتنے بھی issue ہاؤس میں اٹھاتے ہیں وہ بڑے valid issues اٹھاتے ہیں اور وہ اس کے اندر اگر زبان کا آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو اس کا آپ کے پاس right ہے

اور آپ اس کو استعمال کریں۔But this is not the way میں بڑی معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ خود بڑے experienced parliamentarian ہیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! If this is no way تو پھر بات یہ ہے کہ اسمبلی کا جو سٹاف ہے وہ ان کی لفاظی کو کیوں نہیں چیک کرتا اور اسمبلی کے سٹاف کا کیا کام ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تو پہلے جمع ہوتی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو ڈاکٹر ہیں اور آپ پتا ہے کہ Thalassaemia کے اوپر کیا مسائل ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! I agree with you

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! N.W.F.P کی اسمبلی نے جو بل پاس کیا ہے کہ ان کے بلڈ ٹسٹ ہونے چاہئیں تو وہ بہت اچھی بات ہے لیکن خاندانی شادی کو لعنت کہنا یہ الفاظ صحیح نہیں ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔ point registered, point taken اب آپ تشریف رکھیں اور مجھے ہاؤس کی کارروائی کو آگے چلانے دیں۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک اقبال احمد لنگڑیال: جناب سپیکر! لغاری صاحب کی بات کسی حد تک درست ہے کہ کسی خاندان پر لعنت بھیجنا کتنی بری بات ہے اور اسمبلی کے floor پر یہ کہنا کہ خاندانی رشتہ ایک لعنت ہے اس میں ایک آدمی کی بات نہیں ہے یہاں تو برادریوں کے آپس میں رشتے ہوتے رہتے ہیں اور ان کو کہا جائے کہ ان پر لعنت بھیجو تو قابل افسوس بات ہے تو میری یہ تجویز ہو گی کہ ان الفاظ کو حذف کیا جائے اور باقی کو کارروائی کا حصہ بنایا جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

الحاج محمد الیاس چینوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے بھی موقع دیا جا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، چینوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! رشتہ داروں میں شادی کرنا ممنوع نہیں ہے نبی کریم ﷺ کی ایک شادی آپ کے قریبی رشتہ دار پھوپھی زاد بہن سے ہوئی لیکن اکثر شادیاں آپ کی آپ کے رشتہ داروں سے باہر ہوئیں جیسا کہ حضرت صفیہ مصر سے تعلق رکھتی تھیں۔ جہاں تک میری معلومات ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے قریبی رشتہ داروں سے شادی کرنا منع بھی فرمایا ہے جس پر آٹھ دس ڈاکٹروں کی رپورٹیں بھی آ چکی ہیں اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ جہاں پر شادی شدہ جوڑا اگر چچازاد بہن بھائی ہوں گے تو ان کا خون گروپ ایک ہوگا اس سے جو اولاد پیدا ہوگی اس کو Thalassaemia کی بیماری ہوگی۔ میں خود اس کا مشاہدہ کر چکا ہوں کہ ہمارے ایک عزیز کی شادی ہوئی، وہ دونوں چچازاد بہن بھائی ہیں اور ان کے تین بچے اسی Thalassaemia کی بیماری سے مر چکے ہیں اس لئے جہاں تک مجھے یاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریبی رشتہ داروں سے شادیوں میں منع فرمایا ہے اور آپ ﷺ کی سنت سے ہمیں معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے باہر قبیلوں میں شادیاں کی ہیں اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب مختلف قبائل میں شادیاں ہوں گی تو ان کے ساتھ ہمارے تعلقات اور زیادہ مضبوط ہو جائیں گے اور وسیع ہو جائیں گے۔ بہت شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سن لیں، جب ایک معزز ممبر بات کر رہا ہوتا ہے تو باقی ممبر کھڑے کیوں رہتے ہیں؟ جب ٹائم آپ کو ملتا ہے اور دیکھیں! بار بار ہم اسمبلی کی اعلیٰ اقدار کی بات کرتے ہیں، ایک ممبر بات کر رہا ہے اور دو ممبر کھڑے ہوئے ہیں کہ ہمیں باری دی جائے، باری بالکل ملے گی۔ But this is no way. محترمہ آمنہ صاحبہ دیکھیں، میں نے ابھی بھی آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیا لیکن اب میں نے میاں صاحب کو پہلے بولنے کا کہا ہوا ہے وہ بول لیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں لیکن جب ایک معزز ممبر بات کر رہا ہو تو باقی ممبرز بیٹھ کر اس کی بات سنا کریں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بات issue اور ریسرچ کی ہے خاندانوں میں شادیوں کی نہیں۔ رسول پاک ﷺ کی مثال دی گئی جو نامناسب ہے، سابق ادوار میں رسول ﷺ کے زمانے میں یہ Thalassaemia بیماری کا کبھی تصور بھی نہیں تھا۔ آج جیسے کہ Thalassaemia کی بیماری بڑھ رہی ہے، شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار کی میں بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ انہوں نے کافی ریسرچ

کے بعد یہ بات کہی ہے کہ Thalassaemia کی بیماری کو روکنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ شادی کرنے والے جوڑوں کا یقینی طور پر پہلے سے یہ تعین ہو جائے کہ یہ Thalassaemia کے بچے تو پیدا نہیں کریں گے اس لئے اس میں ایسی کوئی نامناسب بات نہیں تھی جس سے لغاری صاحب کو صدمہ پہنچا ہے۔

الحاج محمد الیاس چینوٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! point taken چینوٹی صاحب! یہ ایک دینی اور شرعی مسئلہ بھی ہے اور میڈیکل مسئلہ بھی ہے تو اس پر میں سمجھتا ہوں کہ سب سے اچھی رائے دے سکتے ہیں تو مولانا صاحب ہی دے سکتے ہیں اور میڈیکلی ہمارے پاس ڈاکٹر موجود بھی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بات ہے الفاظ کے selection کی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میں اس کی طرف بھی آتا ہوں اور بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، محترمہ آمنہ صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے بہت اہم تحریک پیش کی ہے اور اس میں ایک چیز کے بارے میں جو سوال میرے اندر اٹھ رہا ہے اسے میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے خاندان میں سات پشتوں میں بھی cousin marriages نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود میرا ایک بھائی اور میری ایک بہن Thalassaemia کے مریض ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا ادھر ہی رک جائیں۔ پوائنٹ آف آرڈر جو ہوتا ہے وہ ہمیشہ relevant ہونا چاہئے، اگر آپ ان کی تحریک التوائے کار کو پورا سن لیتیں تو آپ کا جواب آپ کو ابھی مل جاتا تو لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اب میں یہاں پر صرف اتنا کہوں گا کہ Chair کے پاس یہ حق ہوتا ہے کہ:

Rule.230: **Speaker to amend notices and motions.**

If in the opinion of the Speaker, any notice and motion contains words, phrases, or expressions which are argumentative, unparliamentary, ironical, irrelevant, verbose or otherwise inappropriate, he may, in his discretion, amend such notice and motion before it is circulated.

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو شیخ صاحب نے کہا ہے کہ یہ المیہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں خاندانی جائیدادوں کو تقسیم سے بچانے کے لئے cousin marriage کی لعنت عام ہے۔لعنت کا لفظ میں یہاں سے amend کرتا ہوں۔اس کو صرف اتنا کر دیتے ہیں کہ cousin marriage عام ہے لیکن یہ awareness کی بات ہے۔آہستہ آہستہ ہم نے لوگوں کو اس بارے میں aware کرنا ہے۔یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔آبادی کا بہت بڑا حصہ آج اس موذی بیماری کا شکار ہے۔ہمیں لوگوں کو اس کے بارے میں aware کرنے کی ضرورت ہے۔اس پر جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ہم نے تمام مسائل کا حل نکالنا ہے۔جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یاتوآپ rules کا حوالہ نہ دیتے۔اب آپ نے خود ہی rules کا حوالہ دیا ہے اور آپ نے یہ پڑھا ہے جیسا کہ میں سن سکا ہوں۔ after circulation آپ اس کو amend نہیں کر سکتے۔جب یہ ہاؤس میں پیش ہو گیا ہے تو ہاؤس سے اجازت لئے بغیر آپ amend نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس وقت اگلا حصہ نہیں پڑھا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):اگلا حصہ آپ پڑھ دیں ناں۔ہمیں اس confusion میں کیوں رکھا ہے؟

جناب شیر علی خان:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی۔

جناب شیر علی خان:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ میں اس میں سے صرف لعنت کا لفظ نکالتا ہوں۔شیخ صاحب یہ کہتے ہیں کہ جائیدادوں کی تقسیم سے بچنے کے لئے شادیاں کی جاتی ہیں؟ How he can say this?

جناب ڈپٹی سپیکر:اب آپ یہاں پر بیٹھ کر effectual controversies تو نہ چھیڑیں۔

MR SHER ALI KHAN: Why does he want to bring in a controversy?

اس کا Thalassaemia سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے وہ cousin marriages کی حد تک رہیں۔ Why he has to go into the details. کہ یہ اس وجہ سے شادیاں کرتے ہیں، شاید اس وجہ سے نہ کرتے ہوں۔ یہ اس پر authority ہیں کہ ہم خاندانوں میں کس وجہ سے شادیاں کرتے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، محترم!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پورے کو revert کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے تو شیخ صاحب یہ بہت important issue ہے۔ میرا خیال ہے کہ آج کے لئے ہم اس کو defer کر دیتے ہیں اور آپ اس کی wordings change کر کے دوبارہ پیش کریں کیونکہ یہ matter بہت important ہے اور ہمیں عوام کو آہستہ آہستہ aware کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس مسئلے کو ضرور take up کرنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر یہاں پر لوگوں نے personal grounds پر عوام کے مسائل کو اس طرح bulldoze کرنا ہے تو مجھے یہاں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ واپس نہیں لوں گا میں اس کو انہی الفاظ میں پیش کروں گا۔ میں آپ کی اس ruling کو بالکل honour کروں گا جو آپ نے اس کا لفظ لعنت نکال دیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ آپ نے بھی later stage پر لفظ نکالا ہے لیکن میں اس کو چیلنج نہیں کروں گا 'Because I honour your ruling.' جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے تو آپ اسے kill کر دیں، یہیں ختم کر دیں تاکہ آپ کا نام بھی تاریخ میں آئے کہ آپ بھی جاگیرداروں کے ساتھ ہیں آپ بھی ان cousin marriages---

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، دیکھیں شیخ صاحب! بات سُنیں، کسی segment کو hit نہیں کرنا۔ یہ overall ایک معاشرے کی بات ہے۔

شیخ علاؤالدین: آپ میری بات سُنیں۔ میں نے عوام کی بات کی ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو floor پر نہ لاؤں؟ اس بات کا انشاء اللہ جواب تاریخ دے گی میں نے کوئی ذاتی مسئلہ بیان نہیں کیا۔ میری اپنی سگی بھانجی کی death اس وجہ سے ہوئی ہے۔ میرا ایک بھانجا اس موذی مرض میں مبتلا پوری دنیا

میں کہیں علاج نہیں ہو رہا۔ میرے حلقے کے بے شمار ایسے لوگ ہیں جن کو میں پیسوں کے باوجود ٹھیک نہیں کر سکتا۔ میں ان کو جواب دہ ہوں، میں اپنے اللہ کو جواب دہ ہوں اور اگر ہم نے یہاں پر personal families interest کو دیکھنا ہے تو پھر اس اسمبلی کا اللہ ہی حافظ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ مجھے صرف یہ بتادیں کہ یہ جو مرض ہے صرف جاگیرداروں کے خاندانوں میں ہے ؟ یہ مرض پورے معاشرے میں ہے۔ یہاں پر intermarriages صرف جاگیرداروں کے خاندانوں میں نہیں ہو رہیں۔ یہ ایک المیہ ہے کہ ایسی شادیاں ہر segment of society میں موجود ہیں۔ ایک غریب سے غریب گھر سے لے کر امیر سے امیر گھر میں یہ problem موجود ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بالکل بجا کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! جب Chair بات کر رہی ہے۔ میں صرف اتنا کہہ رہا ہوں کہ ہم اتنے بڑے اور اہم issue کو اس طرح controversial نہ کریں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ جب تحریک circulate ہو چکی ہے اور آپ نے ان کو floor دے دیا ہے کہ آپ اس کو پیش کریں تو اب rules کا تقاضا یہی ہے کہ آپ ان کو پیش کرنے دیں، اگر کسی کو اعتراض ہے تو وہ بعد میں اٹھ کر بات کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب نے already grace کا مظاہرہ کیا ہے وہ جو ایک لفظ تھا وہ انہوں نے withdraw کر لیا ہے۔ آپ اس کو withdraw کر کے پیش کریں۔ اور میں صرف اتنا کہوں گا کہ ذاتی comments کی انہوں نے جو ایک بات کی تھی میں نے ان سے پوچھ لی ہے۔ Now let him talk.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب میں آگے سے ہی پڑھوں گا۔ یہ امر اس ایوان کے ہر معزز رکن سے پوشیدہ نہ ہے لہذا فوری طور پر ہر ہسپتال میں Thalassaemia Awareness Programme شروع کرنے چاہئیں اور اس کے ساتھ ہی press media and electronic media کے ذریعے عوام کو educate کیا جانا چاہئے۔ یہ درست ہے کہ cousin marriages کے علاوہ ایک اور بہت بڑی وجہ safe blood transfusion کا نہ ہونا ہے جبکہ Thalassaemia کے تمام مریضوں کو مسلسل Blood Transfusion کی ضرورت پڑتی ہے اور اس میں Blood Banks کا

انتہائی غیر ذمہ دارانہ اور لالچی کردار بھی سامنے رکھنا ہوگا اور ان تمام وجوہات کا مؤثر تدارک کیا جانا بھی ضروری ہے جو اس موذی مرض کا باعث بن رہی ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا کہ Thalassaemia کے مرض سے متعلق ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو view آیا ہے میں اس پر پورے ایوان کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کیونکہ یہاں پر اب تک شاید یہ بات ہوئی ہے کہ cousin marriages ہی اس کا سبب ہیں، ایسا نہیں ہے اور cousin marriages کے خلاف جس طرح سے شیخ صاحب نے بھی پورا ایک sentence اس میں شامل کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی تجاوز ہے۔ Thalassaemia کا مرض ایک موروثی مرض ہے جو کہ خون کے اندر موروثی یعنی genetic تبدیلی کے ذریعے پیدا ہوتا ہے۔ یہ بہت اہم ہے کہ Thalassaemia کے بچے ان والدین کے ہاں پیدا ہوتے ہیں جو دونوں اس بیماری کے genes موروثی طور پر رکھتے ہیں۔ یہ دونوں کے لئے ہے یعنی کہ Thalassaemia traits یا Thalassaemia mild کہلاتے ہیں، اب یہ cousin marriage ہو یا نہ ہو اس میں cousin marriage کی کوئی قید نہیں ہے ان دونوں کی آپس میں شادی کی صورت میں چار میں سے ایک یا دوسرے لفظوں میں 25 فیصد بچوں میں Thalassaemia کی بیماری منتقل ہونے کا احتمال ہوتا ہے یعنی یہ اس کی صحیح interpretation ہے۔ ایسا بچہ ساری زندگی خون لگنے پر انحصار کرتا ہے۔ جیسا کہ ہاؤس نے بھی اس پر concern show کیا ہے اور یہ آپ نے بھی بار بار اس بارے میں بات کی ہے کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے تو میری یہ گزارش ہوگی کہ آپ اس کو Monday تک کے لئے pending فرما دیں۔ سیکرٹری ہیلتھ کو اس دن بلوا لیں اور اس کا ایک ہی حل ہے جو media awareness campaign کے بارے میں شیخ صاحب نے اس میں point اٹھایا ہے تو محکمے کو ہم اس بات پر پابند کریں گے کہ وہ باقاعدہ طور پر اس پر media awareness campaign کا ایک چارٹ یا پلان بنائیں اور اس ہاؤس اور گورنمنٹ سے منظور کروانے کے بعد اس پر عمل کریں اور باقی جہاں تک شادی سے پہلے ٹیسٹ کی یا اس بارے میں legislation کی بات ہے تو وہ غالباً شاید provincial subject نہیں ہے اس سلسلے میں اگر شیخ صاحب resolution لے کر آئیں گے تو وہ بھی ہم Federal Government کو پاس کر کے بھجوا

دیں گے کہ اگر اس level پر اس میں legislation ہو جائے تو وہ صرف پنجاب کے لئے نہیں ہو گی چاروں صوبوں کے لئے ہو گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ لاء منسٹر نے اتنی محنت کر کے تھیلیسیمیا کے بارے میں explanation کی ہے۔ میں اس میں addition کر دوں کہ تحریک کے آخر میں جو لکھا گیا ہے کہ "blood transfusion کی وجہ سے" یہ الفاظ بھی اس تحریک سے نکالنے والے ہیں کیونکہ یہ medically incorrect ہیں۔ blood transfusion کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ڈاکٹر صاحبہ! میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ یہ ایک ممبر کا right ہے کہ وہ جس چیز کو سمجھتا ہے کہ اس سے معاشرے میں کوئی problem پیدا ہو رہا ہے تو وہ اسے تحریک التوائے کار کے ذریعے ایوان میں لائے اور تحریک التوائے کار کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے۔ انھوں نے بھی بالکل اسی مقصد کے تحت bona fidely ایک چیز ہاؤس کے سامنے رکھی ہے He is not an expert. He is not a medical specialist. لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس پر حکومت کا جو response آیا ہے اس سے پورا ہاؤس agree کر رہا ہے۔ آپ اس چیز کو ضرور appreciate کریں کہ انھوں نے ایک بہت بڑے اہم مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے اور جو غلط wording تھی اس پر بھی انھوں نے grace کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کو واپس لے لیتا ہوں۔ ہم یہاں پر کسی کے خلاف personal point scoring کرنے نہیں بلکہ عوام کے مسائل کی نشاندہی کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ اب یہ Monday تک pending ہو گئی ہے باقی بات اس وقت کر لیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جب کوئی چیز floor پر آتی ہے تو It is in possession of the House. میں ایک ڈاکٹر ہوں ایک میڈیکل سپیشلسٹ ہوں جب میرے کان میں medically incorrect بات آئے تو میرا فرض ہے کہ میں اس کو point out کروں۔ جہاں لاء منسٹر صاحب نے تھیلیسیمیا کی correction کی ہے وہاں اس تحریک التوائے کار میں یہ الفاظ غلط ہیں۔ میری اپیل ہے کہ ان کو بھی دیکھ لیا جائے اسی لئے یہ اسمبلی mixed ہوتی ہے، کوئی وکیل ہے، کوئی ڈاکٹر اور کوئی جرنلسٹ۔ میں نے کبھی بھی کسی کو knock کرنے کی کوشش نہیں کی اور میرا اس میں کوئی mud slinging کا مقصد نہیں ہے۔ آپ کا شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار کا آدھ گھنٹہ ختم ہو چکا ہے۔آج کے ایجنڈے پر اس کے بعد سرکاری کارروائی تھی جس کے مطابق آج زراعت، خوراک اور بالخصوص چینی آٹے کے مسئلے پر عام بحث تھی۔بحث کا آغاز وزیر زراعت کی تقریر سے ہونا تھا لیکن چونکہ اب ہاؤس کا وقت ختم ہو چکا ہوا ہے تو میری لاء منسٹر صاحب سے گزارش ہو گی کہ سوموار کو جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا اجلاس ہونا ہے اس میں اس پر بحث کے لئے دوبارہ دن مختص کر لیں کیونکہ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے اور جس طرح آپ کے علم میں ہے اور آپ خود بھی وہاں موجود تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! میں لاء منسٹر صاحب کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج Agriculture with specific reference to Sugar and Aata پر بحث ہونا تھی کل بھی اسی پر بحث تھی لیکن unfortunately دہشت گردی کے واقعہ کی وجہ سے یہ بحث آج پر ہو گئی اور آج بھی اب وقت نہیں رہا۔اگر آپ مناسب سمجھیں تو بے شک اسے سوموار کے لئے fix کر لیں چونکہ ابھی اپوزیشن کے دوست اور باقی دوست بھی موجود ہیں اور سب کو before time پتا ہو کہ ہم نے سوموار کو اس پر عام بحث کرنی ہے۔غالباً مخدوم احمد محمود صاحب بھی اسی پر بات کرنا چاہتے ہیں۔اگر آپ اس کے لئے سوموار کا دن fix کر دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ بڑا important matter تھا اور میرے خیال میں آج اس پر discussion ہونی چاہئے تھی لیکن ہم سب نے وقت ضائع کیا اور اب نماز جمعہ کا وقت قریب ہے ہر کسی نے گھر جانا ہے۔ اب لاء منسٹر صاحب اس کو سوموار تک لے کر جا رہے ہیں non seriousness کا حال یہ ہے کہ آج وزیر خوراک نہیں آئے۔

معزز ممبران: وہ بیٹھے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: وزیر زراعت نہیں بیٹھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خوراک بیٹھے ہیں اور وزیر زراعت بھی ابھی اٹھ کر گئے ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب والا! اگر یہ ہاؤس اسی طرح چلانا ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: .No. No cross talk please جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مخدوم صاحب ہمارے بڑے محترم بھائی ہیں ویسے انہیں یہ زیب نہیں دیتا، یہ خود ابھی آئے ہیں اور آکر سب کی حاضری لگانی شروع کر دی ہے۔یہ سوموار کو تیاری کر کے آئیں اگر اب بھی گنجائش ہو اور پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ ٹائم ہے تو وزیر خوراک بالکل تیار ہیں وہ facts and figures آپ کے سامنے رکھ دیتے ہیں اور اگر اس پر مخدوم صاحب آج اظہار خیال کر لیں تو ٹھیک ہے۔لہذا اگر جمعہ کے ٹائم میں گنجائش ہے تو آپ بیس یا تیس منٹ کے لئے ہاؤس کا ٹائم بڑھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا ہے۔میں تمام ممبران سے گزارش کروں گا کہ اس پر political point scoring نہ کی جائے۔جو کل کے حالات تھے یہ extraordinary حالات ہیں اور میں آپ سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان برے حالات میں بھی آپ سب نے اسمبلی کا اجلاس چلا کر اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ جس طرح پوری قوم دہشت گردوں کی کارروائیوں کے خلاف متحد ہے اسی طرح پنجاب اسمبلی بھی متحد ہے اور اس معاشرے کو disrupt کرنے کے لئے جو ان کی کارروائیاں ہیں آپ لوگوں نے اسمبلی میں آکر اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ آپ ان تمام اقدامات کی حمایت کرتے ہیں جن کو حکومت لے کر چل رہی ہے اور جن پر ہم سب کارفرما ہیں۔جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ! آپ بات کرنا چاہ رہی تھیں۔

MRS. AYESHA JAVED: I have to address the Speaker.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

MRS. AYESHA JAVED: Thank you Chair. I said I have one point of order. Now, I have two points. First is the personal reviewing against the Chair. I don't know what I have to do to get attention.

مجھے یہاں کیا کرنا پڑے گا؟

MR. DEPUTY SPEAKER: You are getting full attention right now.

MRS. AYESHA JAVED: Thank you hon'able Chair. But the thing is that

یہاں theoretically تو بہت کہا جاتا ہے کہ آپ تمیز سے بات کریں اپنی حد میں اور اپنی باری پر بات کریں۔

But practically I am so sorry to say that it is not practiced. So I am standing like and you are giving me assurance for the last one hour and there are so many people who have been given chance before me. Sir this is absolutely not fair and as a custodian of the House I hope that it is not done again. Sir I am coming to the point.

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ پہلے ان کی بات ختم ہو جائے میں پھر آپ کو floor دیتا ہوں۔

پوائنٹ آف آرڈر
وزیر اعلیٰ کی جانب سے ہوم اکنامکس کالج لاہور کی لیکچرار کو خلاف پالیسی سرکاری رہائش گاہ کی الاٹمنٹ

(---جاری)

MRS AYEHSA JAVED: Point of Order. Sir, I am coming to the point. It is regarding.

تین ماہ پہلے جب بجٹ اجلاس ہوا تھا میرا point regarding allotment of house جو کہ over and above entitlement ہوا تھا کے متعلق تھا۔ last day سپیکر صاحب کی موجودگی میں مجھے assurance دی گئی تھی اور لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ وہ دو دن میں بتائیں گے I even gave him the paper of allotment letter پھر

Just about four days back again on point of order I reminded him of his promise but even now after now nothing has been done on it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! کون سی assurance تھی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر کی بات کر رہی ہیں لیکن میرے خیال میں انھوں نے یہ document میرے حوالے نہیں کیا۔ غالباً یہ مکانوں کی الاٹمنٹ سے متعلق کوئی information لینا چاہتی ہیں۔ اس کا proper way یہ ہے کہ سوال کر دیں یا کوئی تحریک لائیں تاکہ متعلقہ محکمے سے جواب لینے میں مجھے بھی آسانی رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ نے on the floor of the House کوئی assurance دی تھی کہ میں پتا کر کے بتاتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ابھی یہ in written form مجھے deliver کروا دیں تو میں متعلقہ محکمے سے جواب لے کر next week میں بتا دوں گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں ان کو on the floor of the House یہ document دے چکی ہوں اور بات بھی کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات follow کر گیا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تحریک التوائے کار کی ضرورت نہیں ہے چونکہ لاء منسٹر صاحب نے on the floor of the House assurance دی ہوئی ہے۔ آپ اس paper کی کاپی لاء منسٹر صاحب کو دیں۔ آپ کا grievance یہ ہے کہ آپ کو on the floor of the House assurance دی گئی تھی کہ وہ اس پر positive response دیں گے کہ یہ legal ہوا ہے یا illegal، ان کا میرٹ بنتا ہے یا نہیں؟ چونکہ assurance on the floor of the House ہوئی ہے اس لئے آپ فوری طور پر اس paper کی کاپی لاء منسٹر صاحب کو deliver کریں اور وہ Monday تک اس کا positive response دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! next week میں منگل یا بدھ کا کر دیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Ok I will give that day.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): انشاء اللہ next week میں جواب دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب بدھ کو اس پر positive response کریں گے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جی، ٹھیک ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب ذرا ایک منٹ میں بات کر لیں۔

پیشگی اطلاع کے باوجود لاہور میں دہشت گردی کے واقعات پر عوام کی پریشانی میں اضافہ

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کل لاہور میں جو دہشت گردی کا افسوسناک واقعہ ہوا تھا میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس بارے ایوان کو آگاہ کریں کہ اس میں اب تک کیا پیشرفت ہوئی ہے؟ آج روزنامہ "جنگ" میں خبر تھی کہ ان دہشت گردوں نے 9 گھنٹے پہلے یعنی رات ایک بجے مختلف اخبارات کو فون کر کے بتایا تھا کہ ہم آج یہ واقعہ کریں گے اور پورے 9 گھنٹے بعد یہ افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ دکھ اس بات کا ہے کہ لاہور میں پولیس کی نفری 26 ہزار ہے جبکہ تھانوں میں صرف سات ہزار تعینات ہے، باقی ساری نفری پروٹوکول اور دوسری ڈیوٹیوں پر تعینات ہے۔ اگر دیکھا جائے تو لاہور پولیس کی 87 فیصد نفری دوسرے معاملات پر تعینات ہے۔ لہذا میں چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب بتائیں کہ اب تک کی کیا پیش رفت ہوئی ہے اور اس سے کیا چیز واضح ہوئی ہے؟ آج پورے ایوان نے یکجا ہو کر قرارداد بھی پاس کی ہے اور سب نے یہ ثابت کیا ہے کہ ہم سب اس دہشت گردی کے خلاف یکجا ہیں لیکن اب تک کی پیش رفت سے اس ایوان کو ضرور آگاہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم چیمہ صاحب نے اس معاملے سے متعلق categorically یہ کہا ہے کہ کچھ اخبارات کو فون کئے گئے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اب تک ایسی کوئی اطلاع confirm ہوئی اور نہ ہی کسی اخبار کے کسی معزز رپورٹر اور الیکٹرانک میڈیا کے کسی فرد نے کوئی اطلاع دی ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! روزنامہ "جنگ" میں موبائل ٹیلی فون نمبر بھی دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے، آپ کا point of view آ چکا، اب وزیر قانون صاحب respond کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جیسا کہ محترم چیمہ صاحب فرما رہے ہیں، یقیناً روزنامہ "جنگ" میں ایسی خبر آئی ہو گی اور بالکل موبائل نمبر بھی ہو گا لیکن میں یہ بات کر رہا ہوں کہ حکومت یا کسی official کو اس قسم کی اطلاع کا ہونا confirm نہیں ہے۔ اگر کسی اخبار یا صحافی کو ایسی خبر ملی بھی ہے تو وہ حکومت یا کسی ذمہ دار آدمی تک نہیں پہنچی۔

جناب سپیکر! چیمہ صاحب نے جو figures quote کئے ہیں کہ 26 ہزار کی نفری ہے اور ان میں سے 86 فیصد لوگ صرف پروٹوکول اور دوسری قسم کی duties پر لگے ہوئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ بے بنیاد چیز ہے اور اس قسم کی بے بنیاد information کو پھیلانا اور لوگوں کو اس طرح سے panic میں مبتلا کرنا کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات محترم چیمہ صاحب کو اس لئے بھی زیب نہیں دیتی کیونکہ انہوں نے خود حکومت میں ایک بڑی اہم post پر بطور منسٹر کافی عرصہ کام کیا ہے۔ پروٹوکول ڈیوٹی یا لوگوں کی security کی ڈیوٹی پر یقیناً لوگ ہیں لیکن ان کی 86 فیصد ratio نہیں ہے، یہ قطعی طور پر غلط ہے اور پھر اس وقت جو security کی ڈیوٹی ہے اس میں security duty VIP personalities اس لحاظ سے نہیں ہیں کہ جس لحاظ سے غالباً چیمہ صاحب اعتراض کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت تقریباً 25 کے قریب ایسے important persons ہیں important persons do not mean، کہ وہ government persons ہیں بلکہ ان کا گورنمنٹ سے دُور دُور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ وہ مذہبی یا کسی دوسرے لحاظ سے اہم ہیں، جس طرح کہ مولانا سرفراز نعیمی صاحب تھے اور انہیں threat تھا۔ اسی طرح بہت سے ایسے لوگ ہیں جو کہ مذہبی اور دوسرے حوالوں سے important ہیں اور انہیں threats ہیں۔

جناب سپیکر! ابھی کل کی information ہے کہ ہمارے کچھ بڑے senior صحافیوں کے متعلق ایسا ہی threat confirm ہوا ہے۔ پریس کلب اور ہمارے T.V .channels کے دفاتر کے متعلق بھی اسی قسم کی information pass on ہوئی ہے۔ اگر ان سب جگہوں پر security forces تعینات ہیں تو اس کو پروٹوکول ڈیوٹی کہنا غلط ہے۔ یہ ان معنوں میں نہیں ہے کہ یہ کوئی government security یا پروٹوکول ڈیوٹی کر رہے ہیں۔ یہ تمام لوگ یا جگہیں خواہ وہ پریس کلب ہو، خواہ وہ الیکٹرانک میڈیا کے دفاتر ہوں یا کوئی معزز صحافی ہیں اگر ان کی security کے لئے forces duty کرتی ہیں تو یہ پروٹوکول میں نہیں آتا۔ اب تو بات یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اگر کوئی صحافی اپنا پروگرام کرتا ہے اور اس پروگرام میں وہ ان واقعات سے متعلق قوم کے جذبات بہتر انداز میں

پیش کرتا ہے اور ان واقعات کی مذمت کرتا ہے تو اسے بھی threat آجاتا ہے کہ آج آپ نے پروگرام میں اس قسم کی گفتگو کیوں کی ہے تو پھر ان لوگوں کو security کیوں نہ دی جائے؟

جناب سپیکر! جہاں تک انہوں نے اس case میں progress کے حوالے سے پوچھا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ یہ بھی پہلی دفعہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے جتنے واقعات ہوئے ہیں، خواہ وہ مناواں پولیس سنٹر کا واقعہ ہو، Liberty round about کا واقعہ ہو یا 15 کا واقعہ لے لیں ہر واقعے میں یہی ہوا کہ جو فورس، یا جو لوگ وہاں پر ڈیوٹی کر رہے تھے ان لوگوں نے respond نہیں کیا۔ باہر سے فورس گئی اور اس نے وہاں پر جا کر حالات کو کنٹرول کیا ہے۔ مناواں پولیس سنٹر میں بھی اسی طرح سے ہوا تھا کہ وہاں پر جو لوگ تعینات تھے، وہاں پر جو mechanism تھا اس نے work نہیں کیا۔ جب وہاں پر حملہ ہو گیا تو باہر سے forces کے لوگ گئے اور انھوں نے جا کر یرغمال بننے والے لوگوں کو چھڑایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے۔ ہمیں اس کو appreciate کرنا چاہئے، ہمیں اسے encourage کرنا چاہئے۔ ایف۔آئی۔اے کی بلڈنگ میں جس دہشت گرد نے حملہ کیا، بلڈنگ کے اندر جو لوگ ڈیوٹی پر موجود تھے انھوں نے اسے hit کیا۔ اس کے بعد آپ مناواں کے واقعے کو دیکھ لیں۔ وہاں پر بھی چار دہشت گرد اندر داخل ہوئے ہیں۔ گیٹ کے اوپر چونکہ گارڈز، سنتری open کھڑے تھے، وہاں پر دہشت گردوں نے grenade پھینکا جس سے انسپکٹر شہید ہو گیا، اس کے بعد وہ دہشت گرد ساتھ والی بلڈنگ میں داخل ہوئے۔ اس بلڈنگ کے اندر اور اس کی چھت کے اوپر جو لوگ ڈیوٹی پر تعینات تھے انھوں نے انتہائی فرض شناسی اور جرأت کا مظاہرہ کیا۔ وہاں پر انہوں نے ان دہشت گردوں کو hit کر کے ہلاک کیا۔ اسی طرح ایلیٹ فورس ٹریننگ سنٹر میں ہوا۔ آج وزیر اعلیٰ پنجاب اور میں وہاں پر گئے تھے اور ہم نے اس پورے area کو جا کر خود دیکھا ہے۔ اس side پر لوگوں نے farm houses بنائے ہوئے ہیں۔ دہشت گردوں نے ان farm houses کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس side سے دیوار پھلانگی لیکن دیوار پھلانگتے ہی وہاں پر ایلیٹ فورس کی جو picket تھی ان لوگوں نے فوری respond کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن کا credit ہو، انھیں ہی ملنا چاہئے۔ ایلیٹ فورس کے جوانوں نے وہاں پر ان چاروں دہشت گردوں کو hit کیا اور اس operation کو successfully انھوں نے مکمل کیا۔ ایک اے۔ ایس۔آئی وہاں پر شہید ہوا جس کی آج صبح نماز جنازہ تھی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ ان سب جگہوں پر جو لوگ ڈیوٹی پر تعینات تھے انھوں نے جرأت کا مظاہرہ کیا اور respond کیا، ورنہ پتا یہ چلتا تھا کہ جو لوگ وہاں پر ڈیوٹی پر تھے وہ دوڑ

گئے اور دہشت گردوں نے خالی ہاتھ لوگوں کو مارا اور بعد میں force گئی، فوج گئی اور انھوں نے جا کر ان دہشت گردوں پر قابو پایا تو ہمیں اس بات کو appreciate کرنا چاہئے۔ ایک جرأت مند قوم، پُر عزم قوم ہی ان حالات سے نبرد آزما ہو کر سرخرو ہو سکتی ہے۔ اگر ہم اسی panic میں پڑے رہیں کہ ایسے ہو گیا ہے، پہلے اطلاع تھی، پہلے کیوں انتظامات نہیں کئے گئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دہشت گردوں کا جس قسم کا رویہ ہے کہ وہ security forces کو چھوڑ رہے ہیں، کسی عام آدمی کو، کسی بے گناہ آدمی کو اور نہ ہی کسی بچے اور عورت کو چھوڑ رہے ہیں۔ اب خیبر بازار پشاور میں جو دھماکا ہوا ہے اس کے بعد کیا انسانیت رہ جاتی ہے؟ وہاں پر چھوٹے چھوٹے بچوں کی لاشیں ہم سب نے ٹیلیویژن پر دیکھی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ کسی قسم کی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ ایسی گفتگو یا اس معاملے کو اس انداز سے پیش کرنا کہ جس میں ان کی تھوڑی بہت کامیابی یا کارکردگی کا پہلو نکلتا ہو، ہمیں اس وقت اس سے اجتناب کرنا چاہئے اور جو بہتری ہوئی ہے اسے encourage کرنا چاہئے۔ باقی اس بارے میں جو investigation ہے کہ آیا یہ لوگ کہاں سے آئے، کس جگہ پر رہے اور کتنے دن پہلے آئے؟ اسی پر پورا focus ہے اور اس سلسلے میں بڑے important clues ملے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ان تک پہنچ کر اس سارے network کو sort out کریں گے اور اس کو break بھی کریں گے لیکن ان informations کو detail میں ابھی on air or public کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، بلوچ صاحب! پہلے آپ بات کر لیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ بحث کے لئے سوموار کا دن مقرر ہوا ہے۔ زراعت، آٹا، چینی وغیرہ کافی چیزیں ہیں اور ایک دن میں ان سب پر بحث نہیں ہو سکے گی۔ اس ہاؤس کے 75 فیصد ممبران زراعت کے شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں ہوتا یہ ہے کہ جو معزز ممبران پہلے تقریر کرتے ہیں انھیں 15 منٹ کا time ملتا ہے، اس کے بعد جب دیکھتے ہیں کہ وقت ختم ہو رہا ہے اور بات کرنے والے ممبران زیادہ ہیں تو اس time کو کم کر کے 10 منٹ کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد کہتے ہیں کہ اب پانچ منٹ ملیں گے۔ آخر میں تقریر کرنے والے ایم۔ پی۔ اے حضرات کے حصے میں صرف دو منٹ آتے ہیں جو کہ تعارف کراتے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت اہم issue ہے اور ہم 75 فیصد لوگ آئے ہی اس لئے ہیں کہ اپنے کاشتکاروں کی تکالیف، پریشانیوں کو بیان کریں اور ان کے ازالہ کے لئے تجاویز دیں۔ جب آپ کاشتکاروں کے حوالے سے بحث کے لئے کوئی وقت مقرر کریں تو اس میں دو دن رکھیں اور دس منٹ سے کم وقت کسی ایم۔ پی۔ اے کو نہ دیں۔ یہاں صرف کھڑا ہونا مقصد

نہیں ہوتا بلکہ ہم نے وہ تمام مشکلات بیان کرنی ہوتی ہیں جو کہ کاشتکار کو درپیش ہیں۔ لہذا مہربانی کریں اور اس بحث کے لئے ہمیں دو دن دیں۔ فراخدلی کا مظاہرہ کریں کیونکہ یہ بہت اہم اور ضروری issue ہے۔ صرف یہ نہ لکھوائیں کہ زراعت پر بحث کے لئے وقت دے دیا گیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بلوچ صاحب! آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے اب آپ تشریف رکھیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! خدا کے لئے وقت ضائع نہ کریں، یہ بڑا اہم issue ہے۔ یہاں وزیر خوراک بیٹھے ہیں ان کو کہیں کہ وہ debate کو شروع کریں۔ اس پر ایک دن لگے، دو دن لگیں وہ دیں کیونکہ یہ بہت important issue ہے۔ Please میں آپ کو ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ وقت ضائع نہ کریں۔ حکومتی وزیر کو کھڑا کریں، وہ اپنی opening speech کریں اور اس کے بعد بحث شروع کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری ایک بات سنیں۔ اس کو اگر آج آپ شروع کر بھی لیتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آج جمعہ کا مقدس دن ہے اب اس کا ٹائم بھی ہو گیا ہے اور سب نے اس کی تیاری بھی کرنی ہے۔ ہم نے پیر کا دن already fix کیا ہوا ہے، باقی اس میں کتنا ٹائم ہونا ہے کہ 5 منٹ ہونے ہیں، 10 منٹ ہونے ہیں یا 15 minutes per member ہونا ہے، ایک دن بحث ہونی ہے یا دو دن ہونی ہے۔ سپیکر صاحب نے صبح اڑھائی بجے Business Advisory Committee کی announce meeting کی ہوئی ہے تمام پارلیمانی لیڈر اس میٹنگ میں آ جائیں اور اس میں ہم time limit decide کر لیں گے اور پھر اس کے مطابق یہاں بحث کا آغاز کر دیا جائے گا۔ باقی گورنمنٹ کی طرف سے یہ assurance ہے اگر آپ چاہتے ہیں تو Food Minister is fully prepared. (قطع کلامیاں)

مخدوم صاحب! جس طرح پہلے بات ہوئی، بار بار اس کی نشاندہی کرنا اچھا نہیں ہے۔ میں نے اپنے ممبران کو پہلے بھی خراج تحسین پیش کیا ہے، ابھی بھی کہتا ہوں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ آپ نے ہاؤس کب تک چلانا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ 29 تاریخ تک کا ایجنڈا آیا ہوا ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: نہیں نہیں، ابھی کتنا ٹائم اور چلے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: 12 بج کر 30 منٹ پر ختم ہونا تھا ہم already گھنٹہ اوپر جا چکے ہیں اور جمعہ کا دن ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! آپ سے میری مودبانہ گزارش یہ ہے کہ ایجنڈے کا احترام کرنا چاہئے۔ ہم لوگ ایجنڈے کے مطابق کل آئے، کل لاہور میں غیر معمولی حالات پیدا ہو گئے۔ آج کے دن پر یہ postponement ہوئی، آج پھر ٹائم نہیں ہے۔ اب Monday کو کیا assurance ہے؟ اگر ہم اپنے programmes cancel کر کے Monday کو آتے ہیں، کیا assurance ہے کہ یہ Monday کو table بھی ہو گا اور بحث بھی ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی بھی کوئی 10 منٹ کی گنجائش ہے اگر مخدوم صاحب اس طرح سے زیادہ زور دے رہے ہیں تو آپ اس کو شروع کرا دیں اور اس کے بعد اس کو Monday تک لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر اس طرح ہے کہ ایک بج کر 20 منٹ ہوئے ہیں ایک بج کر 45 منٹ تک بحث کرتے ہیں۔ ہاؤس کا وقت 45 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

چونکہ پچھلے 20 منٹ میں نے announce نہیں کیا تھا، ہم ایک بج کر 45 منٹ تک اجلاس چلائیں گے۔ (قطع کلامیاں)

آجاسم صاحب! آپ بیٹھ کر بات نہ کیا کریں، اگر آپ کو کوئی مسئلہ ہو تو باقاعدہ کھڑے ہو کر پوائنٹ آف آرڈر پر Chair سے بات کیا کریں۔ جی، وزیر خوراک!

عام بحث

چینی اور آٹے کے خصوصی حوالے سے زراعت اور خوراک پر عام بحث

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم discussion تھی اس کے لئے ہم کل بھی حاضر تھے، آج بھی اس کے لئے پوری تیاری ہے تو آپ نے جیسے حکم دیا ہے اس کے متعلق میں بتانا چاہتا ہوں، میں اس بات کو آٹے سے شروع کروں گا۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو پوری پاکستانی قوم اور خاص طور پر پنجاب مبارک باد کا مستحق ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں آٹے کے حوالے سے یا wheat کے حوالے سے جب بھی بحران آیا اور اس کے اوپر بہت سے معاملات اچھالے گئے اور اس پر 9 کروڑ عوام کو پریشانیاں اٹھانی پڑیں تو الحمد للہ مجھے یہاں یہ بات بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اس سال ہمارے زمیندار طبقے کے ساتھ ساتھ محکمہ

زراعت، فوڈ اور دیگر departments نے ایک کوشش کی اور اس کوشش کے ساتھ یہ بات بتانا بھی ضروری تھا کہ پچھلے سال support price اس کی 625 روپے تھی اور اس سال support price اس کی 950 روپے کر دی گئی جس کا فیڈرل گورنمنٹ نے اعلان کیا اور اس کے بعد ہمارے زمیندار نے پوری کوشش، پوری محنت اور پوری محبت کے ساتھ گندم کی کاشت کی اور اس سلسلے میں اس سال جو bumper crop ہوئی ہے پاکستان کی تاریخ میں اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی اور یہ پنجاب کے کاشتکاروں کو مبارکباد ہے اور پورے پاکستان کے لوگوں کو مبارکباد ہے کہ یہ bumper crop پاکستان کی قسمت میں تھی اور الحمدللہ ہمیں نصیب ہوئی۔

جناب سپیکر! میں اس میں figures دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال جو ہمارے پاس carry forward stocks بچ چکے تھے وہ 2 لاکھ 28 ہزار 317 میٹرک ٹن تھے اور اس کے ساتھ ہم نے اس سال جو initial procurement target رکھا وہ 30 لاکھ ٹن کا تھا لیکن فیڈرل گورنمنٹ نے کہا کہ آپ اس کو بڑھا کر 35 لاکھ ٹن کر دیں لیکن وزیراعلیٰ پنجاب نے محسوس کیا کہ 35 لاکھ ٹن بھی شاید کم ہوگا تو انہوں نے اس کو فوری طور پر بڑھا کر 40 لاکھ ٹن کر دیا لیکن جیسے ہی procurement کا 15-اپریل کا دن آنے والا تھا تو ہمیں جو ادھر ادھر سے رپورٹیں ملیں اور مختلف علاقوں سے جو feed backs ملے تو اس بات کا احساس کرتے ہوئے کہ جیسے زمینداروں کو Pedi, cotton اور دوسری اجناس کے سلسلے میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑا اور ان کی بہت سی investment انہیں واپس نہ مل سکی تو پنجاب گورنمنٹ نے اس سلسلے میں procurement کا target enhance کر کے 40 سے 60 لاکھ ٹن کر دیا اور جب 60 لاکھ ٹن کر دیا گیا تو اس کے لئے ایک بھرپور مہم کا آغاز کیا گیا اور زمیندار نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ پنجاب حکومت اس کو اتنی بڑی مقدار میں procure کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن شاید کچھ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بھی تھی کہ شاید پیسوں کا arrangement نہ ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ اتنی بڑی procurement جو پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی procurement ہونی تھی اس کے لئے شاید کوئی مناسب بندوبست نہ ہو سکے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ صاحب کی قیادت میں پنجاب حکومت نے جو کام کیا وہ ایک مثالی کام ہے اور نہ صرف یہ کہ یہ بات ایک محکمے کی حد تک رہی بلکہ اس میں تمام محکموں کو involve کیا گیا، پنجاب حکومت کے تمام وزراء اور مختلف محکموں کے تمام سیکرٹریوں کی مختلف اضلاع میں ڈیوٹی لگائی گئی اور اس کے علاوہ ہمارے معزز اراکین پارلیمنٹ ایم این اے اور ایم پی اے حضرات سے بھی request کی گئی کہ ہم زمینداروں کے ساتھ lysine کر کے یہ

کوشش کریں کہ سنٹروں سے انہیں جو problems آ رہی ہیں ان کو minimize کیا جا سکے۔ ہم نے چونکہ اتنا بڑا target achieve کرنا تھا کیونکہ اس procurement کے لئے صرف 45 دن کا ٹائم ہوتا ہے تو target کے مطابق 10-2009 میں 97 لاکھ 87 ہزار 553 میٹرک ٹن procurement کی گئی اور اس طرح ہمارے پاس total stock 60 لاکھ 11 ہزار 870 میٹرک ٹن ہو گیا۔ جب ہمارے پاس یہ stocks آ گئے تو چونکہ ہمارے پاس storage capacity ہمیشہ سے کم رہی ہے تو میں on record لانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس سال 60 لاکھ میٹرک ٹن store کیا ہے اور اس سے پچھلے سال 25.5 لاکھ میٹرک ٹن store کیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ راجہ ریاض صاحب! اگر کوئی matter ہے تو kindly lobby میں تشریف لے جائیں کیونکہ ایک تو آپ اپنی کرسی سے اٹھ کر ادھر تشریف لائے ہوئے ہیں اور دوسری بڑی important قسم کی debate ہو رہی ہے۔ Lobby اسی لئے ہے کہ اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہے تو وہ وہاں جا کر بات کر لے۔ بہت شکریہ۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم نے جو 60 لاکھ میٹرک ٹن گندم procure کی اس میں دو بڑی important چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ لوگ بات کرتے ہیں کہ کھلے آسمان تلے 21 لاکھ میٹرک ٹن کے قریب گندم procure کی گئی ہے اور ہم نے فوری طور پر 5 لاکھ میٹرک ٹن کے گودام hired کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے گورنمنٹ کے جو covered گودام ہیں ان میں 27 لاکھ 55 ہزار میٹرک ٹن گندم سٹاک کی گئی ہے۔ یہ جو کھلے آسمان کی بات کرتے ہیں میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا جب سے procurement policy آئی ہے اور wheat کی procurement ہوتی رہتی ہے تب سے یہ ایسے ہی کیا جاتا ہے۔ ہم اس کو مختلف ذرائع سے ensure کرتے ہیں جس میں اس کے اوپر پولی تھین بیگ ڈالنا ہوتا ہے، اس کے بعد اس کو ترپالوں کے ساتھ cover کرنا ہوتا ہے، پھر اس کو گاہے بگاہے check کیا جاتا ہے تاکہ اس میں کوئی problem نہ آ جائے اور کوئی ایسی نقصان والی چیز سامنے نہ آئے تو ہم یہ checking ساتھ ساتھ مختلف ذرائع سے کرتے رہتے ہیں لیکن اس دفعہ چیف منسٹر صاحب نے خصوصی طور پر مختلف اضلاع میں ایم پی اے حضرات کی بھی ڈیوٹی لگائی کہ وہ باقاعدہ اس کا سروے کر کے ان کو رپورٹ دیں اور اس کی 100 percent satisfactory reports ان تک موصول ہوئیں۔ اس کے بعد میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد ہمیں اسے اپنی فلور ملوں کو release کرنا ہوتا ہے۔ اس وقت پنجاب میں تقریباً

700 فلور ملیں ہیں جب مارکیٹ میں گندم ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے تو ہم گورنمنٹ کے سٹاک سے انہیں گندم release کرنا شروع کر دیتے ہیں تو اس لحاظ سے اب تک ہم نے جو یکم جولائی تک releases کی تھیں وہ تقریباً 5 لاکھ 43 ہزار میٹرک ٹن کی تھیں۔ اس کے علاوہ ہم نے صوبہ سرحد کو بھی ایک ہزار میٹرک ٹن گندم دی ہے۔ I.D.Ps کے لئے بھی پنجاب حکومت کا good gesture تھا۔ وزیراعلیٰ اور پنجاب حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ I.D.Ps کو پنجاب حکومت support کرے گی۔ اس سلسلے میں ہم 4 ہزار تھیلے روزانہ کے حساب سے دیتے رہے۔ اس طرح ہم نے 7 ہزار میٹرک ٹن گندم ان کو دی۔ اس کے علاوہ ہم نے بلوچستان کو 27 ہزار 8 سو 33 میٹرک ٹن گندم release کی ہے۔ World Food Programme کو 20 ہزار 7 سو 9 میٹرک ٹن release کی ہے۔ اس لحاظ سے 6 لاکھ میٹرک ٹن مختلف صوبوں اور مختلف مدوں میں گندم کو release کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں اس کے علاوہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ رمضان package کے ل اس سال انقلابی قدم اٹھایا گیا اور آٹا بہت سستے نرخوں پر فراہم کیا گیا۔ یہ رمضان package 32 دنوں کا تھا جو کہ پنجاب کے عوام کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس میں 10 کلو کے تقریباً ساڑھے تین کروڑ تھیلے ایک سو روپے کے حساب سے عوام کو فراہم کئے گئے۔ اگر ان کو 2 سے تقسیم کیا جائے تو یہ ایک کروڑ 76 ہزار کے قریب 20 کلو کے تھیلے بنتے ہیں۔ یہ عوام کے لئے بہت بڑی سبسڈی تھی کیونکہ یہ براہ راست عوام تک پہنچی۔ غریب عوام کے لئے سستا آٹا فراہم کرنا ضروری بھی تھا اور اس محنت کا ثمر بھی تھا جو کسان نے اس پنجاب کے لئے کی۔ یہ سبسڈی جو دی گئی اس میں کسی پر بوجھ نہیں ڈالا گیا کہ اس کام کے لئے کسی دوسری مد سے اضافی بجٹ نکال کر ادھر شامل کیا گیا۔ ہم نے مختلف مدوں میں جو سبسڈی رکھی تھی یہ انہی میں سے نکال کر کام کیا گیا ہے۔ یہ ساڑھے تین کروڑ تھیلے تقریباً ستر لاکھ خاندانوں میں تقسیم کئے گئے اور اس کی پذیرائی بھی کی گئی۔ میں یہاں تسلیم کرتا ہوں کہ اس میں کچھ کمی بھی رہی۔ اس کی سپلائی میں کچھ ایسی رکاوٹیں آئیں اور کچھ ایسی مشکلات آئیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ رمضان بازاروں میں جس طرح آٹے کو monitor کیا گیا اور آٹے کے سٹال لگائے گئے۔ رمضان package کے شروع کے دنوں میں کچھ کمی رہی یہ بالکل واضح ہے، پر چھپانے والی بات نہیں ہے لیکن جیسے جیسے یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور ساتویں آٹھویں روزے کے بعد نظام streamline ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد جو انتظامات رمضان بازاروں میں ہوئے جن کی بنیاد پر مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کیا گیا جس کے لئے تمام محکمے، وزراء صاحبان اور ایم پی ایز مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے بھی feed back دیا اور جہاں کوئی کمی یا

کمزوری تھی اس کی نشاندہی کی۔ جس کی وجہ سے پنجاب حکومت اس کمی اور کمزوری کو ساتھ ساتھ دور کرتی رہی۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ کر رمضان بازاروں کے لئے مختلف اضلاع میں جاتے رہے اور ایک ایک دن میں کئی رمضان بازاروں کا معائنہ کیا اس سلسلے میں ہمیں جہاں بھی کسی کی کوتاہی نظر آئی تو اس کے نتیجے میں کسی بھی ذمہ دار افسر یا اہلکار کو نہیں چھوڑا گیا اور اس کے خلاف مکمل کارروائی کی گئی۔ اس میں بہت سے بڑے افسر ہیں جن کو اس سہولت کو عوام تک مناسب طریقے سے نہ پہنچانے کی وجہ سے ان کے عہدے سے فارغ کیا گیا اور ان کو او ایس ڈی بنا دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ آٹے کی جو پالیسی رہی ہے وہ ایک مثالی پالیسی تھی۔ اس پالیسی کے تحت پنجاب کی 9 کروڑ عوام کو بہت ریلیف ملا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں بھی یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ جب بھی package کا اعلان ہوتا ہے اور ایک سپیشل پروگرام بنتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جب اس کو لاگو کرنے کا محسوس کریں گے یا اگلے رمضان میں یا کسی اور موقع پر پروگرام بنتا ہے تو ہم اس کے لئے مکمل تیاری کرتے ہیں۔ میں یہاں پر یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس کثیر تعداد میں گندم موجود ہے۔ اس وقت ہمارے پاس 57 لاکھ کے قریب گندم کے سٹاک موجود ہیں۔ ہم نے اس کو اچھے طریقے سے اپنی procurement policy کے تحت procure کیا ہوا ہے۔ اس میں ہم نے وفاقی حکومت سے بھی درخواست کی ہے کہ ہماری ضرورت سے بہت زیادہ گندم ہمارے پاس موجود ہے۔ پنجاب کی ضرورت 3.2 ملین ٹن یا زیادہ سے زیادہ 3.5 ملین ٹن ہوتی ہے۔ اس وقت 6 ملین ٹن ہمارے پاس ہے۔ اس لحاظ سے ہم نے وفاقی حکومت سے درخواست کی ہے کہ آپ 2.5 ملین ٹن یعنی 25 لاکھ ٹن گندم اپنے reserve میں رکھیں تاکہ جب بھی گندم کی ضرورت محسوس ہو تو وہ استعمال کی جا سکے۔ پچھلے سال بدقسمتی سے ہمیں 25 لاکھ ٹن سے زیادہ گندم باہر سے منگوانا پڑی۔ ہم نے وفاقی حکومت سے درخواست کی تو ان کی طرف سے ہمیں مثبت ہدایات ملی ہیں کہ وہ کافی مقدار میں گندم اپنے سٹاک یا reserve میں لے لیں گے۔ ہم نے 25 لاکھ ٹن کا کہا ہے لیکن انھوں نے 20 لاکھ ٹن کا agree کر لیا ہے لیکن ہم مکمل documents کے ساتھ گندم ان کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گندم کی حفاظت بھی کی جا رہی ہے اور کوشش کی جائے گی کہ اگر دوسرے صوبوں کو ضرورت ہے تو ان کو بھی گندم دی جائے۔ اس کے علاوہ اگر گندم مناسب دام پر فروخت ہو سکتی ہے جس میں حکومت کو زیادہ نقصان برداشت نہ کرنا پڑے تو وہ بھی ہم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر! گندم اور آٹے کے بعد میں مختصراً چینی کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ چینی کا جو بحران آیا ہے اس کے بارے میں سب کو معلوم ہے۔ میں سب سے پہلے on the floor of the House ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ چینی کے بارے میں clear بات ہے کہ لوگ panic create کر رہے ہیں۔ مجھے افسوس سے یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ ہر طرف یہ شور پڑتا رہا کہ چینی دستیاب نہیں ہے۔ میں ایوان میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کو چینی کی اس سال اور سیزن کے لئے جتنی ضرورت ہے وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہے۔ یہ جو معاملہ چلایا جو بحث چلی اور panic create ہوا اس میں بہت سے لوگوں کی لاعلمی شامل تھی کہ انھوں نے اس کی مکمل طور پر study کی تھی، اس بارے میں ان کے پاس stock reports تھیں اور نہ ہی انھیں اس سسٹم کی سمجھ تھی کہ یہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ایک انوکھا کام تھا کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ قیمتوں کا معاملہ سامنے آیا جبکہ چینی کے بارے میں کبھی بھی ایسی بات سامنے نہیں آئی تھی۔ اس سلسلے میں، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس پنجاب میں 46 شوگر ملیں ہیں جن میں سے 45 کام کر رہی ہیں اور ایک مل کام نہیں کر رہی ہے۔ ان ملوں میں گنا crush کرنے کی استعداد 3 لاکھ 28 ہزار 9 سو میٹرک ٹن روزانہ کی ہے۔ گنے کی فصل کا کل زیر کاشت رقبہ 14 لاکھ 96 ہزار 502 ایکڑ ہے۔ گنے کی پیداوار 3 لاکھ 22 ہزار 95 ہے، گنا 2 کروڑ 12 لاکھ 71 ہزار اور چینی کی پیداوار 20 لاکھ 18 ہزار میٹرک ٹن ہوئی۔ اس کے ساتھ سابقہ سٹاک شامل ہوا جو 3 لاکھ 87 ہزار میٹرک ٹن تھا اور جو کل سٹاک ہمارے پاس اس crushing season کے بعد موجود تھا وہ 24 لاکھ 5 ہزار میٹرک ٹن موجود تھا۔ پنجاب کی کل آبادی 8 کروڑ 58 لاکھ 96 ہزار سروے کے مطابق ہے۔ ان کی فی کس مہینے کی ضرورت 2.08 کلو گرام بنتی ہے۔ اس حساب سے 21 لاکھ 47 ہزار کی ہماری requirement ہے جبکہ ہمارے پاس 24 لاکھ 5 ہزار کے سٹاک موجود تھے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہمیں جتنی ضرورت تھی اتنی چینی ہمارے پاس موجود تھی۔ اس کے علاوہ بہت سے figures ہیں جو میں دینا چاہتا ہوں لیکن مجھے بتایا جا رہا ہے کہ وقت کم ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ بحث ہو جائے اور جب میں wind up speech کروں گا تو اس پر میں مزید روشنی بھی ڈال سکتا ہوں۔ میں یہاں پر ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ اس وقت اصل مسئلہ 40 روپے کلو فروخت کا ہے اور 40 روپے فی کلو چینی کی فروخت کا مسئلہ چونکہ already سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں زیر بحث ہے تو آج بھی اس حوالے سے سپریم کورٹ میں پیشی تھی جس کے لئے ہمارا محکمہ، محکمہ قانون اور دیگر محکمے وہاں پر گئے ہوئے ہیں تو آج کی progress کو بھی انشاء اللہ include کر

لیا جائے گا۔ مزید جب میں wind up کروں گا تو میں اس پر سیر حاصل رپورٹ اور پوری information provide کر دوں گا۔ ویسے ابھی میرے پاس کافی لمبی لسٹ ہے جس میں، میں آپ کو تمام figures پیش کر سکتا ہوں لیکن اس پر مجھے تقریباً ایک یا ڈیڑھ گھنٹے کی ضرورت ہے۔ چونکہ ٹائم بڑا short ہے اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اجازت دیں کہ باقی detail میں اپنی winding up speech میں بتا سکوں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ باقی بات آپ اپنی winding up speech میں ہی کر لیجئے گا۔ اس وقت مخدوم صاحب اور ایگریکلچر منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب پارلیمانی لیڈر چونکہ مخدوم صاحب ہی موجود ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! مخدوم صاحب کیا اپوزیشن میں آ گئے ہیں کیونکہ روایت یہی ہے کہ قائد حزب اختلاف ہی شروع کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قائد حزب اختلاف چونکہ موجود نہیں ہیں تو پارلیمانی لیڈران میں سے مخدوم صاحب ہی موجود ہیں۔ اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو .You are more than welcome روایت یہی ہے کہ پارلیمانی لیڈر ہی پہلے بات کرتے ہیں۔ ان کے بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ وضاحت کر دوں کہ میں حکومت کے coalition partner کی حیثیت سے، حکومت کے خیر خواہ کی حیثیت سے اور حکومت کے ایک ایسے ساتھی ہونے کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں کہ جس پر کوئی doubt نہیں ہونا چاہئے اور میرا کوئی political points scoring کا ارادہ نہیں ہے۔ میں اپنی بات یہاں سے شروع کروں گا کہ ہم نے تو دعائیں کی تھیں کہ (ن) لیگ کی حکومت بنے اور (ق) لیگ کی حکومت سے جان چھوٹے اور اس لئے بھی دعا کی تھی کہ شہباز شریف صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں تو میں نے سوچا کہ یہ آئیں گے اور good governance dispense کریں گے۔ جس طریقے سے آٹے اور چینی کے crisis کو حکومت نے handle کیا تو ایمانداری کی بات ہے کہ چائنا نے یہ کام چھوڑ دیا حالانکہ وہ communist country ہے اور free market کی طرف آ گیا۔ Lennon اپنے ideas کو کامیاب نہیں کر سکا اور روس free market economy کی طرف آ گیا۔ پالیسی ایسی بنائی گئی کہ اب اس کے reaction میں ملک کو بہت بڑا نقصان ہو گا۔ چینی کو 40 روپے فی کلو پر لے کر آیا گیا۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ

پوری دنیا میں hoarding اور مہنگائی کے مسئلے کو کس طرح حل کیا جاتا ہے، کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے۔ پوری دنیا میں economic measures کے تحت ان چیزوں کو handle کیا جاتا ہے۔ پہلی دفعہ ہم نے دیکھا کہ مہنگائی کو administrative tools کے ذریعے handle کرنا شروع کیا گیا ہے جس کا اب بہت بُرا reaction ہوگا۔ ہر action کا ایک reaction ہوتا ہے۔ یہ خود کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے چینی کو administratively کنٹرول کیا اور تمام سیکرٹریوں اور وزیروں کی ڈیوٹی لگائی۔ وزیراعلیٰ صاحب خود کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے سستے بازاروں کے دورے کئے جو انہوں نے اس کو administratively کنٹرول کیا۔ اب اس کا reaction سن لیجئے جو میں ایک سال پہلے بتا رہا ہوں۔ اب گنے کی کاشت پر effect یہ ہوگا کہ ملک میں گنا کاشت نہیں ہوگا۔ ہاں! اگر ایگریکلچر منسٹر صاحب میں جرأت ہے تو کھڑے ہو کر یہ گنے کی قیمت announce کریں کہ 125 روپے ریٹ ہوگا۔ اگر یہ ریٹ کاشتکار کو ملے گا تو وافر گنا لگے گا، وافر چینی بنے گی اور کوئی hoarding نہیں کرے گا۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اب گنا نہیں لگے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چینی 100 روپے کلو میں import ہوگی اور جو کیری لوگر بل کے تحت پیسے آ رہے ہیں انہی میں سے پیسے لئے جائیں گے اور ڈالرز میں ہم چینی منگوائیں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ کیسی پالیسی ہے؟ پنجاب گورنمنٹ کی پالیسی تو ایسی ہونی چاہئے کہ اگلے سال ملک سے چینی export ہو۔ آج رواج یہ پڑ گیا ہے کہ جو جتنا بڑا غلط مشورہ دے گا، جو جتنی بڑی خوشامد کرے گا اس کو اتنا بڑا عہدہ ملے گا۔ کابینہ میں پالیسی discuss ہوتی ہے نہ اسمبلی میں discuss ہوتی ہے۔ ایسے ہی پالیسی کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ Metro نامی ایک ملٹی نیشنل کمپنی جسے بڑی مشکل سے پچھلی حکومت منت سماجت کر کے لے آئی تھی، کتنا بڑا ظلم ہوا کہ اس پر 35 پولیس والوں نے جا کر harassment پھیلائی اور اس کمپنی کے ایڈیشنل منیجر کو گرفتار کیا۔ گرفتار اس لئے کیا کہ وہاں چینی فروخت ہو رہی تھی۔ مجھے آپ بتائیں کہ کیا اس پالیسی کے تحت اس ملک میں investment آئے گی؟ جب DCO, DPO، منسٹرز، سیکرٹریز چینی فروخت کریں گے، آٹا بانٹتے پھریں گے تو کیا لوگ اس ملک میں investment لے کر آئیں گے، اس ملک کے economic indicators کو دنیا میں کیا شاباش ملے گی؟ میں یہ نہیں کہتا کہ چینی کتنے روپے کی ان کے پاس ہے اور کتنے میں یہ بیچ رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پالیسیاں ایسی بنائی جائیں جس سے اس ملک کی خیر خواہی سامنے آئے۔

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے مخدوم صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کی پالیسی کی بات کر رہے ہیں تو میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے کوئی پالیسی نہیں بنائی۔ یہ اپنی direction صحیح رکھیں کیونکہ price جو بتائی گئی ہے یہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ نے announce کی ہے۔ پنجاب حکومت کو اس میں involve کیسے کیا جا رہا ہے؟ پنجاب حکومت کو جو directions ہائی کورٹ کی طرف سے یا سپریم کورٹ کی طرف سے آئیں گی ہم اس پر implement کروانے کے bound ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک پوائنٹ تو آپ کا یہ آگیا، دوسرا کیا ہے؟

وزیر خوراک / صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! دوسری بات میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس جس کی یہ نشاندہی کر رہے ہیں کہ کوئی گنا نہیں لگائے گا یا اس کے آگے کیا اثرات ہوں گے تو ہم نے already اس سلسلے میں Federation کو ساتھ ملا کر سپریم کورٹ کو وضاحت بیان کر دی ہے۔ چونکہ سپریم کورٹ ایک supreme ادارہ ہے جس کو سب نے implement کروانا ہے اور اسی کے تحت ہم چل رہے ہیں۔ آج بھی وہاں پر اس سلسلے میں تاریخ تھی تو وہاں سے جو ریٹس آئیں گے ان کے مطابق ہم نے implement کروانا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب حکومت کی پالیسی ہے اور نہ free market میں involve ہونا چاہتی ہے لیکن جب ہائی کورٹ کی طرف سے suo-moto ایکشن لیا گیا اور پنجاب حکومت کو ہدایات آئیں تو اس کے تحت ہم نے کچھ کارروائی کی ہے۔ مخدوم صاحب پنجاب حکومت کو involve نہ کریں کیونکہ اس میں پنجاب حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آجاسم صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! جمعہ کی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ یا تو مولوی صاحب کو کہہ دیں کہ وہ ایک گھنٹہ نماز لیٹ کر دیں کیونکہ 2 بجے نماز کا ٹائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس سے پہلے وہ wind up کر لیں گے۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں وزیر خوراک کی respect کرتا ہوں اور میرا کوئی ذاتی ایجنڈا نہیں ہے۔ میں تو ایسی بات بیان کر رہا ہوں جس کا ہم سب پر اثر ہوگا۔ یہ پنجاب اسمبلی ہے اور یہاں ہم سب اپنے اپنے علاقوں، حکومت اور صوبہ پنجاب کو represent کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ایسی پالیسی بنائی جائے کہ اس کے بعد ہم سب legal out کر جائیں کہ یہ تو سپریم کورٹ کا آرڈر ہے۔ اگر سپریم کورٹ کا آرڈر ہے تو پشاور میں چینی 100 روپے کلو کیوں ہے، سندھ میں چینی نایاب کیوں ہو گئی ہے اور بلوچستان میں تو چینی مل ہی نہیں رہی؟ یہ کس طرح کی پالیسی بنائی جا رہی ہے کہ پنجاب میں آٹا بھی سستا ملے، چینی بھی سستی ملے جو administrative orders کے ذریعے ملے اور باقی صوبوں میں چینی اور آٹا کہیں دستیاب ہی نہ ہو۔ گزارش یہ ہے کہ پنجاب حکومت کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے۔ ابھی یہ چینی چالیس روپے کلو فروخت کروا رہے ہیں۔ اب جیسے کرشنگ سیزن شروع ہونے والا ہے تو کاشتکار آپ کو 125 روپے فی من سے کم گنا نہیں دے گا لہذا اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ چینی کے ریٹ کا حساب خود ہی کر لیں۔ یہاں سیکرٹری ایگریکلچر اور دوسرے افسران بھی بیٹھے ہوئے ہیں تو 9 فیصد recovery average ہے لہذا آپ خود اندازہ لگا لیں کہ چینی کا ریٹ کیا بنے گا؟ میں بتاتا ہوں کہ چینی کا ریٹ 70/75 روپے ہو جائے گا۔ کیا پھر یہ لوگوں کو لائنوں میں کھڑے کروا کر 40 روپے میں چینی دلوائیں گے، اگر دلوائیں گے تو اتنی بڑی subsidy کون دے گا؟ ایسی futile exercise کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بلے بلے کی سیاست بند ہونی چاہئے۔ یہ ٹائم نہیں ہے کہ اس طرح کی پالیسیوں کو ground پر enforce کیا جائے جس کے reaction میں کل کو نقصان ہی نقصان ہو۔ It's a no main situation جس طریقے سے یہ سارے چینی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اس میں کہیں سے کوئی اچھی خبر نہیں آئے گی۔ میں وزیر خوراک وزراعت سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داری کو دیکھیں، اپنی ذمہ داری کو نبھائیں اور گنے کے ریٹ پر بات کریں ہم سب زمیندار ہیں اور کاشتکار علاقوں سے آئے ہوئے ہیں، چینی issue نہیں ہے، چینی سے پیٹ نہیں بھرا جا سکتا۔ دال چنا کا ریٹ -/150 روپے کلو اور مونگی کا ریٹ -/130 روپے کلو ہے۔ یہ چینی کے پیچھے پڑے ہیں۔ چینی کوئی issue نہیں ہے۔ 70 فیصد چینی beverages اور مٹھائی والے استعمال کرتے ہیں۔ 30 فیصد چینی چمچ کے حساب سے کھائی جاتی ہے۔ چینی سے روٹی بنا کر کوئی نہیں کھاتا۔ یہ جو چینی کا issue بنایا گیا ہے یہ no main situation ہے اس طرح نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اگر ہو گیا ہے تو ابھی بھی remedy ہے حکومت اس problem کو face کرے اور گنے کا ریٹ announce کرے تاکہ کاشتکاروں میں کوئی خوشی کی

لسر دوڑے۔ انہیں پتا ہے کہ ہمارا گنا تو کوئی مل والا 70/75 روپے سے اوپر تو نہیں لے گا اور جب 70/75 روپے نہیں لے گا تو وہ گنے کو آگ لگا دیں گے اور وہ گنا کاشت نہیں کریں گے اور پھر اگلے سال اربوں روپے کے ذخائر سے ہم چینی 100 روپے کلو کے حساب سے import کریں گے۔ اپنی چینی ہم چالیس روپے کلو کے حساب سے دے رہے ہیں تاکہ زمیندار مر جائیں۔ اس وقت ہم چینی 76 روپے import کر رہے ہیں اور اگلے سال 100 روپے کریں گے۔ یہ کیسی پالیسی ہے اور یہ سپریم کورٹ کا کیسا آرڈر ہے جو صرف پنجاب میں implement کیا جا رہا ہے۔ بلوچستان والے ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں، سندھ والے ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں، سرحد والے ترسی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ خدا کے لئے گورننس کی طرف توجہ دیں، گورننس dispense نہیں ہو رہی۔ امن و امان کی صورتحال آپ کے سامنے ہے۔ ہمارے رحیم یار خان میں پچھلے تین ماہ میں چالیس اغوا ہوئے ہیں۔ آج کل بندے ایسے اٹھائے جا رہے ہیں جیسے کسی زمانے میں cattle اٹھاتے تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیونکہ time short ہے اس لئے میں چاہوں گا کہ مخدوم صاحب جو facts and figures بیان کر رہے ہیں تو یہ اب Monday سے اس بات کو شروع کریں کیونکہ یہ جو facts and figures پیش کر رہے ہیں یہ Monday کو تشریف لائیں گے، ایسا نہ ہو کہ یہ اس دن آئیں ہی نا۔ یہ جو facts and figures پیش کر رہے ہیں اس وقت تک گنا اگر زمیندار کو 99 سے لے کر انہوں نے 110 روپے تک دیا ہے اگر اسی range میں گنا مل والوں کو ملے تو ان کو 32.5 روپے فی کلو میں چینی پڑتی ہے۔ انہوں نے اس سال کی چینی کے سودے شروع میں 28 اور 26 روپے کے کئے۔ اب ان کے گوداموں میں پڑی پڑی 38 روپے کی ہو گئی ہے اور 38 روپے سے 68 روپے کی ہو گئی ہے اور غریب آدمی کی جیب سے اربوں روپیہ اگر نکل کر ان کی طرف منتقل نہ ہو تو حکومت کی پالیسی بھی غلط ہے، سب کچھ غلط ہے اور اگر یہ زمینداروں کو دو دو سال تک پیسے ہی نہ دیں تو پھر پالیسی بھی ٹھیک ہے اور سب کچھ ٹھیک ہے۔ جو یہ فرما رہے ہیں کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ بلوچستان میں، سرحد میں، سندھ میں یہ فرمائیں کہ کیا یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ نہیں ہے کہ چالیس روپے میں چینی فروخت کی جائے؟ کیا سپریم کورٹ نے one man commission مقرر نہیں کیا کہ وہ گنے کی قیمت کا بھی تعین کرے اور چینی کی قیمت کا بھی تعین کرے اور اس کے بعد اس کو سپریم

کورٹ announce کرے گی۔ جب ان کو ساری چیزوں کا پتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کو حکومت کے سر پر نہ ڈالیں اور اب پھر یہ ادھر سے چلے ہیں اور اب اغواء برائے تاوان کے مقدمات کی طرف آ گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ چونکہ ان کے پاس وقت ہے اس لئے یہ facts and figures لے آئیں۔ میں ان کو ثابت کروں گا کہ یہ جو چینی کے مل مالکان ہیں انہوں نے اس مرتبہ غریب آدمی کی جیب پر اربوں روپے کا ڈاکا ڈالا ہے۔ ان کا مزید اربوں کا ڈاکا ڈالنے کا پروگرام ہے۔ سپریم کورٹ ان کی راہ میں حائل ہے اور چونکہ اس میں عام آدمی کا فائدہ ہے اور پنجاب حکومت عام آدمی کے ساتھ ہے وہ ایسے فیصلے کو implement کرے گی جس سے عام آدمی کو فائدہ ہو گا مل مالکان کے فائدے کے لئے پنجاب حکومت act نہیں کرے گی۔ مل مالکان کے فائدہ کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف حالانکہ وہ خود بزنس مین ہیں اور ان کی خود فیملی سے لوگوں کی ملیں ہیں اور پتا نہیں انہوں نے کتنا پریشر برداشت کیا ہے لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں جو فیصلہ عام آدمی کے لئے بہتر ہے میں اس فیصلے کے ساتھ کھڑا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت 15 منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ میں نے پہلے بھی وضاحت کی تھی کہ میں ایک خیر خواہ کی حیثیت سے بات کروں گا، میرا کوئی ذاتی ایجنڈا نہیں ہے۔ کسی جگہ پر میری مل کا نام نہیں آیا۔ ہم good practices کرنے والے لوگ ہیں۔ We are not cheered of such things گزارش یہ ہے کہ کون ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ چلیں رانا صاحب کھڑے ہو کر مجھے کہہ دیں کہ وہ ذمہ داری اٹھاتے ہیں کہ اگلے سال چینی surplus ہو گی، گنے کے کاشتکاروں کو ان کا ریٹ ملے گا، یہ جو crisis ہے یہ over ہو جائے گا یہ ذمہ داری اٹھالیں میں آج بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا مخدوم صاحب! میری عرض سنیں۔

مخدوم سید احمد محمود: میری آخری گزارش سن لیں۔ وزیر خوراک کی یہ بات بنتی ہے۔ اس بحث کے بعد ان کو ذمہ داری اٹھانی چاہئے کہ گنے کے کاشتکار کا نقصان نہیں ہو گا، اگلی دفعہ چینی hold نہیں ہو گی اور وافر پیدا ہو گی۔ چینی ڈالروں میں import نہیں کی جائے گی اور 100 روپے کلو نہیں فروخت کی جائے گی تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہم تو action کا reaction دیکھ کر آپ سے بات کر رہے ہیں کہ آگے آنے والے وقت میں یہ مسئلہ مزید بڑھے گا، خراب ہو گا اس کو politicize نہ کیا جائے۔ اس پر سیاست نہ کی جائے، اس پر economic team بٹھا کر سمجھ داری سے اس پر کوئی فیصلہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں اتنی گزارش کروں گا کہ جمعہ کا وقت ہو چکا ہے۔ جہاں پر آپ کی تقریر ہے Monday کو آپ ادھر سے ہی شروع کیجئے گا۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہم یہ فیصلہ کر لیں گے کہ ہر ممبر کے لئے بات کرنے کا کتنا وقت مقرر کرنا ہے اور اگر ممبران کہیں گے تو اس کو اگلے دن بھی لے جایا جائے گا لیکن اس کا فیصلہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کریں گے۔ اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 19۔اکتوبر 2009 سہ پہر تین بجے تک ملتوی کیا جاتا۔